فتاویٰ مصطفویہ

مصنفہ حضور اقدس امام الفقہاء مرشدنا الامام مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ المفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ

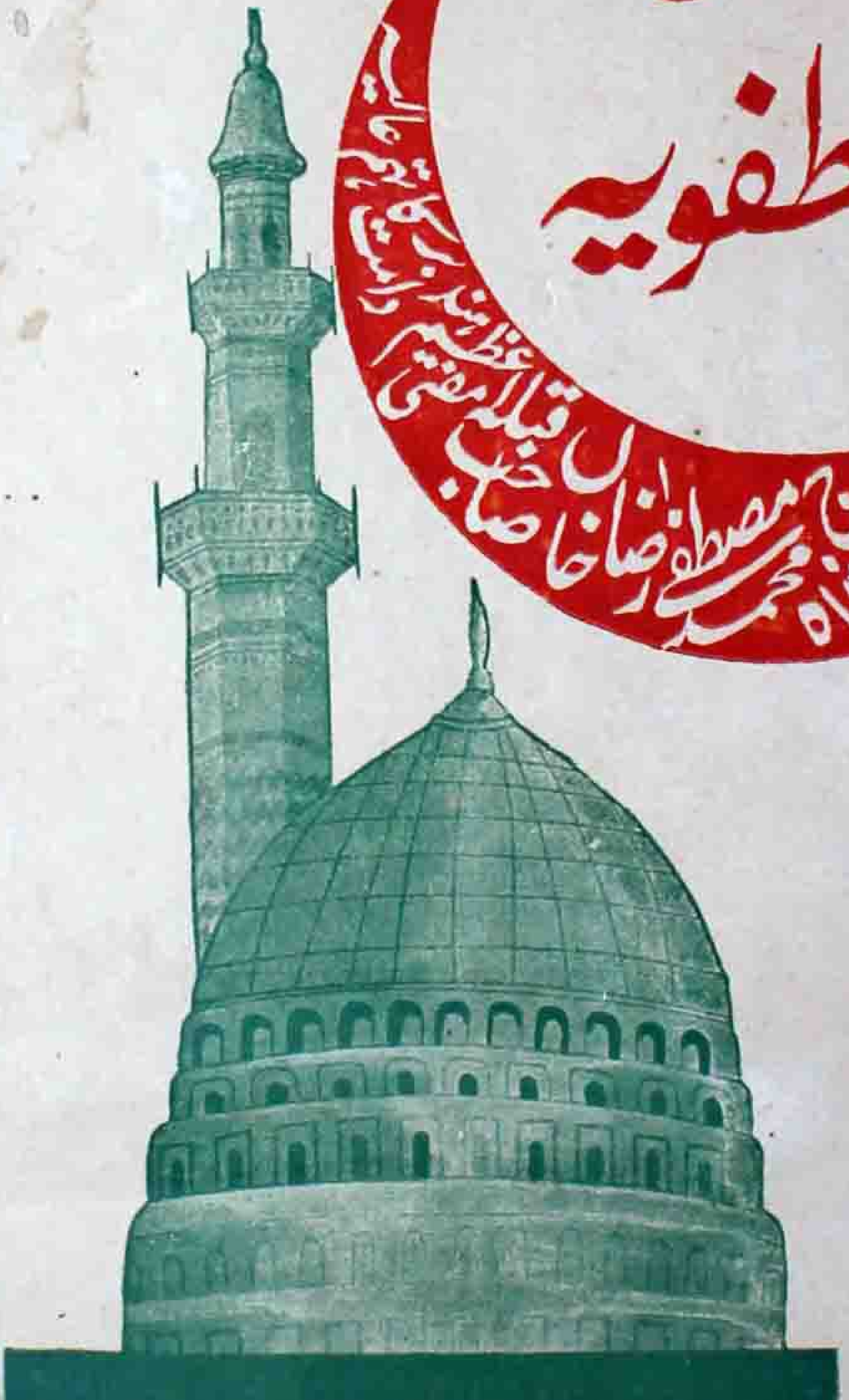

Marfat.com

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ

الحمد للہ کہ حضرت امام الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے

فتاویٰ مبارکہ کا پہلا حصہ کتاب الایمان شائع ہو گئی۔

فتاویٰ مصطفویہ

: مصنفہ :

حضور امام الفقہاء مولانا مولوی الحاج شاہ محمد مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

SYED SHABBIR ALI NOORI
RAZA BOOK DEPOT
816, KATHGHAR, BAREILLY-243003

: ناشر :

مکتبہ رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت (یو.پی)

اشاعت بار اول

Rs 8 P 50

12/

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

تاجدار اہلسنّت شاہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کے فتاوی لاکھوں کی تعداد میں ہیں بسنہ ۱۳۴۹ھ سے سنہ ۱۳۵۹ھ تک کے فتاوی کی نقل کا ایک رجسٹر جناب مولانا حکیم ڈاکٹر فیضان علی صاحب نے حضرت مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک اجازت لیکر جناب مولانا الحاج خالد میاں صاحب کے ذریعہ حاصل کرلیا اور بڑی محنت سے اس رجسٹر میں مندرجہ فتاوی کو باب باب کیا پھر پورے رجسٹر کی نقل کرڈالی پھر کتاب الایمان کی نقل کا رجسٹر سے مقابلہ کیا گیا۔ مقابلہ کے وقت آیات واحادیث وفقہی عبارات میں جہاں بھی ضرورت ہوئی قرآن کریم وکتب احادیث وکتب فقہ وغیرہ سے براہ راست بھی مقابلہ کرلیا گیا۔ اسی سبب سے اشاعت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی۔ ورنہ یہ مبارک فتاوی دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت کے ہی موقع پر ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ کو منظر عام پر آجاتا۔ بہر حال مقابلہ کے بعد کاتب کے پاس کتابت کے لئے کتاب الایمان بھیج دی گئی بعد کتابت وتصحیح پھر دوبارہ حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ اور حضور کی حرم محترم سیدہ مخدومہ محترمہ بڑی بی صاحبہ سے بھی طباعت کی متبرک اجازت حاصل کرکے یہ مبارک مجموعہ فتاوی زیور طباعت سے آراستہ ہونے جارہا ہے۔ یہ فتاوی صرف عام مسلمین یا طالبان علم دین ہی کے لئے مفید نہیں بلکہ علماء کرام اور مفتیان عظام کے لئے بھی نہایت مستند ومعتمد قابل استفاضہ واستفادہ علوم ومعارف کا ایک بے بہا خزینہ ہے۔ تحقیق وتدقیق کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت سلاست بیان ورشاقت زبان کے لحاظ سے بھی آپ اپنی مثال ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ علامۂ اجل۔ فقیہ اجل۔ محدث اتم۔ شہزادہ وتلمیذ مجدد اعظم حضرت مفتیٔ اعظم عالم دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک قلم کا ایک شاہکار ہے۔ اگرچہ تصحیح میں کوشش کی گئی ہے مگر پھر بھی غلطی ممکن ہے کبھی کاتب صاحب کی تصحیح میں بے اعتنائی سے غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ بہر حال کہیں کسی قسم کی غلطی پر اطلاع پائی جائے تو یہ نقل وکتابت وطباعت وتصحیح کی غلطی سمجھی جائے۔ اس سے پہلے جناب ڈاکٹر فیضان علی (بن مولوی عرفان علی صاحب مرحوم رضوی بیسلپوری) اور ان کے برادر صاحبان الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح شائع کرچکے ہیں اب یہ فتاوی مصطفویہ کی کتاب الایمان کی اشاعت ان کی دوسری پیش کش ہے۔ مولائے کریم ان حضرات کو دوسری اور کتابوں کی اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے آمین آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد اعظم رضوی مصطفوی غفرلہٗ مفتی رضوی دارالافتاء۔ بریلی شریف

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

Marfat.com

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

مسئلہ ا:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر میں ہے وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ لاینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب الخ اور ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔ جواب شافی بالدلیل مرحمت فرمائے جاویں۔ فقط بینوا توجروا

الجواب

زید بے قید پُر از مکر وکید بدترین وہابی لعین ہے اوس کا حضور پُرنور شافع یوم النشور ایمان جان جان ایمان عالم ما یکون وماکان سرور عالم وعالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب سے مطلقاً انکار کفر مبین ہے۔ قرآن عظیم کی آیات باہرہ کثیرہ سے انکار ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْكَ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی فرماتے ہیں اور وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ۔ یہ نبی غیب بتانے پر بخیل نہیں۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ اللہ اس لئے نہیں کہ اے عامۃ الناس تو تمہیں غیب پر مطلع فرمادے اور لیکن اللہ (اس کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ اور لایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ خدا کسی کو غیب پر مسلط نہیں فرماتا مگر رسول مرتضیٰ کو۔ اور علمك مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما۔ خدا نے سکھادیا تمہیں جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (غیب شہادت سے)، اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے۔ اور وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تبیانا لکل شیئ۔ ہم نے یہ کتاب تم پر اتاری ہر شی کی روشن تر بیان کو اور ھو بکل شیئ علیم۔ وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر شئے کے علیم ہیں۔ اور یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں مابین ایدیہم و ماخلفھم کو۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اللہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھادیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ وغیرہا آیات شریفہ اوس لعین کا یہ ملعون انکار احادیث شریفہ کثیرہ شہیرہ کا انکار ہے۔ حدیث میں ہے ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو

Marfat.com

کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا اٹھائی دیمیرے پیش نظر فرمادی) تو میں اسے اور جو کچھ اس میں روز قیامت تک ہونیوالا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مقدس کو۔ اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم ہمیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرنیش سے جنتیوں کے اور جہنمیوں کے اپنے اپنے منازل میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ اور حدیث میں ہے ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا۔ تحقیق اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تو میں نے اون کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمالیا۔ اور حدیث میں ہے۔ تجلی لی کل شیئی وعرفت۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ اور حدیث میں ہے۔ علمت ما فی السمٰوات والارض۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور حدیث ہے قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما یکون۔ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا تو میں نے جان لیا ماکان و مایکون کو (جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہونیوالا ہے سب کو۔) اور حدیث میں ہے مامن شیئی کنت لم ارہ الاوقد رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار۔ اور حدیث میں ہے تجلی لی ما بین السماء والارض۔ اور حدیث میں ہے علمت ما بین المشرق والمغرب اور حدیث میں ہے، اخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا۔ اللہ عزوجل بار بار ارشاد فرمائے ہم نے رسول کو غیب کی خبریں دیں۔ ہم نے رسول مجتبیٰ کو غیب پر مطلع فرمایا۔ رسول مرتضیٰ کو غیب پر مسلط کر دیا۔ اور رسول کو سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے۔ اور ان پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ ہم نے رسول پر وہ کتاب اتاری جو ہر شئے کا روشن بیان ہے۔ ہمارا رسول ہر شئے کا علیم ہے۔ ہمارا رسول ما بین ایدیھم (ابتدائے آفرنیش سے) اور ما خلفھم (روز آخر تک) جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہا اعلان سے فرمائیں میں اپنی کف دست مبارک کیطرح دنیا و ما فیہا تا روز قیامت سب کو دیکھ رہا ہوں۔ میں جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے سبکو جانتا ہوں۔ میں ہر شئے کو پہچانتا ہوں ہر شئے مجھ پر روشن ہوگئی ہے۔ کوئی چیز جو میری دیکھی نہ تھی وہ ایسی باقی نہ رہی جو میں نے اس مقام میں دیکھ نہ لی جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب کو میں نے جان لیا۔ مگر بے ایمان وہابی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لاتا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان وہ کافر دونوں سے کفر کرتا ہے اور بکے جاتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور بے ایمانی اور دھوکے اور فریب سے ان نصوص کو اپنی برہان بناتا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے۔ اوس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں "الغیب" سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا۔ تو او سے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار سمجھتا ہے۔ تو تو بحر پر ایمان رکھتا ہے مگر رسول کے فرمان اور اللہ عزوجل کے قرآن کا منکر ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان کے آگے بحر کی عبارت پیش کرنا اس کے بھروسہ رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے ہی جیسے بے حیا بے ایمان کا ملعون کام ہے۔ اے لعین تو ان ملعون منافقوں کی طرح قرآنی فتوے سے کافر ہے جنہوں نے بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فلاں کا ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اونھیں غیب

Marfat.com

کی کیا خبر وہ غیب کیا جانیں اور پھر منکر ہو گئے اور جھوٹے بہانے بنانے لگے جس پر قرآن عظیم کا وہ قہری فتویٰ نازل ہوا
اور جتا دیا گیا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ
لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ منافقوں نے بھی تو یہی بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے
وہ غیب کیا جانیں انہیں غیب کی کیا خبر۔ اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا کہ تم اللہ اور قرآن اور رسول کے ساتھ ٹھٹھا
کرتے ہو۔ اسی پر تو واحد قہار نے اون کے جھوٹے حیلے بہانوں کو کہ ہم تو یونہی ہنس بول رہے تھے فرمایا کہ جھوٹے
بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے بعد (اظہارِ) ایمان کے۔ آمنا باللہ الرحمٰن ورسولہ والقرآن۔ ہم مسلمان
آیات قرآن واحادیث نبی ذیشان پر ایمان رکھنے والے باتباع قرآن اس وہابی بے ایمان کے کفر پر حکم کرتے ہیں۔
جس نے کہا رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور جس نے لکھا یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲ ص۱۰) اور بکا کہ دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ ص۵۱) اور بک دیا کوئی شخص کسی سے
کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اوس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات
اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص۲۶) اور لکھا کسی انبیاء اولیا یا امام یا شہیدوں کی جناب میں
ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صاحب کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان
ص۳۲) اور لکھا جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات
سے ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص۳۶) اور لکھ دیا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں سو
اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص۳۱) اور لکھا اللہ کا سا علم
اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیا سے رکھے خواہ پیر و شہید سے
خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اون کو اپنی ذات سے خواہ اللہ
کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۔) اور ہر چہار ائمہ مذاہب اور
جملہ علماء پر افترا کرتے ہوئے بکا۔ اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب وجملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔
(مسئلہ علم غیب ص۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن (تقویت الایمان ص) اللہ
اللہ۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے غیوب کو علم غیب عطا فرمائے، اور اپنی کتاب مجید میں اس
عطا کا اعلان فرمادے، اور جو ملعون یہ بکے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں اوس کے کفر کا وہ قہری فتویٰ
دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار برسر مجالس خطبات میں اپنے رب کے اس عظیم نعمت کا اظہار فرمائیں اور طاعنین
کا رد علی رؤس الاشہاد ارشاد فرمائیں۔ حدیث میں ہے قام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال
اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیئ فیما بینکم و بین الساعۃ الا انبأتکم بہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام من

Marfat.com

العزیز الودود الغفور نے منبر مقدس پر قیام فرمایا اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کیا حال ہے ان اقوام کا جو میرے علم شریف میں طعن کرتی ہیں تم مجھ سے نہ پوچھو گے کسی شئے کو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے مگر یہ کہ میں تمہیں اوس سے خبردار فرمادونگا۔ تو وہابی مردود، منافق مطرود کی طرح یہی بکے جائے کہ انہیں غیب کی کیا خبر وہ علم غیب کیا جانیں۔ رسول غیب نہیں جانتے تھے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ آیات واحادیث جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے اور بھی ہیں مگر وہابیہ کے دس انکار کے مقابل دس دس آیات واحادیث پر بس کریں مشہور ہے الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔ بے ایمان وہابی جب بحر کفر میں غوطے کھانے لگا اور قعر کفر میں ڈوبا تو بچاؤ کیلئے بحر الرائق کی اس عبارت کو پکڑا اس مرجوح قول سے سہارا لیا جس کا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکار۔ اور وہابیہ دیوبندیہ کا گرو مان چکا کہ "شرائط تعارض سے تساوی فی القوۃ ہے پس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے سامنے مرجوح ساقط ومتروک ہے، اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں تاویل مناسب کی جائے" (بسط البنان) اس مرجوح قول میں مناسب تاویل نہ کرنیوالا اسے اپنی سند بنانیوالا بے ادب گستاخ ہے۔ ساقط ومتروک مرجوح کو قرآن و حدیث کے نصوص کے رد کیلئے پکڑنیوالا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں صاحب بحر کو بھی ڈبا دینے والا ہے اور طائفہ کے گرو گھنٹال کی معقول بات کو بھی رد کردینے والا ہے۔ جب طائفہ کے استاد جی کو بھی یہ مسلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علماء کی ایسی عبارت میں یہ سمجھتا کہ اون کی مراد علم ذاتی ہے نہ کہ اوس عبارت کو قرآن وحدیث کے رد کیلئے لے دوڑا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیا علماء دین کے ائمہ جن کی وسعت نظر ہم جیسوں کے حسابوں سے بے انتہا جسکی حد تک ہمارا مرغ وہم بھی پرواز نہ کرسکے تو یہ کیا کوئی سلیم الحواس ادنی عالم بھی ان آیات واحادیث پر جس کی نظر ہو وہ مطلقاً انکار علم غیب برائے انبیاء کرسکے گا لا الہ الا اللہ امنا برسل اللہ۔ کیا کسی ادنی سے ادنی عقل والے کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ یہ اکابر ان آیات واحادیث پر نظر نہ رکھتے تھے یا انکو دیکھتے ہوئے معتزلیوں اور وہابیوں کی طرح انکو رد کرتے تھے۔ یا یہ کہ ان آیات واحادیث پر نظر تو رکھتے تھے اور یہ اعتقاد بھی رکھتے تھے کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں تو دیں انھیں غیوب پر مطلع تو فرمایا وہ ایسے امور سے واقف تو تھے جنکا، بداہت عقل اقتضا نہ کرے جو کسی طرح حواس سے معلوم نہ ہوسکیں جن تک مرغ عقل کتنا ہی اڑے، ہرگز نہ پہنچ سکے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہوسکیں مگر اسے علم غیب کہنا جائز نہ رکھتے تھے۔ اسے علم غیب اعتقاد کرنے کو کفر ٹھہراتے تھے باوجودیکہ اللہ عزوجل نے اسے غیب ہی فرمایا۔ اور عقلاً بھی یہ ظاہر کہ وہ امور غیب جنکا علم خدا نے بخشا غائب سے حاضر نہ ہو گئے۔ علم بخشا نہ کہ غائب کو حاضر اور جو ہوچکا اور جو ابھی تک نہ ہوا اسے زمانہ حال میں موجود کردیا۔ ماکان و مایکون کو معلوم ومشہود فرمادیا نہ کہ خارج میں حاضر وموجود۔ اور ہر کس وناکس کیلئے مشہود۔ تو علم غیب عطا فرمانے سے غیب غیب ہی رہا شہادت نہ ہوگیا۔ اور اپنے حبیب عالم کے لئے معلوم فرمادینے اور اپنے محبوب شاہد کیلئے مشہود

Marfat.com

کر دینے سے غیب شہادت ہوگیا غیب باقی نہ رہا یہ کہا جائے تو کیا معاذ اللہ یہ جہلا یہ بھی کہیں گے کہ خدا کو بھی غیب نہیں کہ وہاں تو سب شہادت ہی ہے اوس سے کوئی شئے غائب نہیں۔ شہادت وہ ہے جو حواس سے معلوم ہو سکے وہ موجود کہ ہر ایک کیلئے مشہود ہو سکے یہ بھی بعطائے الٰہی ہے اوروں کے لئے۔ ایک ذرہ شہادت کا علم بے عطا بھی دوسرے کو ناممکن جسطرح علم غیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہے یونہیں علم شہادت کے ساتھ جس طرح علم غیب اوس کی صفت ہے یونہیں علم شہادت۔ قال تعالیٰ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اور غیب وہ ہے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکے جس تک حواس و عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم الٰہی نہ ہو سکے جو ذاتی طور پر خدا ہی کو ہے اور اوسکی عطا سے اوسکے محبوبوں کو ہوتا ہے ہر اک کو نہیں ہوتا۔ مختصر یہ کہ شہادت وہ جو ہر اک کیلئے عقل و حواس سے ظاہر فرما دیا ہے اور غیب جو اوس کے ساتھ خاص ہے۔ اپنے محبوبوں کو اوس سے جتنا جتنا چاہا بخشا ہے اور ونکو نہیں دیا ہے حواس سے معلوم کر لینے پر قادر نہیں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ غیر خدا کیلئے مطلقاً انکار غیب یہ عقیدہ باطلہ بعض معتزلہ ہے اور یہ وہابیوں ہی کا اب پہلا نام ہے اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا۔ جیسے اب دیوبندی وہابی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہابی اپنے آپ کو حنبلی بتاتے ہیں دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے اور اوس میں اپنے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونسے ہیں یونہیں معتزلی اپنے آپکو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں تصنیف کیا کرتے اور اوس میں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے۔ اونہیں مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے۔ بعض نے اسے اخذ کیا اور اون کے ساتھ حسن ظن یہی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس سے علم ذاتی مراد لیا۔ پھر ان حضرات صاحب بحر وغیرہ نے بھی یہی سمجھتے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض جامع اقوال ہر گونہ اقوال نقل کرتا ہے مثلاً مجمع الانہر میں لکھا کہ لو شتم حیوانا ماکول اللحم بکلمۃ الجماع یکفر (مجمع الانہر میرے پاس اس وقت نہیں اور میسر بھی نہیں آسکتی یاد پر یہ عبارت لکھی ہے ممکن ہے کہ عبارت میں کچھ فرق ہو) پھر اوس سے اوروں نے نقل کیا۔ اور ایسا ہوتا ہے۔ تو بعض کا نقل کردہ قول جبکہ اوس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو جو معتزلہ کے عقیدہ باطلہ کے موافق ہے یا اوسکا اپنا سہی جبکہ وہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اُس نے ذاتی مراد لیا ہو اسے دیکھنا اور اوسے عطائی پر ڈھالنا اور اکابر علماء جہابذہ ائمہ کا اس قول کے ضعف و مرجوحیت کا جو اشعار فرمایا اسے دیکھ کر اَن دیکھا کر لینا کس درجہ حیاداری ہے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نیز اس سے بھی وہابی کا نظر چرانا بلکہ بعض خبثاء وہابیہ کا اوس اشعار ذاتی کو بھی مطلقاً انکار کی سند ٹھہرانا کس قدر ڈھٹائی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا و رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لا نکاح الا بشہود مسلمان کے نکاح میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو عاقل بالغ ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے وہ کون سا نکاح ہے جو خدا سے غائب ہو اگر محض خدا کی شہادت سے نکاح کرتا یا فرشتوں مثلاً کراماً کاتبین کی شہادت سے کرتا جب بھی باطل ہوتا کہ شرط

Marfat.com

صحت نکاح نہ پائی گئی۔ اسمیں بعض مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ معتقد علم غیب برائے رسول ہوا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا۔ اوس نے اپنے مذہب کا پیوند اوس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔ مگر اسکی مرجوحیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم ذاتی ہی نہیں ہوتا دوسری قسم علم عطائی بھی ہے تو جب یہ احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔ امام فقیہہ النفس قاضی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی الجنان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا رجل تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ کان باطلا لقول صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یکون بشہادۃ اللہ وبعضہم جعلوا ذلک کفرا لانہ یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ امام فقیہہ النفس نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفر ہے بلکہ یہ فرمایا کہ بعض نے اسے کفر ٹھہرادیا اوس کے ضعف کا اشعار فرمادیا۔ فتاویٰ خلاصہ میں یہ مسئلہ دو جگہ لکھا جلد اول کتاب النکاح میں تو تجرید سے اتنا لکھا لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد وھل یکفر عرف فی الفاظ الکفر۔ اور جلد ۲ کتاب الفاظ الکفر میں تحریر فرمایا رجل[ع] تزوج ولم یحضر شاھد فقال خدا را ورسول خدا را گواہ کردم یکفر فی الفتاویٰ لانہ یعتقد ان الرسول والملک عالم بالغیب بخلاف قولہ فرشتہ دست راست را وفرشتہ دست چپ را گواہ کردم حیث لا یکفر لانہما یعلمان۔ فتاویٰ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری میں فرمایا تزوجہا بشہادۃ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا ینعقد ویخاف علیہ الکفر لانہ یوھم انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب وعندہ مفاتیح الغیب الایہ وما اعلم اللہ تعالیٰ لخیار عبادہ بالوحی والالہام لم یبق بعد الاعلام غیبا فخرج عن حصرین المستفادین من تقدیم المسند والحصر بالایخاف علیہ الکفر نے صاف کردیا کہ مراد امام بزازی علم ذاتی ہے کہ اگر عطائی ماننا بھی کفر ہوتا تو یخاف نہ فرماتے اور ما اعلم اللہ تعالیٰ بالوحی والالہام لخیار عبادہ کہہ کر خیار عباد کیلئے منجانب اللہ وحی والہام سے علم ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔ لم یبق غیبا پر وہابیہ بہت بغلیں بجاتے ہیں اور قول بزازی دکھا دکھا کر مسلمانوں کو اکثر فریب میں ڈالا کرتے ہیں۔ مگر ہماری تقریر بالا سے روشن ہوگیا کہ لم یبق غیبا خود اسی طرف مشیر ہے کہ یہاں مراد امام غیب سے غیب ذاتی ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب بعد اعلام باقی نہ رہا جو خدا کے ساتھ خاص ہے۔ علماء اہل فہم کی فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ایسی قیود ضروریہ اکثر ترک فرمادیا کرتے ہیں جنہیں شراح ومحشین ذکر کرتے ہیں لم یبق غیبا ای مختصا باللہ تعالیٰ

[ع] اس عبارت میں اگرچہ اشارۂ ضعف ومرجوحیت نہیں مگر جب اور علماء کے کلام سے یہ ثابت ہے نیز اس طائفہ وہابیہ کے گرو نے ملک الموت بلکہ ابلیس کیلئے بھی علم غیب مانا ہے اور نصوص سے ثابت لکھا ہے تو قطعا ظاہر کہ اوس عبارت میں بھی علم ذاتی ہی مراد ہے یہ تکفیر بربنائے علم ذاتی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے پر۔ ہم نے یہ عبارت مطبوعہ نسخہ سے نقل کی ہے ممکن ہے کہ قدیم نسخہ کی عبارت میں ضعف ومرجوحیت کی طرف اشارہ کے الفاظ بھی ہوں جو اس طبع کرنے والے نے نکال دیئے ہوں۔ اس طبع کرنے والے نے چند جگہ الحاق کیا ہے جو نسخۂ قدیمہ قلمیہ میں نہیں۔ اور وہ عقلاً نقلاً محض باطل ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

درمختار میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز۔ بل قیل یکفر۔ اس قیل نے ضعف ومرجوحیت تکفیر کا اشعار فرمایا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اس قول پر ردالمحتار جلد ۲ میں تحریر فرمایا قال فی التتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی تاتارخانیہ اور حجہ میں فرمایا کہ ملتقط میں ذکر کیا کہ وہ کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء روح نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک رسل علیہم السلام بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول پھر قلت لکھ کر مقطع کا بند یہ فرمایا جس نے وہابیہ کو بالکل ہی ذبح کر دیا اون کی رگ گردن یکسر قطع فرما دی بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین بھذہ الایۃ علی نفیھا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول الملک لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرھم بواسطۃ الملک اوغیرہ وقد بسطنا الکلام علی ھذہ المسألۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الھندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعھا فان فیھا فوائد نفیسہ۔ یعنی میں کہتا ہوں بلکہ بعض علماء نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ اولیاء کو کرامات سے بعض مغیبات پر اطلاع ہے اور ان ائمہ نے معتزلیوں کا رد فرمایا جو اس آیت سے نفی غیب پر دلیل لاتے تھے کہ مراد آیت اظہار بلا واسطہ ہے اور مراد رسول سے ملک ہے یعنی نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو بلا واسطہ مگر ملک کو لیکن نبی اور اولیاء تو غیب پہ انہیں بواسطہ ملک یا کسی اور واسطہ سے مسلط فرماتا ہے اور بیشک ہم نے اس مسئلہ پر کلام مبسوط کیا ہے اپنے رسالہ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی میں تو اس کی مراجعت کرو اوسے دیکھو کہ اوس میں فوائد نفیسہ ہیں۔ امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نے تجنیس والمزید اور علماء کرام اصحاب فتاویٰ عالمگیری نے فتاویٰ ہندیہ میں اس قول کے ضعف یا بطلان کیطرف اس کے ترک سے اشارہ فرمایا کہ مسئلہ صرف اتنا ہی لکھا من تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یجوز النکاح۔ وہ ٹکڑا لاعتقادہ ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب چھوڑ ہی دیا قیل لگا کر بھی نہ لکھا مضمرات وخزانۃ الروایات اور معدن الحقائق میں ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب وتعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا۔ اور صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ تو (ان کو علم غیب کا اعتقاد) کفر نہ ہوگا۔ وہابیہ بحرالرائق کی عبارت ہی دھوکہ کو نہیں دکھاتے اکثر شرح عقائد وشرح فقہ اکبر وبزازیہ کی عبارتیں بھی فریب دینے کو پیش کیا کرتے ہیں۔ عبارت بزازیہ تو اوپر گذر چکی۔ شرح عقائد کی عبارت یہ ہے۔ العلم بالغیب تفرد بہ اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد۔ مگر عبارت اتنی ہی نہیں اس کے ساتھ اوسی میں یہ بھی ہے الا باعلام منہ اوالہام تو یہ عبارت

Marfat.com

علم عطائی ثابت کررہی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے والے کو کافر مشرک ٹھہرا رہی ہے۔ یونہیں شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اتنی پیش کرتے ہیں اور اس کے متصل اس سے اوپر کا اتنا ٹکڑا ہضم کر جاتے ہیں۔ ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا الغیب الا ما اعلمھم اللہ تعالی احیانا اس کے بعد ہی وہ عبارت ہے و ذکر الحنفیۃ الخ۔ اوپر کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ واضح و آشکار کردیا کہ علم عطائی کا اثبات کفر نہیں۔ وہ تو عقیدہ اسلامیہ ہے ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر الخ میں علم ذاتی ہی کے اثبات پر تکفیر ہے۔ علم عطائی تو اعلمھم اللہ تعالی کہہ کر مصنف نے خود مانا ہے تو کیا آگے خود اپنی تکفیر کا ذکر کیا۔ و ذکر الحنفیۃ الخ۔ وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پیشواؤں کے کلام میں بھی علم ذاتی کے اثبات پر حکم کفر و شرک ہے کہ وہابیہ کے پیشواؤں کی عبارتیں جو اوپر گذریں ان میں صاف تصریح ہے کہ علم ذاتی مانے یا عطائی ہر طرح شرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ کیا معاذ اللہ یہ اکابر علماء اور دین کے ائمہ قدیم وحدت ذات احدیت اور خود آپنے اوپر اپنی عبارتوں میں حکم کفر کر رہے ہیں؟ صحابہ اہلبیت اطہار اور عرفاء و علماء دین کی تصریحات سے آفتاب سے زیادہ روشن کہ انبیاء و اولیاء علوم غیب پر مطلع ہیں۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ و علیہم علی آلہ و صحبہ بارک وسلم۔ جمع النہایہ میں علامہ شنوانی فرماتے ہیں وقد ورد ان اللہ تعالی لم یخرج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل شیئ۔ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے الحق کما قال جمع ان اللہ سبحنہ و تعالی لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا امر بکتم بعض والاعلام ببعض علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں زیر کریمہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا لِوَقْتِھَا اِلَّا ھُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَۃً یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تحریر فرماتے ہیں قولہ کانک حفی عنھا عن بمعنی الباء والمعنی کانک عالم بھا و متیقن لھا قولہ تاکید ای لما قبلہ لبیان انھا من الامر المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احدا الا من ارتضاہ من الرسل والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر الی کفی ھذہ و ورد انہ اطلع علی الجنۃ والنار وما فیھما وغیر ذلک مما تواترت بہ الاخبار و لکن امر بکتمان البعض قولہ ولو کنت اعلم الغیب ان قلت ھذا یشکل مع ما تقدم لنا انہ اطلع علی جمیع مغیبات الدنیا والاخرۃ۔ والجواب انہ قال ذلک تواضعا او ان علمہ بالغیب کلا علم من حیث انہ لا

Marfat.com

قدرۃ لہ علی تعبیر ما قدر اللہ وقوعہ فیکون المعنی حینئذٍ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما ارید وقوعہ لاستکثرت۔ الخ ہاں ہاں او دل بیمار وہابی جل کر خاک ہوجا واحد قہار اور زیادہ تجھے دنیا و آخرت میں جلنا نصیب کرے پھر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ تجھے جلائے دم بدم تری جلن زیادہ کرے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ہاں ہاں او دیوبندی اپنی آتش غیظ میں بھنکر کباب ہوجا اللہ تجھے بھنتا رکھے یسعتکم بعد اب ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ او کذاب مفتری او بہتان پر جری! تو تو علمائے اسلام پر اتہام رکھتا ہے کہ وہ انبیاء کیلئے علم غیب ماننے والے کو کافر کہتے ہیں مگر اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ الْخَآئِنِيْنَ او کیاد مکار۔ خائن! تیرا کوئی کید کوئی مکر چھل فریب نہ چلا تیرے مکر و کید چھل فریب کی دھجیاں تو اتنی ہی عبارات علماء سے اڑ گئیں۔ آگے اور اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ کر دیکھ تفسیر نیشاپوری مصری جلد ۳ صـ ۴۲ میں ہے "مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ هذا الاستثناء راجع الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانہ قیل من ذا الذی یشفع عندہ یوم القیمۃ الا عبدہٗ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مابین ایدیھم من اولیات الامور قبل خلق الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ"۔ حضرت سیدی شیخ محقق عبد الحق قدس سرہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں "ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا اوان نفخہ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد"۔ نیز فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ "وہو بکل شیئ علیم۔ ووے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا ست بہمہ چیز از شیونات واحکام الٰہی واحکام صفات حق واسماء وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا۔" درۃ الغواص اور الجواہر والدرر کلاہما للعارف سیدی الامام عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی میں ہے "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو الاول والآخر والظاہر والباطن قد ولج حین اسری بہ عالم الاسماء اولہا رکن الارض واخرہا السماء الدنیا بجمیع احکامہا وتعلقاتہا ثم ولج البرزخ الی انتہائہ وہو السماء السابعۃ ثم ولج عالم العرش الی ما لا نہایۃ لہ وانفتح فی برزخیتہ صور العالم الالٰہیۃ والکونیۃ"۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی اول ہیں وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن (یعنی خلق میں) وہ شب معراج عالم اسماء میں داخل ہوئے جس کی ابتدا مرکز ارض اور انتہا سماء دنیا ہے اس عالم کے جملہ احکام وتعلقات جان لئے پھر عالم برزخ میں داخل ہوئے اوس کے منتہی ساتویں آسمان تک پھر عالم عرش میں جہاں تک جسکی انتہا ہی نہیں۔ اور حضور کے باطن میں عالم الٰہی اور حادث عالموں کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔ حضرت سیدی عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ کے باب ۱۲ میں فرماتے ہیں وصل زمان

نشأة الجسم الظاهری المحمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فظهر مثل الشمس الباهرة الی قوله وظهرت بسیادته التی کانت باطنة فهو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیٔ علیم فانه قال اوتیت جوامع الکلم وقال عن ربه ضرب بیده بین کتفی فوجدت بردا ناملہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین الخ جسم ظاہری محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفرینش کا وقت پہنچا تو روشن سورج کی طرح حضور نے ظہور فرمایا (تا) اور حضور کی سیادت باطنہ ظاہر ہوگئی تو (مخلوق میں) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اور اون کا علم ہر شئے کو محیط ہے۔ امام اجل **قاضی عیاض** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **شفا شریف** میں فرماتے ہیں لکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوتی علم کل شیئ۔ حضرت عارف **مولٰنا رومی** قدس سرہ نے مثنوی میں فرمایا ؎
گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود ٭ دل دراں لحظہ بخود مشغول بود۔ **تفسیر روح البیان** میں زیر کریمہ ما انت بنعمة ربک بمجنون فرمایا بل انت عالم بما کان۔ خبیر بما سیکون **نسیم الریاض** شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ میں فرمایا الانبیاء صلاة اللہ وسلامہ علیهم اجمعین من جهة الاجسام والظواهر مع البشر وبواطنهم وقواهم الروحانیة ملکیة ولذا تری مشارق الارض ومغاربها وتسمع اطیط السماء وتشم رائحة جبرئیل علیه الصلاة والسلام اذا اراد النزول الیهم سب انبیا بنظر ظاہری اجسام بشر کیساتھ ہیں اور اون کے باطن اور روحانی قوتیں ملائکہ کی سی ہیں اسی لئے مشارق ارض و مغارب زمین اون کی نظر میں ہوتے ہیں اور آسمان کی چرچراہٹ سنتے اور جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی خوشبو جب وہ انبیاء کی طرف نزول کا ارادہ کرتے ہیں اوسی وقت سے سونگھ لیتے ہیں۔ عارف کبیر سیدی حضرت سید **احمد رفاعی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام **شعرانی** قدس سرہ النورانی طبقات کبریٰ بندہ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں اطلعه علی غیبه لاتنبت شجرة ولا تخضر ورقة الابنظره مولیٰ تعالیٰ اپنے غیب پر اُسے مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اگتا کوئی پتہ نہیں ہریاتا ہے مگر اوس کی نظر کے سامنے۔ حضرت عارف سامی **مولٰینا جامی** قدس سرہ **نفحات الانس** شریف میں فرماتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام جلیل الشان حضرت سیدی عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے زمین در نظر ایں طائفہ چو سفرہ ایست۔ نیز نفحات میں ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عزیزان رضی اللہ عنہ المنان کا وہ کلام شریف نقل فرماتے پھر فرماتے وما می گوئیم چوں روی ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ حضور پرنور سید الاسیاد غوث الاغواث قطب الاقطاب **غوث اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے **قصیدۂ خمریہ** مبارکہ میں اپنی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلة علی حکم اتصال حضرت سیدی شریف عبدالعزیز سجلماسی پھر حافظ الحدیث اپنی کتاب مستطاب **ابریز** میں فرماتے ہیں ما السموات السبع والارضون السبع الا کحلقة ملقاة فی فلاة من الارض۔ اولیاء کی نظر میں زمین مثل دسترخوان ہے عارف کی نگاہ میں روئے ناخن کی طرح کہ کوئی

چیزاون کی نظر سے غائب نہیں۔ سیدالعرفا کی نظر اقدس کے حضور رائی کے دانے کے مانند۔ مومن کامل کی نظر میں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ایسی جیسے کہ لق و دق میدان میں چھلا پڑا ہوا۔

وہابی بے دین تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کفر لکھتا اور حنفیہ معتقد علم غیب عطائی کی تکفیر کا افترا و بہتان کرتا ہے کیا حنفیہ کے نزدیک معاذ اللہ یہ علما اولیا عرفا جنھوں نے انبیا اولیا کے لئے یہ کچھ فرمایا کافر ہیں؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایسی نجس ناپاک گندی گھنونی خبیث تکفیر وانکار پر حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے خوب فرمایا ہے۔ رومی سخن کفر نہ گفتہ است و نہ گوید منکر مشوید ش کافر شدہ آں کس کہ بانکار بر آمد مرد و دجہاں شد۔ وہابیہ دیوبندیہ کے گرو گنگوہی کا اندھا ین ملاحظہ ہو قرآنی ارشادات نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیئ۔ ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہر چیز کے روشن بیان کو۔ ما فرطنا فی الکتب من شیئ۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی شئے اٹھا نہ رکھی۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ہر تر و خشک، کتاب مبین میں ہے۔ اور ان کے سوا اور آیات باہرات جو اوپر گزریں اور ان کے علاوہ اور احادیث شریفہ زاہرہ جو اوپر بیان ہوئیں اور ان کے علاوہ۔ ان سب کو پیٹھ دیکر براہین قاطعہ ص۵۱ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں اپنے ایک انبیٹھی خلیل احمق عدو احمد کے نام سے۔ اللہ کے حبیب محبوب کو یہ صریح دشنام اور ابلیس کی مدح تام چھاپ دی۔ شیطان کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ (وہو تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲ از شہر بنارس محلہ ہٹیہ مرسلہ اثیر الدین جلال الدین صاحبان۔ ۸ رشعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

علما دین مندرجہ ذیل عبارت اور اوس کے مسائل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

"اصول کو اہل منطق اور اہل فلسفہ عادت فطری اور عوام الناس نظم کائنات کہتے ہیں۔ اسی قانون کی برکت اور اوسی اصول کا صدقہ ہے کہ کائنات، کائنات کی صورت میں ہے۔ آفتاب کی تیز شعاعیں مہتاب کے تسکین دہ لمعات باد سموم کے تیز جھونکے ریگستان کے ریتیلے ذرات کی مہلک لپٹ بارشوں کا نزول اور ابخرات کا عروج غرض کہ کائنات کی ہر حرکت وسکون خاص قوانین اور اصول کے ماتحت ہے جنکو دنیا کی کوئی قوت نہ توڑ سکتی ہے نہ پھوڑ سکتی ہے نہ مٹا سکتی ہے نہ ہلا سکتی ہے وہ اصول پختہ و دائمی مستحکم اور ابدی ہیں"۔

کیا اس عبارت کے قائل نے نظم کائنات اور کائنات کو دائمی اور ابدی نہیں کہا اور کائنات کو لافانی اور باقی نہیں مانا؟ حکم شرع بیان ہو۔ بینوا و توجروا

Marfat.com

الجواب

قائل نظم کائنات کو ابدی کہتا ہے نہ کائنات کو۔ کائنات کو نہ اوس نے ابدی و دائمی بتایا نہ اوس کے کسی لفظ سے یہ مترشح نظم کائنات سے اوس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام دنیا ابدی ہے یوں ہی ابدالآباد تک رہے گا بلکہ نظم کائنات اوس نے اونھیں اصول کا نام رکھا جن پر نظام کائنات برقرار ہے جن پر نظام کائنات کا مدار ہے۔ رہا یہ کہ کن اصول کو وہ دائمی مستحکم و ابدی کہتا ہے۔ یہ اس عبارت منقولہ میں نہیں وہ بھی منقول ہوتے تو اون کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اصول ہیں جنھیں ابدی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ بھی جو ازلی بھی ہیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا وہ اصل کیا ہے لا الٰہ الا اللہ جس پر نظام کائنات کا مدار ہے کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اور یوں بھی کہ جب عالم میں کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظام عالم درہم برہم اللہ عزوجل تہہ و بالا نیست و نابود ہو جائے گا۔ فنا کی گھاٹ اتر جائے گا تو اسے ابدی دائمی کہنے میں کیا حرج۔ کہ قطعاً ابدی دائمی ہے۔ اصول کے دائمی و ابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی و دائمی نہ ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم و احکم

مسئلہ ۳

کیا فرماتے ہیں علمار دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہنود بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبہ میں جاکر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہنود پتھر پر پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول مہادیو کو پہنچتا ہے اور ہم کعبہ میں جاکر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور اون میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب ایسا مجھ کو دیجئے کہ مجھکو سیری ہو۔

الجواب

یہ شخص جلد تر توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا جہت کعبہ سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ اون کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کعبہ جاکر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر محض افترا ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یوں ہی وہاں جاکر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے۔ سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کیلئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجود الیہ کو مسجود لہٗ ٹھہراکر فرق اسلام و کفر گمانا کیسی شدید بات ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ مسلمان رمی جمار محض امتثال امر کیلئے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر کام میں مصالح ہوتے ہیں فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ آدمی بہت کام کسی اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا۔ جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا۔ مگر کچھ نہ کچھ فائدہ بے ضرور جب تو یہ مجھے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ تو اس حکیم

Marfat.com

حقیقی عزت عظمتہ وجلت حکمتہ جسکی شان ہے لا یسئل عما یفعل اس کے احکام میں چون وچرا کا کیا موقع ۔ کہ محال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے ۔ محض امتثال امر کیلئے پتھر مارتا ہے نیز اس لئے کہ رب عز جلالہ کے خلیل جلیل کی سنت کریمہ ہے علیہ الصلاۃ والتسلیم جہاں خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں شیطان ان سے متعرض ہوا بحکم الٰہی آپ نے اسے پتھر مارے کہ وہ خائب وخاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے اس خلیل جلیل محبوب جمیل کے اتباع میں ایسا کرتے ہیں ۔ کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل نہیں جبکہ وہ پتھر اس کے جا لگے ۔ کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اوس کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے ۔ اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے نہ لگے ۔ بندر اور کوا کیا جبھی بھاگتا ہے جب اس کے جسم پر جا لگتا ہے ؟ بلکہ بھگانے کا مقصود کبھی محض اشارہ سے پورا ہو جاتا ہے ہاتھ میں پتھر نہ ہو جھک کر اوٹھانا اور بندر وکوے کی طرف خالی ہاتھ اس طرح پھینکنا جسطرح پتھر ہاتھ میں لے کر پھینکا جاتا ہے بسا اوقات کافی ہوتا ہے ۔ تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم وجلیل سے یہاں متعرض ہوا وہ ہم جیسوں کا یہاں کیوں تعرض نہ کرے گا جو ہمارے دم کیساتھ ہر قدم ہے ۔ اس کا وہی علاج کیا جائے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا ۔ ان کے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جائے ۔ مگر پتھروں کی جب بارش ہوگی تو وہ رکے گا نہیں بھاگ جائے گا ۔ پھر تذلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے پتھر مارے جائیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر وہ جوتے نہیں لگتے ۔ مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے ۔ تو شیطان کے قلب پر کاری زخم لگانے کیلئے اس عدو اللہ کے ان مقامات پر جہاں وہ اللہ کے خلیل سے متعرض ہوا مسلمان پتھر مارتے ہیں اس میں اور اوس لغو وبیہودہ بے معنی حرکت کفری میں فرق نہ گننا کیسی شدید بات ہے ۔ پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اوس کا مہادیو کو پہنچ جانا اور شیطان کے چوٹ لگنا کیسے ایک سا جانا ؟ دل پر چوٹ لگنے کیلئے جسم پر پتھر لگنا ضرور نہیں ۔ واللہ تعالے اعلم بالصواب ۔

مسئلہ ۴ ۔ از رنگون مغل اسٹریٹ نمبر ۲۱۰ مسؤلہ مولوی حشمت علی لکھنوی قادری برکاتی سلمہٗ ۲۲ جمادی الاولی ۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت ومفتیان دین وملت کثرہم اللہ تعالی اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے داماد عمرو کے متعلق یہ سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہو جاؤنگا جب اس کا چرچا پھیلا تو بکر نے کہا کہ بھائی یہ شریعت کا معاملہ ہے عمرو کو کسی سنی عالم کے پاس لیجاؤ وہ تحقیق کر کے حکم شریعت بتا دیں گے ۔ عمرو کو خالد وزید ایک سنی عالم کے پاس لے گئے عالم دین نے عمرو سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا اوس نے پانچ آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ رہے تو میں آریہ ہو جاؤں گا پھر

Marfat.com

میرا کیا کر سکیں گے اور یہ کلمات میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ عالم دین نے فتوی دیا کہ تم اسلام سے خارج ہو گئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہو گئی اور بہ او سیوقت عمرو سے توبہ کرائی اور از سر نو تلقین اسلام کی۔ اس فتوی پر عمرو کے طرفداروں نے شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے اعلان کر دو آج سے ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتووں کا زور رہا تو دنیا بھر کے نکاح فسخ ہو جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے زید پر برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دے اور اگر نہ مانے تو زید کا حقہ پانی بند کر دیا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ بکر کے مشورہ سے خالد اور زید عالم دین کے پاس عمرو کو لیکر گئے اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے تو فسخ نکاح کا فتوی کیوں ملتا لہذا اب عمرو کا دوبارہ جو نکاح ہو اوسکا سارا خرچ بکر اور خالد اور زید سے وصول کیا جائے۔ اگر یہ تینوں نہ دیں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ سنی عالم دین کا فتوی صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عمرو کو اپنی بیوی سے دوبارہ جبراً نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ اور پہلا مہر عمرو کے ذمہ فی الفور واجب الادا ہے یا نہیں اور دوسرے نکاح کا مہر پہلے مہر کے علاوہ اوسی قدر ہوگا یا نہیں جس مقدار پر عورت راضی ہو؟ شور و غوغا مچانے والوں کے کلمات شرعاً کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

عالم دین کا فتوی حق و صحیح و صواب۔ اور اوس پر شور و غل مچانے اور بیہودہ غوغا کرنے کرانے والے باطل پر بے شک بے ارتیاب مستحق عذاب مستوجب قہر و غضب حضرت رب الارباب۔ فی الواقع صورت مسئولہ میں عمرو پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا۔ اگر عمرو اپنے اس بیان میں سچا بھی ہو کہ اوس نے یہ بازلاً بکا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت و عدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اوس کے قائل پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ الملکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں انما یحکم بالکفر باعتبار الظاهر وقصدك وعدمه انما ترتبط به الاحکام باعتبار الباطن اوسی میں فرمایا حکمنا انما هو باعتبار الظاهر فلا یبحث عن المدلول اوسی میں ہے نحن نحکم بالظاهر فلذلك حکمنا بعدم ایمانه اوسی میں ہے اللفظ ظاهر فی الکفر وعند ظهور اللفظ فیه لا یحتاج الی نیة کما علم من فروع کثیرة اوسی میں فرمایا المدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔ یہ وہاں ہے جہاں لفظ محتمل ہو مگر معنی کفر میں ظاہر ہو جہاں دوسرا احتمال رائنا ہوی نہیں اوس کا کیا پوچھنا عمرو کے قول میں تو یہ ہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا جو عزم بالجزم بتا رہا ہے جس میں اصلا کوئی اور احتمال نہیں۔ علماء کرام نے اس سے ہلکے اقوال پر بھی حکم کفر فرمایا جیسا کہ بعض عبارات آئندہ سے ظاہر ہے۔ فتاوی بزازیہ میں ہے لو قال دل تنگ شدم کہ خواستم کافر شدن یکفر

Marfat.com

اوسی میں ہے وعظ فاسقا وندبه الی التوبة فقال بعد الیوم اضع علی رأسی قلنسوة المجوس یکفر لان
وضع تلك القلنسوة کشد الزنار علامة الکفر فاخبر انه یکفر بعد حین فزال التصدیق المستمر بهذا العزم
فتاوی ظهیریہ امام ظهیر الدین مرغینانی و **شرح فقہ اکبر** علی قاری میں ہے من وعظوه ولاموه علی العصیان
فقال اکنسو بعد الیوم قلنسوة المجوس وان اعنی هذا المعنی مع استقامة القلب کفر لانه وعد بـا
لاخبار عن الانکار بضد الاقرار المعتبر فی کونه الشرط الایمان اوسی میں فرمایا قالت ان جفوتنی کفرت
او قالت ان لم تشتری کذا کفرت فی الحال شرح فقہ اکبر علی قاری میں جواہر سے ہے من قال لو کان کذا
غدا والا اکفر کفر من ساعته اوسی میں محیط سے ہے من قال فانا کافر او فاکفر یعنی جزاء الشرطیة المبتدئیة
او مطلقا قال ابو القاسم هو کافر من ساعته اوسی میں ہے او قال الاخر اتعبتنی حتی اردت ان اکفر قلت وهذا
ظاهر لان ارادة الکفر کفر اوسی میں محیط و مجمع الفتاوی سے ہے من عزم علی ان یامر احدا بالکفر کان بعزمه
کافرا اوسی میں ہے لو قال عالم امرنی فلان ای من المشائخ او العلماء او الامراء افعل ولو بکفر او قال ولو کان کلمة
کفر کفر ای لانه نوی الکفر فی الاستقبال فیکفر فی الحال اوسی میں تو نوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے لو تلفظ بکلمة
الکفر طائعا غیر معتقد له یکفر لانه راض بمباشرته وان لم یرض بحکمه کالهازل به فانه یکفر وان لم
یرض بحکمه ولا یعذر بالجهل وهذا عند عامة العلماء خلافا للبعض فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں میں ہے
من قال دعنی اصیر کافرا اکفر فتاوی خلاصہ سے اسی شرح فقہ اکبر امام اعظم میں ملا علی قاری ناقل من عزم علی الکفر
ولو بعد مائة سنة یکفر فی الحال اسی فتاوی خانیہ میں ہے من قال کدت ان اکفر کفر او قال دعنی فقد کفرت
کفر ای بظاهر کلامه وان احتمل انه اراد قاربت الکفر وفیه ما تقدم واللہ اعلم **مجمع الانہر** میں ہے من اضمر
الکفر او هم به فهو کافر ومن کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر ولا ینفعه ما فی قلبه لان
الکافر یعرف بما ینطق به بالکفر فاذا نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ۔ اوسی میں ہے اذا عزم
علی الکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر اوسی میں ہے یکفر بقوله فلان اکفر منی او قال
ضاق صدری حتی اردت ان اکفر او کدت ان اکفر او کان اقرب الی کفر **اعلام** میں فرمایا فمن ذلك العزم علی
الکفر فی زمن بعید او قریب او تعلیقه باللسان او القلب علی شیئ ولو محالا عقلیا فیما یظهر فیکون ذلك کفرا
فی الحال۔ کما نقله الشیخان (ای النووی والرافعی ۱۲) عن التتمة وجزم به البغوی وغیره کالحلیمی وصححه الرویانی اس کے بعد یہ شبہہ
لکھ کر وقول ابی نصر القشیری عندنا لا یتصور العزم علی الکفر الذی هو الجهل باللہ اذ لا یصح من العالم باللہ ان
یعزم علی الجهل اس کا جواب فرماتے ہیں یجاب عنه بان المراد بالکفر فی هذا الباب ما اشعر بالجهل وان کان قلب
من صدر منه شیئ مما ذکر وما یاتی۔ ممتلئا ایمانا۔ الاتری ان الاستهزاء والهزل اخیرهما وکذلك الفعل الآتی

Marfat.com

فان اراد ایو نصرانہ وان عزم لا یکون کافرا فغیر مسلم لہ ذلک بل لا وجہ لکلامہ حینئذ وان اراد حقیقۃ الکفر الذی ھو الجھل لا یجامع حقیقۃ العلم فمسلم لکن لا مدخل لذلک فیما نحن فیہ۔ اوسی میں ہے ان الایمان التصدیق وھو منتف مع العزم اوسی میں ہے من نطق بکلمۃ الردۃ وزعم انہ اضمر توریۃ کفر ظاھرا وباطنا یہاں وہ اس سے زیادہ کہہ ہی کیا سکتا ہے لیڈر نے تو ہنسی دل لگی میں ایسا کہہ دیا تھا میرا یہ قصد نہ تھا کہ واقعی آریہ ہو جاؤں گا بس یہی عذر بن سکتا تھا مگر اس عذر بارد کی گردن اگرچہ بعض عبارات مذکورہ سے کٹ چکی پھر بھی خاص جزئیہ لیجئے۔ **مجمع الانہر** میں فرمایا من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ۔ جب بفضلہ تعالیٰ عمرو سے عالم نے توبہ لے لی بکرمہ تعالیٰ الزام کفر اٹھ گیا فان التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کما فی الحدیث۔ مگر اس تجدید اسلام سے اوسے عورت پر دسترس حاصل نہ ہوئی کہ اوس کلمہ کفر سے جو نکاح ٹوٹ گیا وہ اوس تجدید اسلام سے جڑ نہ گیا نہ اوس سے عمرو کو عورت پر کوئی جبر کا موقع۔ عورت اگر راضی ہو تو اوس سے نکاح جدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اوس پر کوئی قبضہ اختیار نہیں اور جب وہ عمرو ہی کے کئے سے اجنبیہ محضہ ہو چکی تو اگر برضائے زن عمرو اوس سے نکاح جدید کریگا تو مہر بھی جدید ہوگا۔ اور اتنا ہی ہوگا جتنے پر عورت راضی ہو **اعلام** میں فرمایا من اتی بلفظ الکفر حبط عملہ وتقع الفرقۃ بین الزوجین ویجدد النکاح برضاء الزوجۃ ان کان الکفر من الزوج وھذا بعد تجدید الایمان والتبری من لفظ الکفر حتی ان من اتی بالشھادۃ عادۃ ولم یرجع عما قالہ لا یرتفع الکفر عنہ ویکون وطؤہ وطئ زنا وولدہ ولد الزنا **فتاوی خلاصہ** میں فرمایا ردۃ احد الزوجین یوجب البینونۃ بینھما فی الحال بدون قضاء القاضی ثم بعد ذلک ینظر ان کانت الردۃ من الزوج فھی حرمۃ بغیر الطلاق عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ تعالیٰ ولا تجبر المرأۃ علی ان ترجع الیہ حتی یتزوجھا وعلیہ مہر المثل او المسمی بعد الدخول ونصف المسمی او المتعۃ قبل الدخول وعلیھا العدۃ ان کانت بعد الدخول۔ **مجمع الانہر** میں ہے ما یکون کفرا بالاتفاق یوجب حباط العمل وتلزم اعادۃ الحج ان کان قد حج ویکون وطؤہ حینئذ مع امرأتہ زنا والولد الحاصل منہ فی ھذہ الحالۃ ولد الزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشھادۃ علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قالہ لانہ بالاتیان بکلمۃ الشھادۃ لا یرتفع الکفر۔ اگر یہ مسئلہ اختلافیہ ہوتا جب بھی عالم کا حکم توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ یقیناً صحیح ہوتا۔ **مجمع الانہر** میں فرمایا وما کان فی کونہ کفرا اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا۔ ھذا اذا تکلم الزوج اھ مختصراً۔

پہلا مہر واجب الادا ہے عالم کے فتوی پر شور و غوغا مچانے والے گنہگار رہیں اون پر توبہ لازم ہے۔ زید پر دباؤ ڈالنے کا مشورہ طے کرنے والے ستم شعار ظالم جفا کار ہیں یہ سب مستحق نار مستوجب غضب جبار خصوصاً وہ جنہوں

Marfat.com

نے کہا کہ اجی اگر ایسے ہی فتووں کا زور رہا الخ شدید ملزم سخت مجرم حق شرع میں گرفتار رہیں حق اللہ وحق العبد میں گرفتار مبتلائے قہر قہار رہیں۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اللہ عزوجل انھیں اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو تمام گناہوں سے توبہ کی توفیق بخشے اور اصرار علی الباطل سے بچائے۔ عناد و استکبار سے محفوظ رکھے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۔ از شہر بریلی سنہری مسجد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قرآن شریف آسمانی کتاب ہے اور خدا کا فرمان ہے۔ لیکن بکر کہتا ہے کہ نہیں لہذا زید کو کیا کیا دلیلیں پیش کرنی چاہئے کہ جس سے اوس کی تسکین ہو۔ فقط

الجواب

آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ قرآن خود اپنی دلیل آپ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ اوس زمانہ میں جب فصاحت و بلاغت کا بازار گرم تھا زبان عربی کی ترقی کا عہد شباب تھا فصحا و بلغا کا دور دورہ تھا بچہ، فصیح و بلیغ ماں باپ کی گود میں پلتا زبان کھلتے ہی فصیح و بلیغ ہوتا۔ لڑکیاں قصائد برجستہ کہا کرتی تھیں شعراء اپنے قصیدے لکھ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکایا کرتے اور پھر ان کے جواب ہوا کرتے۔ قرآن عظیم حضرت سیدتنا آمنہ صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا ثم علیہا وسلم کے یتیم فرزند ارجمند پر جن کے سر مبارک پر برائے تربیت و تعلیم باپ دادا نہ تھے جنکی عمر شریف اوائل ایام حلیمہ سعدیہ بدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں بادیہ میں بسر ہوئی جنھوں نے کسی انسان سے کسی کتاب کا کوئی حرف نہ پڑھا، نازل ہوا جس نے تحدی فرمائی کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اے فصاحت کے متوالو اے شراب بلاغت سے سرشارو اے زبان کے ایسے مدعیو کہ دوسروں کو گونگا بتانے والو اگر تم دربارۂ قرآن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شک میں پڑے ہو تو اوس کی سی ایک چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ۔ اور نہ تم ہی بلکہ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ اور اللہ عزوجل کے سوا جنھیں تم نے معبود بنا لیا ہے انھیں بھی مدد کے لئے پکار لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ کہیں فرمایا اَجْمِعُوْا شُرَكَآءَكُمْ سب کے سب جمع ہو جاؤ اپنے شرکا کو بھی جمع کر لو۔ کہیں فرمایا لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ہرگز اس کی مثال نہ لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں۔ قرآن تو کلام اللہ صفۃ من صفات اللہ ہے۔ کوئی اوس کا مثل کیونکر لاسکے۔ جو شئے بھی اللہ عزوجل کے یہاں سے ہو محال ہے کہ تمام عوالم ملکر

صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ

Marfat.com

بھی اوس کا مثل بنا سکیں پانی کا قطرہ قطرہ مٹی کا ذرہ ذرہ ہوا کا ہر ہر حصہ آگ کی ہر ہر چنگاری نور کا ہر ہر لمعہ
غرض کہ عوالم کی ہر ہر شئے کا ہر ہر ریزہ اسپر گواہ ہے نہ اصل کی مثل کو لا سکتا ہے نہ فرع کی مثل کوئی بنا سکتا ہے
اصل و فرع روح و جسم کا مثل کیا معنی کوئی محض صورت کا مثل بھی نہیں بنا سکتا وہ رنگت روپ نہیں لا سکتا.
ایسی جو چیز عالم میں نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے جس کا مثل عوالم میں کسی سے ممکن نہو عقل وشعور رکھنے والا ملکہ
پاگل بھی اوسے اللہ عزوجل کی محض قدرت سے جانتا اور سچے دل سے اوسے اللہ عزوجل کا مخلوق مانتا ہے
تو قرآن عظیم جو اوس خالق جل مجدہ کی صفت ہے جسکی کسی مخلوق کا مثل تمام عالموں میں کسی شئے سے ممکن
نہیں تو اوس کی صفت کا مثل کوئی کیونکر کس طرح لا سکے قرآن کا مثل ناممکن ہونا بالعلی ندا رمنادی کہ قرآن منجانب اللہ
ہے. علماء و بلغاء عرب جس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے اون میں بہت وہ جن کے نصیب میں ہدایت تھی اوسے سنکر
ہی ہدایت یاب ہوئے اور پکار اٹھے کہ یہ کلام کلام بشر نہیں اور سچے دل سے اوسے کلام اللہ اعتقاد کر کے
ایمان لائے اور بدنصیب جنکے قلوب پر عناد وجہالت کے غطار تھے اگرچہ دل سے وہ بھی ماھذا کلام البشر
مجبوراً مانا کئے مگر عناداً یہی کہتے رہے کہ لونشاء لقلنا مثل ھذا مگر عقلا بے شک می دانند کہ اگر اونہیں کچھ مخفی قدرت
ہوتی تو کس دن کیلئے اُٹھا رکھتے قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو کیا وہ زبان دان جو اپنے آگے تمام دنیا کو گونگا جانتے
وہ فصحاء وہ بلغاء جن کے آگے فصاحت وبلاغت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی جنکی لونڈیاں برجستہ قصائد پڑھا کرتیں
قرآن کے آگے کیوں گونگے ہو جاتے ؟ قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو اوس میں ایسی گرفتگی ایسا جذبہ ایسی خوبی ایسی
خوش اسلوبی یہ حسن یہ ملاحت یہ سلاست یہ لطافت کہاں ہوتی یہ اثر کب ہوتا کہ معاندوں کو جب کچھ نہ بن پڑتا
تو کہتے لاتسمعوا لھذا القران والغوافیہ لعلکم تغلبون. اس قرآن کو نہ سنو نہ کسی کو سننے دو کہ جو سنے گا اوسی
کا کلمہ پڑھے گا ہم سے ٹوٹ کر اوسی کا ہو رہے گا جب قرآن پڑھا جائے تو غل مچاؤ غل بل غل بل کرو کہ تم غالب
آؤ کہ نہ لوگ قرآن سنیں گے نہ ایمان لائیں گے. ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام بشر ہوتا تو وہ فصحا و بلغا اوس کے مقابلہ سے
کیوں عاجز و درماندہ رہتے. خود ہی ہر شخص علیحدہ علیحدہ مستقل قرآن اوس کے مقابل بنا کر پیش کرتا. پھر جبکہ
قرآن کی وہ تحدی دیکھتا جب تو جان توڑ کوشش سے مقابلہ کرتا. جب کافر اس تحدی پر بھی اوس کی سی ایک سورت
نہ بنا کر لا سکے جب معاند اوس کے سننے سے رکے اور اوروں کو روکا اور اوس کی آواز کان میں نہ پڑ جائے غل شور
مچانے غل بل غل بل کرانے لگے تو روز روشن سے زیادہ روشن و آشکارا ہوا کہ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے جس کا مثل
کسی سے ممکن نہیں جو ایسی چیز ہو جسکا مثل ممکن نہ ہو وہ خدا ہی کی ہوتی ہے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن
و تاباں کہ قرآن کلام اللہ ہے. ہرگز کلام بشر نہیں. پھر قرآن کے اٹل احکام لم یزل اوامر و نواہی محکم قواعد
قوانین اپنے مخالفوں کو بھی مجبور کر کے کہلوا لیتے ہیں کہ بیشک یہ خداوندی ہے ہرگز یہ بشری نہیں. اعلیٰ سے اعلیٰ

Marfat.com

عقلا جمع ہو کر جو قوانین وضع کرتے ہیں کبھی فوراً کبھی کچھ دن بعد زمانہ انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ان میں ترمیم کریں یا منسوخ کر کے نئے قوانین بنائیں۔ مگر قرآنی قوانین ایسے قوانین نہیں جن میں کوئی تبدیل کوئی تغیر ذرا بھی ترمیم یا کسی تھوڑی سی تنسیخ کی حاجت ہو۔ وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جیسے ضروری تھے ڈیڑھ ہزار برس کے قریب زمانہ گزرتا ہے آج بھی ویسے ہی ضروری ہیں۔ اور تا قیامت اون کی اسی طرح حاجت وضرورت رہے گی۔ دنیا بھر میں قرآنی قوانین کا شہرہ ہے قرآنی قوانین عالمگیر وہمہ گیر قوانین ہیں۔ دنیا بھر کے سلاطین انھیں قوانین کی سرکار کے بھکاری ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ عناد سے تسلیم نہ کریں یا کسی قرآنی قانون کی من مانتی صورت بنالیں۔ قرآن خدا کا کلام ہونے کے ثبوت میں کسی کے کہنے کا محتاج نہیں کہ دنیا کے معتبر لوگ کہیں کہ یہ کلام خدا ہے تو اس کا کلام کلام خدا ہونا ثابت ہو وہ خود آپ اپنی دلیل ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ ۶۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کرونگا حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہ سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل اوس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

زید اور اوس مولوی پر توبہ وتجدید اسلام وتجدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اوسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اوسے مسلمان کرتا۔ تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا۔ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا۔ یہ ایمان مجمل کی تلقین اوس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔ جتنی دیر اوس نے اوسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اوس کے ذمہ رضا بقاء الکفر کا الزام ہے۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اوسے مسلمان کرتا۔ زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی۔ اس پر اس زید سے زائد الزام ہے۔ زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ اور عقلا بھی اوس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کیلئے

Marfat.com

جہل اگرچہ شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کیلئے شرعاً اجازت تھی۔ خلاصہ پھر شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان کفر۔ شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ لکھی لانہ رضی ببقائہ فی الکفر الی حین ملاقاۃ العالم ولقائہ اولجھلہ بتحقیق الایمان بمجرد اقرارہ بکلمتی الشہادۃ فان الایمان الاجمالی صحیح اجماعاً وقال ابو اللیث ان بعثہ الی عالم (لا یکفر لان العالم) ربما یحسنہ ما لا یحسن الجاہل فلم یکن راضیا بکفرہ ساعۃ بل کان راضیا باسلامہ اتم واکمل۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۱۵) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے کافر جاء الی رجل وقال اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان یکفر وقیل لا۔ نور الایضاح اور اوسکی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔ یجوز قطعھا بسرقۃ ما یساوی درھما او طلب منہ کافر عرض الاسلام علیہ حاشیہ علامہ طحطاوی علی المراقی میں ہے انما ابیح لہ البقاء فی الصلاۃ لتعارض عبادتین ولا یعد بذلک راضیا ببقائہ علی الکفر بخلاف ما اذا اخرہ عن الاسلام وھو فی غیر الصلوۃ (ص ۲۴۵) امام ابن حجر مکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں ومن المکفرات ایضا ان یرضی بالکفر ولو ضمنا کان یسألہ کافر یرید الاسلام ان یلقنہ کلمۃ الاسلام فلم یفعل او یقول لہ اصبر حتی افرغ من شغلی او خطبتی لوکان خطیبا (ص ۱۹) اوسی میں ہے، لو قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الی الغد او طلب عرض الاسلام من واعظ فقال اجلس الی اخر المجلس کفر وقد حکینا نظیرھا عن المتولی (ص ۲۸) اوسی میں ہے قال لہ کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفۃ الایمان او قال اذھب الی فلان الفقیہ (الی قولہ) ما ذکرہ فی المسئلتین الاولیین ھو المعتمد کما قدمتہ بما فیہ لما مر انہ متضمن ببقائہ علی الکفر ولو لحظۃ والرضا بالکفر کفر۔ دونوں پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے۔ کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔ مجمع الانہر میں فرمایا ما کان فی کونہ کفر اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح و بالتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطاً۔ واللہ تعالی اعلم

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اوسے غسل مندوب ہے اوس پر واجب نہیں۔ اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اوس پر وجوب غسل میں اختلاف روایۃ ہے۔ ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔ یجب علی من اسلم جنبا۔ فی روایۃ عن الامام یجب علیہ الغسل اذا اسلم جنبا ووجوبہ بارادۃ الصلوۃ وھو عندھا مکلف فصار کالوضوء ولان الجنابۃ صفۃ مستدامۃ ودوامھا بعد الاسلام کانشاءھا فیجب الغسل والا ندب ای ان اسلم ولم یکن جنبا فان الغسل مندوب لہ۔ اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اسکے بعد بھی اوس پر

Marfat.com

غسل فرض بتانا عجیب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب سے توبہ و رجوع لازم۔ واللہ تعالی اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جواب حق وصواب۔ ومجیب ومصیب مثاب ہے۔ بلاشبہ صورت مستفسرہ میں جبکہ زید نے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کر لے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی آہ! مفتی نے اتنی دیر اسے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا۔ والعیاذ باللہ تعالی موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ بالکل پیش آجاتا اور عورت مرجاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کر دیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہوکر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہوجاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔ ان مفتی کے مفتی صاحب کو بفرض غلط اگر تلقین اسلام سے بھی کوئی اشد و اہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھا دینے کیسا چھین پہر لگتے تھے کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل واہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔ پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا اور خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گزارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر کہنا مفتی کہ اسلام لانے کے بعد غسل اسپر فرض ہے۔ لہذا بعد جمعہ بہتر ہے سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں اعوذ باللہ من ھمزات الشیاطین وان یحضرون۔ یہ عجیب منطق الطیر ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کیلئے نہ اسلام لانے کیلئے۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر وحرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر اسپر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی۔ پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتی۔ لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہوکر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل فرض۔ وہ عورت نہا کر پاک ہوکر قبول اسلام کیلئے بقصد نماز آئی تھی اسپر کون حدث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبری حکم جڑ دیا گیا۔ عامہ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہا لیا اور پاک ہوکر قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں۔ صرف نظافت کیلئے نہالے تو اچھا ہے۔ محبوب مندوب ہے فرض نہیں۔ درمختار میں ہے ان اسلم طاھرا فمندوب۔ علامہ شامی نے فرمایا ای من الجنابۃ والحیض والنفاس بان کان اغتسل او اسلم صغیرا فتامل۔ پھر علامہ عبدالغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی در بارۂ اغتسالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا حاصلہ انھم صرحوا بان ھذہ الاغتسالات الاربعۃ للنظافۃ لا للطھارۃ۔ یعنی نہا کر اسلام لانے اور پورے پندرہ برس کا ہوکر بالغ ہونے اور

Marfat.com

نماز جمعہ و نماز عیدین کیلئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کیلئے نہ بضرورت طہارت۔ علماء کرام نے سولہ چیزیں گنائیں۔ جن کے بعد غسل مستحب فرمایا۔ ایک انھیں میں سے یہی قبول اسلام بطہارت ہے۔ اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت مراقی الفلاح اور نورالایضاح میں ہے وندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئا لمن اسلم طاہرا الخ اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا من اسلم طاہرا ای من جنابۃ او حیض ونفاس لتنظیف اثر ما کان منہ۔ تو طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلمہ نہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا۔ بہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالۂ حدث حکمی نہیں ہوتا جنابت وحیض ونفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالجملہ ظاہراً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی و مغطی امام مرتکب حرام اور مستحق آثام۔ اسپر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب، بلاشک و بلاکلام۔ واللہ الموفق المنعام واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد حامد رضا خانصاحب غفرلہ قادری نوری

مسئلہ ۷۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ایسی کتاب کے بارے میں جس کا مصنف اپنے کو عالم اہل سنت وجماعت کہتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات وعقائد کا اظہار کرے اور صحابہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرے اور اون پر مصر ہو؟

(۱) "حق یہ ہے کہ ابو البشر کی اولاد میں حضرت علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا اس امر میں تو کوئی شبہہ نہیں کیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اہل بیت کا انحصار موافق حدیث وتشریح آیۂ تطہیر وآیۂ مباہلہ جناب امیر و حضرت فاطمہ و حضرات حسنین میں ہے اہل بیت کے بعد یقینی و قطعی خلفائے ثلثہ تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین خصوصاً معاویہ اور اون کے ساتھیوں کو ہر بد سے بد فعل کو خالصاً لوجہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت دے لیا گیا ہے۔

(۳) معاویہ نے سمجھ لیا کہ قیس دام میں نہ آئیں گے یہ جناب امیر کے سچے ہمدرد اور مطیع ہیں تب دوسرا جال پھیلایا۔ اون کے بعد عمرو بن عاص کی چالبازیوں نے خوب ترقی کی۔

(۴) حضرات طلحہ و زبیر کی شرکت نے آتش فتنہ و فساد کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ آنحضرت کی صحبت حضرت معاویہ کو کم نصیب ہوئی تھی۔ اور اون کے فیض سے مستفیض ہونا یہاں بالکل مفقود تھا۔

(۵) حضرت امام حسن کی شہادت میں بھی مروان ملعون درمیانی ہے۔ یہ ذہنیت بجز معاویہ کے

Marfat.com

اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ معتبر تاریخیں معاویہ کے معائب سے بھری معلوم ہوتی ہیں۔ غرضکہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین سے چھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات میں مبتلا کر دیا۔ مسلمانوں کو ان کے حال سے عبرت کرنا چاہئے اور خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اوس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں جذبہ انتقام بھی پنہاں تھا۔ اسقدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے محض حکومت حاصل کرنے کی خواہش میں کرایا تھا۔''

الجواب

وہ شخص باوصف ادعار سنیت، نہ سنیت بلکہ ادعار پیشوائی اہل سنت ایسے بے ہودہ اقوال کہتا ہے جنھیں مذہب رفض کی جان کہا جائے تو بجا جو روافض کا دین و ایمان ہیں۔ اوس شخص پر ان اقوال سے توبہ ورجوع لازم۔ اس کے اس قول نے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا، حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ ہی نہیں جمیع انبیاء خود سرور عالم سید اعظم مولائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی بڑھا دیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سید الانس والجان ہیں اور از اولاد کرام حضور ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اس قول میں ہے کہ مولیٰ علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا ابوالبشر کی اولاد میں کوئی انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ تمام صحابہ سے، حضرات شیخین کریمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم بھی ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتانا ہی تفضیلیہ بہ تفضیل کو کافی۔ تو یارب! ایسا قول جس میں اون کی تمام انبیاء پر بھی تفضیل نکلے کیسا کچھ ہوگا؟ اوس پر کیا حکم رب جلیل ہوگا؟ پھر ایسے سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت سیدنا طلحہ و حضرت سیدنا زبیر و حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہ تبرا کی کیا شکایت؟ یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کیساتھ کیسا ادب رکھتے ہیں اون کے آپس کے مشاجرات میں اپنی کیا روش رکھتے ہیں۔ بحمداللہ تعالیٰ ارباب سنت افراط وتفریط دونوں بلاؤں میں مبتلا نہیں، دونوں سے پاک ہیں۔ نہ وہ حضرت مولیٰ علی کی اسے محبت جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب، حضرت سیدنا مولیٰ علی کے احباب سے کسی کی تنقیص کریں کہ مولیٰ علی کا دامن تھامنے کے مدعی بنیں اور، اوروں کو چھوڑ کر لقب رافضیہ اختیار کریں۔ نہ اوروں کی اس میں محبت مانتے ہیں کہ معاذاللہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اہانت کریں اور دائرہ مذہب مہذب سے قدم باہر رکھکر خارجی کہلائیں۔

حسن سنی ہے پھر افراط وتفریط اس کیونکر ہو * ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

Marfat.com

باپ چچا کی لڑائی میں باپ کی طرف ہوکر چچا کے ساتھ گستاخی کرنیوالا چچا کو گالیاں دینے والا کسی ذی عقل کے نزدیک راہ صواب پر نہیں ہو سکتا اگرچہ چچا خطا پر ہو خصوصًا ایسا جس کی پیدائش سے قرنوں پہلے جنگ ہو چکی ہو جس کے حالات جس کے وجوہ و علل و اسباب سے یہ محض بے خبر ہو قطعی طور پر کوئی خبر اوسے نہ پہنچی ہو نہ پہونچ سکتی ہو۔ یہ محض اپنے تعلق کی بنا پر باپ کو مظلوم چچا کو ظالم باپ کو حق پر چچا کو ناحق پر بتائے چچا کو گالیاں سنائے۔ یا محض اس لئے کہ اکثر لوگ باپ کو حق پر بتاتے ہیں چچا کو خطا پر چچا کی نیت پر حملہ کرے اور برا کہے۔ تو ان ائمہ دین و اعاظم ملت کے باہمی مشاجرات میں کسی ایک طرف ہوکر دوسرے سے تبری، ایک جانب ہوکر دوسرے پر تبرا کیوں کر روا ٹھہریگا اور کیوں کر سخت تر تبرا نہ ہوگا۔ کیا اللہ عزوجل معاذ اللہ اون کے مشاجرت سے واقف نہ تھا جس نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرما لیا جو قبل فتح ایمان لائے۔ اور جو بعد فتح۔ کہ فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔ جس نے ارشاد کیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ اون سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔ وہ عالم الغیوب والشہادۃ عز جلالہ جب انکی تمام کیفیات سارے حالات معاملات مشاجرات، ان کی نیات و خطرات سب سے واقف ہے۔ اور جو کچھ جس نیت سے جس سے ہوا اوس سب کا عالم ہے۔ اور پھر فضل صحبت کی بنا پر اپنے فضل و کرم سے ان سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ہے تو پھر کسی کو اون پر نکتہ چینی کا کیا موقع ہے۔ اون کے اعمال پر اعتراض کرنے کا کیا منہ ہے۔ صحابہ کو معصوم کون کہتا ہے۔ معصوم نہ حضرت معاویہ تھے نہ اور حضرات نہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا یہ مدعی پیشوائے اہل سنت حضرت مولیٰ علی کو روافض کی طرح معصوم جانتا ہے۔ اور حضرت معاویہ وغیرہ کو غیر معصوم۔ اگر ایسا ہے تو اوس کا سنی ہونا معدوم۔ اس تبرا کو تو کسی طرح اسپر محمول کرلیا جاتا کہ ناواقفی سے ایسے کلمات لکھدیئے۔ روافض کی صحبت، اون کی کتابوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا مگر اسے کاہے پر محمول کیا جائے؟ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ اور یہ مدعی پیشوائی اہل سنت امیر معاویہ حضرت طلحہ وغیرہ سے یہ بغض رکھیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ نیز فرمائیں من سب اصحابی جلد اور یہ عالم اہل سنت کہلانے والے اجلہ صحابہ کو یوں گالیاں دیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں لا تسبوا احدا من اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ نیز حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا لا تسبوا اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ (مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خیر من عمل احدکم اربعین سنۃ۔ ایک روایت

Marfat.com

میں ہے خیر من عبادۃ احد کم عمرہ۔ اور یہ مدعی صاحب ایک حضرت معاویہ ہی نہیں اور بھی کتنے صحابۂ عظام پر تبرّا بازیاں کریں۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ حضرات اہل بیت طہارت و اصحاب سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہماری محبت اون کی ذوات ونفوس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت و اصحاب ہیں۔ تو ہمارے نزدیک جو محبّ جاں نثار سرکار رہے ہر سرکار رہوگا وہ اون سب کا محب و دوست دار ہوگا۔ اور جو اون میں کسی سے بغض رکھے گا ظاہر ہوگا کہ وہ اوس سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے بغض رکھتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا ابھی خود ارشاد حدیث سے معلوم ہوچکا تو جو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت وعظمت کا اظہار کرتا ہے اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ سے سوء رکھتا ہے وہ حضرت علی کی ذات بابرکات سے محبت کا مدعی ہے۔ مولیٰ علی بن ابی طالب کا دوست دار ہے۔ نہ مولیٰ علی اخ الرسول کا۔ وھذا معنی قول المولوی مولانا جلال الدین الرومی قدس سرہ فی المثنوی

اے گرفتارِ ابوبکر وعلی ‏ ‏ ‏ تو چہ دانی سرِ حق کہ غافلی

کما فی المعتمد المستند لشیخنا المجدد سیدنا الوالد الماجد قدس سرہٗ۔ عجب اوس عالم اہل سنت کہلانے والے بزرگ سے جسے نہ مذہب اہل سنت کی خبر نہ مسلک اہل سنت معلوم۔ مولیٰ علی کی تعریف پر آئے تو اونھیں خلاف مذہب اہل سنت بے تنبیہ تمام صحابہ سے مطلقاً افضل واعلیٰ بتادیا کہ دائرۂ مذہب اہلسنت سے نکل کر مذہب تفضیلیہ میں قدم رکھدیا۔ بلکہ اوس قول نے انھیں برخلاف اسلام سیدالانبیاء سے بھی بڑھادیا۔ حضرت امیر معاویہ پر نزلہ گرا تو انھیں کیا اور کیا کہہ ڈالا۔ مروان کو تو ملعون تک کہا۔ کیا سنیوں کا یہی مذہب ہے۔ سنیوں کا یہی مسلک ہے؟ کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق وفاجر ہو سنی مسلمان کے نزدیک تو اوس پر لعنت جائز نہیں۔ بلکہ کسی خاص کافر کو بھی ملعون کہنا نہ چاہیئے سوا اون کفار کے جن کا کفر پر خاتمہ قطعاً معلوم ہولیا جیسے ابو جہل۔ یہ تو جو کچھ تھا مگر ع پتھر کے تلے دبا ہے دامن۔ حضرت امیر معاویہ پر جو طعن اچھل اچھل کر کئے گئے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا امام حسن، ان طاعن صاحب کی عنایات دمنن سے کیوں کر بچ سکتے ہیں کہ انھوں نے ایسے اور ایسے کو خلافت دیدی۔ اور معاذ اللہ۔ اسلام ومسلمین کیساتھ خیانت کی بلکہ خود حضور تک یہ طعن پہنچے گا کہ حضور نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفویض امامت بامیر معاویہ کو پسند فرمایا۔ معاذ اللہ ایسے بد افعال مفتن مفسد۔ عیبی فریبی دھوکہ باز حیلہ ساز، مبتلائے معاصی، دنیا طلب خود مطلب، اپنے مطلب کیلئے مسلمانوں کے خون بے دریغ بہانے والے مسلمانوں کو دین سے چھڑا کر دنیاوی ناخشات میں مبتلا کرنے والے کو امام حسن نے خلافت دی اور حضور اوسے پسند فرماتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ے یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ‏ ‏ * ‏ ‏ اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اون صاحب مدعی صحابہ نے تو صاف کہدیا کہ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی

امام حسن اوس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ یہ مدعی صاحب اسے امام حسن کے حق میں تبرا نہ جانیں مگر زمانہ تو اسے تبرا ہی جانے گا کہ ایسی عظیم امانت ایسا عظیم مرتبہ مسلمانوں کی جانوں تک کا فیصلہ، اسلام کا بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا، نازک سے نازک معاملہ، اہم سے اہم فیصلہ ایک خائن ایک فاسق ایک فاجر اور چنیں وچناں کے سپرد کر کے خود چین کی زندگی گزارنے، سکھ کی نیند سونے کو سبکدوش ہوں۔ ایک فاسق کی ذرا زبان سے مدح کرنے یا کسی طرح کوئی تعظیم کرنے پر تو حدیث میں فرمایا اذا امدح الفاسق غضب الرب واهتزلذلك العرش۔ یارب اس قدر اعظم عزت وعظمت، ارفع مرتبت دینا، مسلمانوں کی سب سے اعظم سیادت، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت وخلافت بخشنا یہ کیونکر کس طرح روا ہو سکتا ہے؟ خصوصاً امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک، وہ اسے اپنے لئے کیوں کر جائز رکھتے۔ اور پھر اس الزام کا کیا جواب ہوگا کہ بڑے بھائی نے باوجود قوت وشوکت وششش مابہ خلافت یہ کیا کہ خود پناہ بخدا ایک ایسے ویسے کو خلیفہ کر بیٹھے اور اون کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور چھوٹے بھائی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اور اپنے بچوں اور عزیزوں سب کی جان پر بنوالی مگر یزید کی بیعت ہی نہ کی۔ اب دونوں میں سے ایک پر تو مدعی صاحب ضرور الزام رکھیں گے۔ اون کے نزدیک جب امام حسن حضرت معاویہ سے زائد ...... کو دے سکتے تھے اور حضور نے امام حسن کی اس بات پر کہ اونھوں نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی اون کی تعریف فرمائی تو امام حسین کو یہی راہ چلنا تھی جس کی حضور نے تعریف فرمائی تھی خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک آن کو بھی خلیفہ نہ ہوئے تھے اور یہ ظاہری شوکت وقوت کے سامان نہ رکھتے تھے۔ اس میں وہ اور اون کے بچے اور اہل خاندان اور مسلمان ہمراہی سب محفوظ رہتے۔ کاہے کو اپنے ہاتھوں یہ مصیبتیں اپنے سر لیں۔ اور اگر امام حسین نے جو کچھ فرمایا وہی انھیں کرنا تھا۔ وہی اون کی شان رفیع کے لائق تھا۔ ایک فاسق فاجر سے اون کی بیعت دین میں رخنہ ہوتی۔ بیعت نہ کرنے پر اپنی اور اپنے بچوں اور ہمراہیوں کی جان مال پر بنی خوبی، بیعت کر لیتے تو جان، دین وایمان پر بری بنجاتی۔ تو امام حسن نے کیوں عند المدعی ایک فاسق فاجر کو خلافت سونپ دی؟ وہ بھی لڑنے کی پوری قوت رکھتے ہوئے۔ یا حضرت شاہزادہ گلگوں قبا مظلوم کربلا سیدنا امام حسین شہید جور وجفا، ایک بے نظیر شجاع، بے مثل جری ودلیر، نہایت بلند پایہ اعلیٰ درجہ کے بہادر تھے۔ اور معاذ اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... تھے۔ واستغفر اللہ العلی العظیم۔

ان دونوں شہزادگان کے عمل در آمد ہی نے فیصلہ کر دیا کہ یزید علیہ ما علیہ فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا اور نالائق ونا اہل خلافت۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ خلافت کے اہل۔ یوں ہی حضرت شہزادہ کلاں نے اون کے سپرد فرمادی اور شہزادہ خورد نے یزید کے ہاتھ پر بیعت بھی اپنے لئے جائز نہ رکھی۔ مدعی صاحب اگر ان صاحبزادگان سرکار ذیشان کے اس عمل ہی پر نظر غور وتامل کریں تو گریباں میں منہ ڈالیں کہ انھوں نے کس پر تبرا کیا ہے اور کس عظیم کو کیا کیا کہا ہے؟

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ مدعی صاحب جو روافض سے سیکھ کر حضرت امیر معاویہ وغیرہ کبار صحابہ پر تبرا کی بوچھار کر رہے ہیں کیا خارجیوں کے مطاعن کے جواب کو بھی تیار ہیں۔ جیسے بے ثبوت دعوے انھوں نے کئے ہیں وہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کیلئے انھیں کو دہرا دیں گے تو کیا جواب ہوگا؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ قتل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پناہ بخدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورہ سے ہوا۔ انھوں نے ہی ساری کارروائی کرائی، دل سے حکومت کے طالب رہے اور اوس کے لئے یہ کچھ کیا مگر زبان سے تقیۃً انکار ہی کرتے رہے۔ یوں ہی ہر ہر بات اگر خارجی، حضرت مولیٰ علی کے لئے بکے تو اوسکی زبان کون روک لیگا؟ رہا ثبوت تو جیسے تم اس سے بے نیاز بنے ہو ایسے ہی وہ بھی۔ تم نے اٹکل پچو کچھ جھوٹے دعوے کر دیئے اور حضرت معاویہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو سوء رکھتے ہو اس کی کچھ بھڑاس نکال لی۔ یوں ہی وہ بھی یہ بے سروپا باتیں اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو کہہ بھاگا۔ اے پیشوائے اہلسنت کے مدعی مذہب مسلک اہل سنت پہلے تو معلوم کر لیا ہوتا پھر ہی عالم اہلسنت کا جلیل لقب اختیار کیا ہوتا۔ تمام کتب اہلسنت دیکھ جائیے تمام صحابہ کا تزکیہ کرتے ہیں۔ سب کو عدول بتاتے ہیں اور اس تزکیہ صحابہ کو اپنا مذہب ٹھہراتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اون صاحب کو علم دے اور اوس پر عمل کی توفیق۔ اور سچا سنی عالم بنائے۔ آمین۔ واللہ ہو الموفق! سوال نمبر ایک میں جو اوسکی عبارت نقل کی گئی ہے وہ صراحۃً حضرت مولیٰ علی نیز تمام اہل بیت کو خلفاء سے افضل و اعلیٰ بتا رہی ہے شیخین پر حضرت مولیٰ علی کو جو تفضیل دے عجب کہ وہ کیونکر مدعی پیشوائی اہلسنت ہو سکتا ہے وہ روافض کا پیشوا اگر اپنے آپکو کہے تو بجا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک تو یہ تفضیل کھلی گمراہی اور رفض کی پہلی سیڑھی ہے۔ وہ کتاب ہرگز کسی سنی کے مطالعہ کے قابل نہیں۔ اوسے تو رافضی ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مولیٰ عزوجل سنیوں کو اوس تبرا کی پوٹ سے محفوظ رکھے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳

مسلمانوں کو کافر کہنا کیسا ہے۔ مثلاً وہابڑے بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں بعض کہتے ہیں کسی کو برا کہنا نہیں چاہئے؟

الجواب

وہابی مسلمان نہیں۔ مسلمان کو کافر کہنا بہت سخت شدید جرم عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ کی تکفیر عود کرتی ہے۔ جو کہتے ہیں کسی کو برا نہ کہنا چاہئے وہ اوسی وقت تک کہہ رہے ہیں جب تک ان کا معاملہ نہیں۔ انھیں یا ان کے باپ بھائی یا کسی عزیز کو کوئی "تم" سے "تو" کہدے بلکہ آپ سے تم کہدیں تو دیکھیں کہ کیسے آپے سے باہر ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث تو کافروں کو کافر فرمائیں اور یہ ایسا کہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۹۔

اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور سلف سے لیکر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور نہ اصل میں "خود آ" ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہوا ہو۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۔

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں ؟ جو اللہ میاں کہتے ہیں اون پر کس قدر گناہ ہے ؟

الجواب

اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل، اللہ عزجلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عزشانہ، یا جل شانہ وغیرہ کہنا چاہیے۔ میاں نہ کہنا چاہئے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے انھیں احتراز کرنا چاہئے۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں۔ اوس میں اعلیحضرت قدس سرہٗ نے مفصل تحریر فرمایا ہے۔ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اسکی جناب میں بولنا بُرا ہے۔ اس کی شان وعزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۔ از تودہ جوریاں ڈاکخانہ ایزٹ نگر ضلع بریلی مرسلہ مسلمانان قصبہ مذکورہ۔ ۱۱ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک پیرجی اپنے مریدوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ قرآن شریف کا چالیس پارہ تھا۔ دس پارہ فقیروں نے چاٹ لیا ہے۔ آیا اس پیرجی کے متعلق شریعت ومعرفت میں کیا حکم ہے ؟ بینوا بالدّلیل وتوجروا

الجواب

وہ جاہل پیر روافض کا ہمنوا وہمسر ہے۔ اسپر اپنے اس گندہ عقیدہ سے توبہ فرض ہے بعد توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو کرے۔ قرآن اللہ عزوجل کی وہ مبارک کتاب ہے جسمیں کمی وبیشی، تغیر وتبدیل سے حفاظت وصیانت کا خود اوسی نے اسی قرآن میں وعدہ فرمایا ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ اور فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ اوس جاہل نے روافض کی طرح وہ بک کر کہ چالیس پارے تھے۔ دس پارے کم ہو گئے قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ الھادی والموفق۔

مسئلہ ۱۲۔ از موضع ادری محلہ ملا ضلع اعظم گڈھ مرسلہ مولوی حکیم عبدالسلام صاحب سلئہ۔ ۳۰ جمادی الآخرہ ۵۲ھ

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے چند لوگوں کے سامنے کہا (بلکہ اوس کی تحریر دستخطی بھی بندہ کے پاس موجود ہے) کہ مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں۔ اب شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ یہ شخص کوئی جاہل بے علم نہیں بلکہ شرح وقایہ، شرح جامی، قطبی وغیرہ پڑھتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس کہنے سے ایمان سے خارج نہ ہوگیا اور کافر نہ ہوا؟ گو کہ اس نے اپنے کو رسول بالمعنی المذکور ہی کہا ہے۔ کیا کسی کو رسول بمعنی مذکور کہہ سکتے ہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو پھر لاکھوں کروروں رسالت کا دعویٰ بمعنی مذکور کر سکتے ہیں تو پھر لاتعد ولاتحصیٰ رسول دنیا کے اندر موجود ہوسکتے ہیں۔ اور کیا زید کی بی بی اوس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور اوس کو دوبارہ عقد وتجدید اسلام کی ضرورت ہے؟ صاف صاف جواب عنایت فرمائیں اور بادشاہ حقیقی سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ بینوا بالکتاب مفصلا وتوجروا یوم الحساب کثیرا۔

الجواب

اگر کوئی رسول کو اللہ عزوجل کی طرف مضاف کرکے اپنے کو یا کسی غیر رسول کو رسول اللہ کہے اور کہے میں نے اس سے قاصد و پیامی ہونے کا ارادہ کیا تھا اوسکی یہ تاویل مردود ہوگی ہرگز نہ سنی جائیگی کہ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ زنہار مسموع نہیں۔ ورنہ کوئی کفر کفر نہ رہے اپنے آپ کو خدا کہے اور ارادہ بتائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں خود آیا ہوں۔ خلاصہ وفصول عمادی وجامع الفصولین وفتاوی عالمگیریہ وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے واللفظ للعمادیۃ قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ مَنْ پَیْغَمْبَرَم یُرِیدُ بِہٖ مَنْ پَیْغَامْ مِی بَرَم یکفر۔ علماء ایسی تاویل کی نسبت فرماتے ہیں لایقبل (شفا شریف) نیز فرماتے ہیں ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ (شرح الشفا للملاعلی قاری) اور فرماتے ہیں لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض)، یوں ہی ہماری زبان میں بے اضافت اگر مثلاً یوں کہیں کہ میں رسول ہوں یا وہ رسول ہے عمادیہ وغیرھا کی عبارت پھر دیکھئے اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم الخ ہاں غیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف اس لفظ کی جب اضافت ہوتی ہے تو وہاں اس لفظ کے لغوی معنی ہی مراد ہوتے ہیں اور یوں بھی اوس کا استعمال شائع ہے۔ خود احادیث میں بھی موجود ہے۔ اردو میں بھی اگر کوئی یوں کہے کہ میں فلاں شخص کا رسول ہوں۔ اور قاصد کا ارادہ کرے تو اس میں کوئی محذور نہ ہوگا۔ اگر شخص مذکور نے اس سے کہ "مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں" یہی ارادہ کیا تھا کہ غیر مولیٰ تعالیٰ کی جانب مضاف کرکے جب تو ٹھیک ہے۔ اوسے بھی رسول زید یا عمرو یا بکر وغیرہ اگر کوئی کہے تو مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی یہ مراد نہ تھی تو اوسے توبہ چاہئے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۳ ۔ از ڈیرہ غازی خاں بلاک نمبر ۱۲ مرسلہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب تاجر کتب۔

Marfat.com

مکرم معظم جناب حضرت مولنا و بالفضل اولنا دام ظلہم و برکاتہم علی سائر المسلمین بعد از تسلیم نیاز آں کہ شہر ڈیرہ غازی خاں میں ایک شخص بنام عبید اللہ علوم شرعیہ سے بے بہرہ ہے اور اخبار و رسائل مبتدعین کا مطالعہ کرکے امور حسب ذیل کا اعتقاد رکھ کر لوگوں میں ترویج دیتا ہے۔

(۱) جن الفاظ کو علمائے کرام باعث سوء ادب یا موہم سوء ادب فرماتے ہیں اون کا اطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بلا تحاشا بولنا، اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ بلکہ منع کرنے والوں کو کمال گستاخی سے ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے حقیقت محمدی بشریت ہے۔

(۲) صوفیہ کرام کو فرقہ غالیہ کے ساتھ نامزد کرکے ان کو کبھی یہود و نصاریٰ کا فرد اور کبھی ابن سبا یہودی کا اخص الخواص سے تعبیر کرتا ہے۔

(۳) صوفیہ کرام خصوصًا وجودیہ عظام کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔

(۴) اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حقیقۃً اطاعت اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا۔

(۵) آیات شریفہ و احادیث کریمہ کے معانی غلط لکھکر، مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۶) فتویٰ لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھکر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بنا بریں التماس ہے کہ ایسا شخص مومن صالح ہے یا فاسق؟ اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اور اوس کے ساتھ تعلقات برادرانہ یا دوستانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

بیشک حضور علیہ الصلاۃ والسلام بشر ہیں مگر لا کالبشر۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ بے نظیر بے ہمتا نے اپنے اس حبیب و محبوب طالب مطلوب رسول کریم سید بنی آدم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے نظیر اور بے مثیل و بے عدیل و یکتا و بے ہمتا مبعوث فرمایا اوس جان ایمان و ایمان جان کو وہ صفات کمالیہ عطا فرمائے جن میں اوس کا شریک کسی کو نہ فرمایا اپنی ہر صفت کا مظہر اتم اپنی ذات متجمع الصفات کا آئینہ اجلیٰ بنا کر بھیجا۔ خود وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو اپنے اس حبیب پاک صاحب لولاک کو بھی اون کی صفات میں وحدہٗ لاشریک ہی بنایا۔ پاکی ہے شریک سے اوس سبوح و قدوس واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا وحدہٗ لاشریک لہٗ جل جلالہٗ وعز شانہٗ تبارک و تعالیٰ کو جس نے اپنے سب سے اعلیٰ محبوب کو ایسا واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا عدیم المثل فی الصفات العلیا کو بھی شریک سے منزہ و پاک فرمایا۔ امام محمد بوصیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

سوء ادب سخت بد نصیبی ہے توہین کرنیوالا تو بالاتفاق کافر ہے۔ از راہ توہین بشر بشر کرنے والا وہابی،

انھیں کافروں کی طرح ہے جو انبیاء کو بشر بشر کہتے تھے۔ مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

کافراں دیدند احمد را بشر * چوں ندید ند از وے آں شق القمر
خاک زن بر دیدۂ حس بین خویش * دیدۂ حس دشمن عقل است و کیش
دیدۂ حس راخدا اعماش خواند * بت پرستش خواند چند ماش خواند
زانکہ او کف دید دریا را ندید * زانکہ حالی دید فردا را ندید
خواجۂ فردا و حالی پیش او * او نمی بیند ز گنجی غیر بتو
ذرۂ زاں آفتاب آرد پیام * آفتاب آں ذرہ را گردد غلام
قطرۂ کز بحر وحدت شد سفیر * ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
گر کف خاکی شود چالاک او * پیش خاکش سر نہد افلاک او

قرآن عظیم نے اس بشری کہنے کے سبب اون پر قیامت قائم فرمائی۔ حیث قال عز من قائل قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیٔ ۔ و قال جل جلالہ وعم نوالہ

حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی کا ارشاد گرامی ہے ؎

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں * واللہ ز جان ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

یہ ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ حضور سر قدرت ہیں حضور جیسے ہیں اون حقیقت تک کسی کو رسائی نہیں خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور کس سے؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنھیں سب سے زائد حضور کی معرفت حاصل ہوئی یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالرؤف مناوی قدس سرہ تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث کنت اول الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث۔ فرماتے ہیں بان جعلہ اللہ حقیقۃ تقصر عقولنا عن معرفتھا۔ نیز اسی میں فرمایا لم یدرك الانبیاء حقیقۃ صفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکیف بغیرھم۔ اسی لئے فقیر نے ایک غزل نعت میں عرض کیا ہے ؎

کوئی کیا جانے جو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو * خدا تو کہہ نہیں سکتے مگر شان خدا تم ہو

ایک دوسری غزل میں عرض کیا ؎

حقیقت سے تمہاری جز خدا اور کون واقف ہے * کہے تو کیا کہے کوئی جنیں تم ہو جناں تم ہو

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا ہیں یا خدا اون میں حلول کئے ہے۔ حلول واتحاد زرا الحاد ہے اس کا کوئی مسلمان رہ کر قائل نہیں ہو سکتا۔ اور شامت نفس سے کوئی قائل ہو تو مسلمان نہیں رہ سکتا حضور علیہ الصلاۃ والسلام مظہر ذات الٰہی ہیں۔ حضور کی بشریت عظمیٰ سے ہماری بشریت کو کیا نسبت؟ تو جو اپنی طرح انھیں بشر جانتا ہے اوس سرکار ہر کار کی شان رفیع گھٹاتا ہے اور کھلی توہین کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضرات صوفیہ کرام کو ایسا کہنے والا خود ہی ایسا ہے۔ اوس پر توبہ لازم ہے۔ خدا اوسے ہدایت بخشے۔ توفیق توبہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضرات صوفیہ کرام کو اون کا کلام نہ سمجھ کر انھیں مشرک کہنے والا اس سے ڈرے کہ معاذ اللہ اوس کا خاتمہ برا ہو اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔ زمانہ حال کے جہال، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض تمامتر بیہودہ ہزلیات اور واہی تباہی سفہی کلمات کا حکم آخر ہے۔ نہ وہ حضرات صوفیہ میں داخل نہ اون کے کلمات کو کلمات صوفیہ کرام کا حکم شامل۔ بلکہ اگر جاہل، صوفی بننے والا حضرات صوفیہ کے وہ کلمات جو اون کی اصطلاح پر بالکل حق وصدق ہیں۔ بے سمجھے، بکے۔ اور اون کے ظاہری معنی مراد لے تو زندیق ہے۔ کہ صوفی محقق ہے۔ اور اوس کا جاہل مقلد نقال زندیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو ایسا ہے کافر ہے کہ قرآن اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی فرما رہا ہے کہ فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ یہ آیت اگر نازل نہ ہوئی ہوتی جب بھی اطاعت رسول قطعاً اطاعت الٰہی تھی کہ رسول کی اطاعت یونہی کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ نیز اللہ عزوجل نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ پھر اگر حضور کی اطاعت کو غیر اطاعت الٰہی جانتا ہے تو فرض بھی مانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کافر ہے کہ قرآن عظیم نے اون کی اطاعت فرض فرمائی۔ کہ ارشاد ہوا "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر فرض مانتا ہے اور اوسے غیر اطاعت خداوندی مانتا ہے تو بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جو ایسا کرتا ہے مستحق نار مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب اور فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون۔ حدیث میں ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ اللہ عزوجل اور اوس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمداً افترا مسلمان کا کام نہیں۔ دھوکا دینا حرام ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا لیس منا من غشنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حرام کار ہے۔ مفتری ہے۔ کیاد ہے۔ مکار ہے۔ شدید گنہگار ہے۔ حق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار ہے۔ سخت شدید مجرم خاطی، غلط کار، ظالم ستمگر جفا شعار، کھلے فساق وفجار میں اوسکا شمار ہے۔ بلکہ اپنے اون بعض کفریات کی بنا پر وہ داخل زمرۂ کفار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اوسکے پیچھے نماز سے احتراز کیا جائے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴ ۔ از گجرات پنجاب مدرسہ پیر ولایت شاہ صاحب۔ مسئولہ جناب مولٰنا مولوی عبد الغفور صاحب چشتی ہزاروی مدرس اول مدرسہ مذکورہ۔ ۴ رجب ۵۲ھ۔

Marfat.com

فرازندہ رایت شریعت و مروج احکام فطرت دامت عظمتہ ۔ بعد سلام سنت و اسلام معروض کیا مغیبات خمسہ کا علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا نہیں ؟ اگر دیا گیا ہے تو کون سی صحیح حدیث یا آیت قرآن شریف یا تفسیر معتبر میں اوس کا ثبوت ہے ۔ اور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائی ہے یا نہیں ؟ اور اگر نہیں دیا گیا ہے تو بھلا جب کل کی بات نہیں جانتے تو قیامت کی باتیں کیسے جانتے ہوں گے ۔ دوم یہ کہ حدیث معراج میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں فتجلی لی کل شیئی ۔ یا فعلمت مافی السمٰوات والارض ۔ اوکما قال ۔ جب شب معراج میں سب کچھ آپنے جان لیا تو بھلا بعد میں مدینہ منورہ میں کئی ایک ایسے واقعات ہیں جو آپ سے پوچھے گئے آپنے وحی کا انتظار کیا اور اسی وقت نہ بتایا بلکہ یہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز وحی کے آنے پر بتاؤں گا ۔ ان سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے ۔ والسلام ۔

الجواب

اللہ رب مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب مطلع علی الغیوب کو ان غیوب خمسہ کا بھی علم عطا فرمایا اور اون سے بھی پوشیدہ تر نہایت خفی واخفیٰ خاص اسرار کا علم بھی بخشا ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء و بارک وسلم ۔ یہ پانچ تو بے شمار غیبوں کی بہ نسبت اخف ہیں انکی خصوصیت جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی اوس کے یہ معنی نہیں کہ اون کو کسی طرح خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ، بلکہ معنی یہ ہیں کہ خدا کے بے بتائے اون کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا ۔ جب اون کو بھی بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جان سکتا تو جو اون سے اخفی ہیں وہ بے خدا کے بتائے کسی کو کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں ۔ یہ مطلب تو کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ یہ غیوب خمسہ ایسے ہیں کہ انھیں کوئی اور کسی طرح جان ہی نہیں سکتا ۔ ان کے سوا اور غیوب تو خدا دے سکتا ہے یہ ایسے ہیں کہ کسی کو نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا ۔ علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ان غیوب کا علم حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں کیلئے بھی علماء اعلام ، ائمہ کرام کی تصریحات سے ثابت کر دکھایا ۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو " الدولۃ المکیہ ، بالمادۃ الغیبیہ ، خالص الاعتقاد ، انباء حرمین کا تازہ عطیہ ، ادخال السنان الکلمۃ العلیا " وغیرہ ۔

یہاں بھی کچھ مختصر طور پر ثبوت پیش کریں ۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ سکھا دیا تمہارے رب نے جو کچھ تم نہ جانتے تھے ۔ اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے اب اس جو کچھ میں کیا کچھ نہیں آگیا ؟ حدیثوں میں بکثرت ثبوت موجود ہے ۔ حدیث بھی دیکھ لیجئے ۔ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ ۔ بلکہ عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صلی بنا

بعلم خمسہ کا بیان

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا (الی) ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا (رواہ مسلم)

آیۂ کریمہ میں تو کج بحثوں کو اتنا زبردستی کا موقعہ تھا بھی وہ کلمۂ ما میں کچھ کٹھ حجتیاں کرتے کہ اس سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور کو علم غیب عطا ہوا۔ مگر ان حدیثوں نے تو تسمہ لگا نہ رکھا۔ یہ علوم شاید وہابیوں کے طور پر دنیا سے الگ ہوں گے؟ دنیا میں نہ پانی برستا ہے، نہ دنیا میں ماں کے پیٹ میں بچہ نمودار ہوتا ہے، نہ دنیا میں کل ہوتی ہے، نہ کل میں کچھ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کوئی مرتا ہے؟ جب حضور نے صراحۃً بالکل وضاحت کے ساتھ ارشاد فرما دیا کہ میں، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اوسے اپنے کف دست مبارک کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو پانی برسنے اور ماں کے پیٹ میں بچے اور کل کی بات اور موت وغیرہ حضور کے پیش نظر ہے۔ اور سب کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دامت اللیالی والایام۔ اللہ عزوجل فرمائے ہم نے وہ سب اپنے حبیب کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ اور حضور فرمائیں خدا نے دنیا و کائنات سب میرے پیش نظر فرما دیئے ہیں۔ اوس سب کو جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے۔ مثال کف دست ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ صحابی فرمائیں کہ حضور نے قیامت تک کی ساری کائنات کی ہمیں خبر دی۔ ہم میں زیادہ اعلم وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ مگر وہابی کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ نہ صحابی کا اعتبار، نہ رسول کردگار کے ارشاد پر یقین، نہ خود پروردگار عز جلالہ کے ارشاد پر ایمان۔ وہ یہی بکے جاتا ہے کہ حضور کو کل کی بات معلوم نہیں، حضور پیٹ کے حال سے بے خبر ہیں، حضور کو یہ علم نہیں کہ کون کہاں مریگا؟ انتہا یہ کہ گنگوہی بھنکار اٹھا کہ معاذ اللہ "حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں" اور اس کو شیخ محقق کے سر منڈھ دیا کہ انھوں نے اسے روایت کیا۔ حالانکہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اوسے روایت نہ کیا۔ بلکہ اوس کا رد فرمایا۔ رد کو روایت بنا لیا۔ حد یہ ہے کہ وہابی نے یہ بک دیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ مفسرین کرام کے اقوال اگر وہ سب جمع کئے جائیں جو ہر ہر آیت علم غیب کے نیچے ہیں جب تو ایک مبسوط کتاب طیار ہو جائے۔ اور اسکی حاجت نہیں۔ علمائے اپنی تصانیف مبارکہ میں بہت اقوال پیش فرما چکے۔ یہاں تو صرف اوسی آیت کریمہ مذکورہ بالا کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ زیادہ نہیں دو ایک عبارات پیش کریں۔

مدارک میں زیر آیہ کریمہ مذکورہ فرمایا من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب۔ خازن میں ہے قیل علمک من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم ما لم تکن تعلم۔ بیضاوی میں ہے من خفیات الامور۔ خاص خمس کے بارے میں امام ابن حجر کا ارشاد بطور نمونہ ذکر کروں۔ جسے اور زیادہ

درکار ہوں وہ اہل حق کے رسائل کا مطالعہ کریں جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ یہ خمس حضور تو حضور حضور کے غلام بھی باعطاءِ الٰہی بطفیل سرکار رسالت پناہی جانتے ہیں۔ **امام ابن حجر مکی منح الملکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں** "اکثر علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والاخرین فی الحدیث المشھور۔ ولانہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ بہ والشمول لعلمہ بالکلیات والجزئیات فلا ینافی ذلک اطلاع اللہ تعالٰی لبعض خواصہ علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیھن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس لا یعلمھن الا اللہ تعالیٰ لانھا جزئیات معدودۃ لا غیر۔ وانکار المعتزلۃ لذلک مکابرۃ فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذلک مالا یمکن عدہ لا سیما ما وقع لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیأتی بسط جملۃ مما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ "سیأتی" جہاں کیلئے فرمایا وہاں بہت اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں (ثانیھما) فی بیان ما اشار الیہ الناظم من کثرۃ ما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب مافی القرآن منھا مالا یحیط بہ حد۔ **وخبرا لطبرانی** ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ھذہ **وخبرابی داؤد** قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فما ترک شیئا الی قیام الساعۃ الاحدثنا بہ وفی الحدیث الصحیح فعلمت علم الاولین والاخرین۔ **وصح** انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اخبر بموت** النجاشی یوم موتہ بالحبشۃ وصلی علیہ باصحابہ۔ **وانہ** وابابکر وعمر وعثمٰن صعدوا احدا فتحرک فضربہ برجلہ وقال لہ اثبت فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان فاستشھدا۔ وان ملک کسری وقیصر ینقطع بعدہ من العراق والشام۔ فکان کذلک فی زمن عمر۔ **وانہ** قال لسراقۃ کیف بک اذالبست سواری کسری فالبسھما عمرلہ لما زال ملک کسریٰ فی زمنہ تحقیقا لذلک۔ **واخبر** بکتاب حاطب الی اھل مکۃ۔ **وبموضع** ناقتہ حین ضلت وتعلقت بخطامھا فی الشجرۃ۔ **وبان** قریشا بعد الاحزاب لا یغزونہ۔ **وباستشھاد** امراء الجیش الذی ارسلہ لموتۃ بلد بارض الشام یوم قتلھم زید بن حارثۃ فجعفر بن ابی طالب فعبد اللہ بن ابی رواحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ **وبان** فاطمۃ اول اھلہ لحوقا بہ فعاشت بعدہ ثمانیۃ اشھر اوستۃ **وبان** اشقی الاولین والاخرین قاتل علیّ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ یضربہ فی یافوخہ فیبتل من دمھا لحیتہ۔ فضربہ الشقیُّ ابنُ ملجم ضربۃ کذلک فمات منھا **وبان** معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یلی امرامتہ **وبانہ** لم یُغلب رواھما ابن عساکر۔ ومن ثم قال علی کرم اللہ وجھہ یوم صفین لو ذکرت ھذا الحدیث ماقاتلتہ۔

و **بان** عثمان یقتل مظلوما. **و** بوقعة الحرة من عسکر یزید عامله الله بعدله بالمدینہ فاستحیت
نفوس اهلها وابضاعهم واموالهم وقتل سبع مأئة یحفظون القرآن. منهم ثلثمائة صحابی وافتض منها
الف عذراء **وبواقعة** الجمل وصفین وقتال عائشة والزبیر بعلی رضی الله تعالیٰ عنهم. ولذلك قال
علیٌّ للزبیر لما برزله یومئذ انشدك الله هل سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تقاتله وانت
له ظالم فانصرف الزبیر وقال بلی ولکن نسیت. وقد یشکل الوصف بالظلم مع ان الزبیر مجتهد. فغایة انه
مخطی وله اجر بنص الحدیث الصحیح، ویجاب بان اصل الظلم وضع الشیئ فی غیر محله وان لم یکن فیه
اثم فالمراد وانت قد وضعت القتال فی غیر محله خطاء منك لا تعمدًا او فانت له ظالم حقیقة لو نظرت فی
الدلیل حق النظر بقرینة ما تقرر ان المجتهد المخطئ له اجر **وبقوله** فی الحسن بن علی کرم الله وجهه ان
ابنی هذا سید وسیصلح الله به بین فئتین عظیمتین من المسلمین فکان کذلك فانه بویع بعد ابیه فمکث
خلیفة ستة اشهر ثم سار لمعاویة باربعین الفا فلما ترأی الجمعان علم کثرة الفریقین وانه لا یغلب احدهما
حتی یقتل الفریق الاخر فرق علی المسلمین ورحمهم ورفض الملك فی جنب ذلك ابتغاء لوجه الله تعالیٰ
کما جاء عنه رضی الله تعالیٰ عنه ثم ارسل لمعاویة لیشترط علیه شروطا وینزل له عن الخلافة فارسل
الیه قرطاسا ابیض وقال اشترط ماشئت فاشترط ونزل له عن الملك فصار معاویة من یومئذ خلیفة
حقیقة **وبقتل** الحسین بن علی کرم الله تعالیٰ وجهه بالطف. واخرج بیده تربة وقال فیها مضجعه
وصح خبر استاذن ملك القطر ربه ان یزور النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاذن له فکان فی یوم ام سلمة
فامرها صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان تحفظ الباب فجاء الحسین فاقتحمه فقبّله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
فقال له الملك اتحبه قال نعم. قال ان امتك سیقتله وان شئت اریتك المکان الذی یُقتل فیه
فاراه فجاء بسهلة بالکسر رمل خشن او تراب احمر فاخذ فجعلته فی ثوبها فقال الراوی کنا نقول انها
کربلاء وفی روایة انه فقال لها اذا صارد ما فاعلمی انه قد قتل **واخبر** عمه انه سیعمی لما رائی
جبریل معه فی صورة رجل **واخبر** ام عبد الله بن عباس بانها ستلده وبانه ابو الخلفاء وبان
منهم السفاح والمهدی واخبر بان الترك ستغلب علی العرب حتی تلحقها بمنابت الشیخ والقیصوم
وبقوله یوشك الناس ان یضربوا آکباد الابل فلا یجدون عالما اعلم من عالم المدینة قال
ابن عیینه وغیره هو مالك ابن انس ومن ثم کان الناس یزدحمون علی بابه لاخذ العلم حتی
یقتتلوا وممن روی عنه من الاکابر الزهری والسفیانان والشافعی والاوزاعی امام اهل الشام
واللیث امام اهل مصر وابو حنیفه وصاحباه ابو یوسف ومحمد وذو النون المصری والفضیل

وابن المبارك وابن ادهم رحمهم الله تعالى وبعالم قريش وانه يملا طباق الارض علما قال
احمد وغيره نراه الشافعی لانه لم ينتشر فی طباق الارض لقرشی صحابی او غيره ما انتشر للشافعی
ای والذی انتشر لعلی وابن عباس ونحوهما مسائل قليلة جدا كما يعلم ذلك من سير كلامهم واطلع
عليه. **واخبرنا** بالخوارج الذين خرجوا علی علی كرم الله تعالى وجهه وان فيهم رجل اسود
احد عضديه مثل ثدی المرأة فقاتلهم علی واخرج ذلك الرجل حتى رآه الناس بالوصف الذی
وصفه به صلى الله تعالى عليه وسلم **واخبرنا** بالرافضة وانهم يرفضون الاسلام **و** بالقدرية
والمرجئة **وبان** امته تفترق علی ثلاث وسبعين فرقة **وبانها** تكون كلها فی النار الا الفرقة
التی تكون علی ما كان عليه هو واصحابه وهم الطائفة الذين اخبر عنهم بانهم لا يزالون علی الحق
لا يضرهم من خالفهم الی قيام الساعة ای قربه بقليل. **وبامارات** الساعة الكثيرة جدا
فوقع كثير منها وينتظر وقوع الباقی ومما وقع منها النار التی قال عنها صلى الله تعالى عليه وسلم كما رواه
الشيخان لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز تضیء لها اعناق الابل ببصری فخرجت نار عظيمة
فی نحو مرحلة من المدينة المشرفة وتقدمتها زلزلة عظيمة بعد عشاء الاربعاء ثالث جمادی الاخرة سنة ۶۵۴
اربع وخمسين وستمائة ولم تزل تشتد وتغلی كغليان البحر الی ان ارتجت منها الارض ومن عليها حتى ايقن
اهل المدينة بالهلاك وكثرت الزلازل حتى وقع منها فی يوم واحد ثمان عشرة زلزلة لكن ببركته صلى
الله تعالى عليه وسلم كان يغشى المدينة نسيم بارد ورأيت من مكة جبال بصری وانطفأت ليلة
الاسراء سابع عشرة رجب"۔

قصیدہ بردہ کے حاشیۂ علامہ بیجوری میں ہے "لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد
ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ" تفسیر **روح البیان** میں زیر کریمہ "یسئلونک عن الساعۃ"
فرمایا "قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ
تعالیٰ وھو لا ینافی الحصر فی الآیۃ کما لا یخفی" ترجمہ مشکوٰۃ **اشعۃ اللمعات** میں حضرت محقق مطلق مولانا
الشیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند۔
اینہا غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند" **فتوحات**
وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے "والحق کما قال جمع ان اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ لم یقبض نبینا علیہ الصلوٰۃ
والسلام حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امرہ بکتم بعض والاعلام ببعض"۔
یہاں تک کہ علماء کرام نے ان پانچوں کا علم حضور کے خدام کیلئے فرمایا اور فرمایا کہ اہل تصرف، عالم میں

Marfat.com

بے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے۔ کتاب لابریز شریف میں ہے "کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والواحد من اہل التصرف من امتہ الشریفہ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ہذہ الخمس" اعلیحضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "افتائے حرمین کا تازہ عطیہ" میں خمس کی بحث ہے۔

بحمداللہ تعالٰی قرآن عظیم واحادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نیز ارشادات ائمہ کرام وعلماء اعلام سے ہر سمجھ والے پر روشن تر از شمس وابین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہوا کہ علوم خمسہ حضور تو حضور، حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اب یہ سب دیکھکر، پھر خاص قصہ معراج میں حضور کا ارشاد علمت ما فی السموات وما فی الارض پاکر پھر بیہودہ شبہات مسلمان کی شان نہیں۔ یہ تو اس حدیث سے مقابلہ ہوا اور اوس کے یہی معنی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا۔ حالانکہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے، وحی کا انتظار فرمایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان تو کبھی یہ خیال نہیں لا سکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے۔ اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے یہی کہے گا کہ بے شک حضور کو شب معراج ما فی السموات والارض کا علم ہو گیا۔ اوس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور سے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا، یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اوس کے جواب کا علم نہ تھا۔ بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔ وحی کا انتظار جیسے اوس صورت میں ہوتا جبکہ علم نہ ہوتا ایسی ہی اوس کی صورت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وحی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسا حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر اوس کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اوس سے بہت بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وحی کا انتظار فرمایا۔ اور وحی میں اونکی طہارت بیان فرمائی۔ پھر وحی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جو جواب با علام الٰہی معلوم ہے۔ اوس کا اظہار ماذون ہو۔ فتوحات وہبیہ کی عبارت پر پھر نظر کیجئے کہ اللہ عزوجل نے ہر شئے پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا حکم فرمایا بعض کے اعلام کا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا کفار نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہے گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم نہ تھا۔ یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمانا

Marfat.com

کسی حکمت پر مبنی تھا۔ یا یہ کہ اوس وقت اوسکی جانب التفات خاص ہونے پر۔ جیسے موزہ وعقاب کے واقعہ میں ادھر التفات نہ تھا۔ جیسے مولانا رومی قدس سرہ نے مثنوی میں تحریر فرمایا کہ ؎

در چہ ہر عیب خدا ہارا نمود
دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

ملک العلما بحر العلوم نے شرح میں فرمایا "از جہت استغراق بعض مغیبات بہ انبیاء مستور شوند" پھر فرمایا معنی بیت چنیں ست کہ بسبب استغراق توجہ باکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند وایں وجہ وجیہہ است۔"

وہابی تو دشمن ہے وہ تو زبردستی نقص ہی چاہے گا۔ اللہ ورسول و علماء کچھ فرمائیں وہ تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی باتیں لائے گا جس سے عوام کو دھوکہ دے سکے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵ ۔ از درو ضلع نینی تال مسئولہ ارسلہ خاں پیشاوری و حافظ عبید اللہ امام مسجد و عبد اللہ صاحب رضوی ۱۳ ذی العقدہ ۔

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی تھا۔ بالذات نہ تھا۔ بالذات سوا خدا کے دوسرے کے واسطے محال۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث۔ خداوند کریم قدیم، اوس کا علم بھی قدیم ــــ عمرو یہ عقائد رکھتا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الٰہیہ ہیں اون صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب بحوالہ کتاب مشرف فرمایئے۔ فقط۔

الجواب

زید کا قول حق وصحیح اور عمرو کا باطل وفضیح ہے۔ عمرو اور اوس کے ہم عقیدہ پر توبہ اور تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا علم ذاتی کہ جو اوس کی ذات سے ہے وہ اوس کی صفت قدیمہ ہے۔ کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اوس کے حبیب لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی ہے کہ اللہ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو بے عطاء الٰہی مانتا ہے اوس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم۔ محال ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کمتر سے کمتر شئے کا علم بھی ہو ــــ **اعلیحضرت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**الدولۃ المکیۃ**" میں تصریح فرمائی" العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحنہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشرک۔ علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے۔ اوس کے غیر کیلئے محال ہے۔ جو اوس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کیلئے مانے وہ یقینا کافر مشرک ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیم جانے کافر ہے"

Marfat.com

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور اون کا علم اور ہر وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور اون کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی" الدولۃ المکیۃ ازہی میں فرمایا فی الموضوعات من اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لایخفی اھ اقول ان اراد التسویۃ من کل وجہ فنعم اذ یلزم قدم غیرہ تعالی وغناہ عنہ عزوجل عمرو کو اپنے اس قول سے بھی توبہ چاہیئے کہ حضور میں جو صفات الٰہیہ ہیں کہ اس کے ایک برے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الٰہیہ بذات حضور قائم ہوں اوس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہکر اس تعبیر کی راہ بند کر دی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بعطائے الٰہی حاصل تھا نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہو اگر اوسکی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں یوں ہی اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اوسے بچالیتی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ عزوجل عمرو اور اوس کے ہم عقیدہ کو توفیق توبہ و استقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ھو الموفق وھو الھادی الی الصراط المستقیم لا الہ الا ھو سبحنہ وتعالی شانہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم ○

مسئلہ ۱۶ ۔ از بنارس رام نگر مسئولہ جناب محمد رضا خانصاحب ۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں قوم مہتر جن کے یہاں حسب ذیل پیشہ نام و کام ہوتے ہیں و طریقہ و رسوم اجرا ہیں۔

(۱) شہنائی بجانے کا کام ہوتا ہے (۲) ڈگڈگی بجانے کا کام ہوتا ہے (۳) جونک لگانے کا کام ہوتا ہے (۴) حرام چمڑے کی تانت بنائی جاتی ہے (۵) حرام تانت سے سوپ وغیرہ بنایا جاتا ہے (۶) اون کے گھروں کی عورتیں جملہ اقوام یعنی مسلم وغیر مسلم کے یہاں پاخانہ کماتی ہیں و غلیظ پھینکتی ہیں (۷) اون کے گھروں کی عورتیں علاوہ مسلمان کے دیگر اقوام کے یہاں کا کھانا جائز و ناجائز ہر قسم کا لاتی ہیں اور سب اوسکو کھاتے ہیں شہنائی و ڈگڈگی بجانے کے سلسلہ میں مندروں کا چڑھاوا ولپو جا وغیرہ کی چیزیں لاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں (۹) اون کے یہاں کے مردوں کو غسل دینے کیلئے کوئی مسلمان حجام نہیں جاتا اون کے یہاں کسی کی نذر و نیاز یا فاتحہ خواہ محفل میلاد وغیرہ نہیں ہوتی (۱۱) اون کے یہاں کبھی قرآن خوانی نہیں ہوتی (۱۲) کسی مسلمان کے یہاں اون کی یا اون کے یہاں کسی مسلمان کی آمد و رفت یا شرکت نہیں ہوتی (۱۳) اون کی برادری میں سے جو شخص داخل اسلام ہو پیشہ اپنا ترک کرتا ہے اوس سے یہ لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں (۱۴) اون کے یہاں مردوں کے نام بچو۔ ڈھونڈے۔ بگریدہ۔ جوکرن۔ چمرو۔ رجب۔ بھگیلو۔ فتیلی۔ ہینگو۔ پلو۔ تلوا وغیرہ اور عور

Marfat.com

کے نام جگیا۔ مانکی۔ مولیا۔ سکوتی وغیرہ ہیں ان کل امورات و واقعات کے قائم اجراء رہتے ہوئے کیا وہ قوم مہتر مسلمان کہے جا سکتے ہیں اور اُن کی آمد و رفت فرش مسجد پر ہو سکتی ہے اور وہ مسجد کے بدھنے اور پانی وغیرہ کو چھو سکتے ہیں اور وہ مسلمان نمازیوں کی صف میں شانہ ملا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع وہ لوگ یہاں کے بھنگی نہیں لال گرو کے پیر و لال کتاب کے ماننے والے نہیں، محض گائے کا گوشت کھانے پر اپنے آپ کو ہندو نہیں سمجھتے مسلمان کہتے ہیں، بلکہ واقعی وہ تمام ضروریات دین اسلام پر ایمان اور سچے مسلمان کے سے عقائد رکھتے ہیں اور کسی حرام قطعی کو حلال نہیں جانتے، حرام شئے کو حرام سمجھ کر کھاتے ہیں، مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں کرتے، تو وہ مسلمان ہیں اور پاک صاف ہو کر مسجد میں جماعت میں حاضر ہونے کا ہر مسلمان کی طرح حق رکھتے ہیں کوئی اونھیں اس سے نہیں روک سکتا۔ جو روکے گا وہ خود شرع کا مجرم گنہگار ہوگا۔ مسجد بیت اللہ ہے کسی کی ملک نہیں اوس میں ہر مسلمان آئے گا مگر اسطرح جس طرح شرعًا حاضر ہو سکتا ہے۔ ناپاک یا بدبو کی چیز لے کر کوئی اوس پاک طاہر بقعہ میں قدم نہیں رکھ سکتا اگرچہ سلطان ہی کیوں نہ ہو اگرچہ قوم کا سید ہی کیوں نہ ہو۔ ہینگ بیچنے والا پٹھان یا مٹی کا تیل فروخت کرنے والا مسلمان جو کسی قوم کا بھی ہے اگر مسجد میں بایں حال داخل ہو کہ اوس کے کپڑوں سے ہینگ کی یا مٹی کے تیل کی بدبو آرہی ہے اوسے مسجد سے روکا جائے گا۔ اور یہ مہتر جو مسلمان ہے اگر پاک صاف کپڑے پہنکر آیا ہے مسلمانوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سوال میں جو امور مذکور ہیں اون میں سے کوئی کفر نہیں ہے۔ ہاں نمبر ۷ میں اُسوقت حکم کفر ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت ہو کہ وہ کسی حرام قطعی کو حلال جان کر کھاتے ہیں۔ اور نمبر ۱۳ میں اوسوقت جبکہ یہ ثابت ہو کہ وہ مسلمان ہونے کو معیوب جانتے اور جرم قرار دیتے ہیں مگر یہ کیونکر معقول جبکہ وہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نام مسلمان سے نہ چڑتے ہوں گائے کا گوشت کھا لینے کو مسلمان سمجھتے ہوں، واقعی مسلمان ہونے کو برا جانتے ہوں اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو بیشک وہ مسلمان نہیں۔ جیسے ملکانے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمانوں کے نام بھی رکھتے ہیں اور سچا مسلمان ہونے کو سخت عیب جانتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۱ ۔ از پیلی بھیت محلہ میاں صاحب مسئولہ جناب الہ نور خانصاحب۔ ۲۰ ربیع الآخر ۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر جو امام ہیں ہم لوگوں کے اونکے صاحب سے جامع مسجد میں قرأت سیکھنے جایا کرتے ہیں ایک دن زید نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں جایا کرتے ہو بکر یعنی

Marfat.com

امام صاحب نے کہا کہ میں جامع مسجد میں قاری صاحب سے قرأت سیکھنے جایا کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف صحیح طور سے پڑھ سکوں۔ اس کے بعد زید نے کہا کہ قرأت سیکھنا جھگڑا ہے اس کو چھوڑ دو اور سادہ طور سے قرآن شریف پڑھتے رہو بس زید کا یہ قول کیسا ہے؟ اور زید کیلئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں؟ (نوٹ) اور جو شخص ان سے میل جول رکھے ان کے پیچھے نماز پڑھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور عمداً جن لوگوں کے سامنے زید نے ایسے ناگفتہ بہ الفاظ کہے اون کے نام درج ذیل ہیں۔

الہ نور خاں بیلی بھیت۔ عبداللطیف خاں۔ عاشق علی خاں۔ معزالدین خاں۔ اصغر نور خاں۔

گواہان مذکور بالا کے سامنے زید کے دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت قرآن عظیم کی پڑھی جائے اس میں بسم اللہ پڑھنا شریعت سے منع ہے اور امام صاحب سے کہتا ہے نماز مغرب اور عشاء میں چھوٹی سورتیں پڑھا کرو۔ زید کے ان اقوال کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

اتنی قرأت سیکھنا جس سے آدمی قرآن عظیم صحیح پڑھے فرض ہے۔ جس نے اس سے منع کیا اوس نے فرض رد کیا اور ایک فرض کو جھگڑا بنایا اوس پر توبہ فرض ہے۔ اوسے تجدید ایمان وتجدید نکاح وغیرہ بھی چاہیئے۔ بہت برکلمہ اوس کی زبان سے نکلا۔ والعیاذ باللہ۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اول سورت نماز میں بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے؟ امام اعظم وامام ابویوسف رضی اللہ تعالی عنہما کے نزدیک نماز میں اول سورت محل تسمیہ نہیں امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک بعد فاتحہ سورت سے پہلے تسمیہ کا محل ہے اول سورت تسمیہ جائز ہی نہیں، بہتر ہے۔ غنیہ میں ہے اما التسمیۃ عند ابتداء السّورۃ بعد الفاتحۃ فانہ عند ابی حنیفۃ لا یاتی بہا لا فی حالۃ الجھر ولا فی حالۃ المخافتۃ وکذا عند ابی یوسف لما تقدم انہا لیست بایۃ من اول السورۃ ولم یر وشیئ فی الاتیان بہا فی اول السورۃ وعند محمد یاتی بہا فی اول السورۃ اذا خافت لا اذا جھر لان المشروع فیہا الاخفاء کما تقدم فلو اتی بہا حال الجھر فخافتہ یلزم وجود سکتۃ فی اثناء القرأۃ ولم تو ثر ولا یلزم مثلہ فی المخافتۃ ملخصا قال الشیخ المجدد رضی اللہ تعالی عنہ علی قول الغنیۃ لم تو ثر۔ اقول بلی ماثورۃ فی الصحاح فالصحیح انہ یجوز بل یحسن التسمیۃ اول کل سورۃ مطلقا۔ نماز مغرب میں بہتر سور قصار ہی ہیں۔ عشاء میں غلط کہتا ہے۔ عشاء میں بہتر اوساط ہیں۔ اس میں اصل حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر فاروق اعظم کا ارشاد ہے انھوں نے حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو تحریر فرمایا اقرأ فی المغرب بقصار المفصل وفی العشاء بوسط المفصل وفی الصبح بطوال المفصل۔ واللہ تعالی اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۱۸ ۔ از شہر بریلی محلہ قاضی ٹولہ متصل درخت کیت اقبال حسین پسر فدا حسین جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے اور کہنے والا گمراہ اور بے دین ہے یہ صفت خداوند قدوس کی نہیں ہے ۔ بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کی نیک بیبیاں مرنے کے بعد اون کے ساتھ قبروں میں رہتی ہیں اور دنیا کے تعلقات قبر میں رہتے ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں ۔ شریعت مطہرہ کا زید کے واسطے کیا حکم ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

حاضر و ناظر یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں کبھی کسی مسلمان کو بآنکہ "حضور" اپنے آپس میں ایک بڑا تعظیمی لفظ ہے مگر اللہ کو حضور سے تعبیر کرتے نہ سنا ہوگا ۔ اور اگر کوئی تعبیر کرے تو مسلمان کا ذہن خدا کی جانب انتقال نہ کرے گا ۔ بے شک اللہ عزوجل ہر بڑی سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی باریک سے باریک کو ، روشنی اور اندھیری میں ہر وقت ہر آن ، جب وقت و آن نہ تھے انھیں او نھیں سبکو دیکھنے والا ، اور سب اوس کے علم میں حاضر وہ ہر پست سے پست آواز کا سننے والا ہے ، ہمیشہ سے اور ہمیشہ تو وہ شہید و سمیع و بصیر ہے ۔ حاضر و ناظر کے لفظ سے ممانعت اور بات ہے ۔ اور اس مطلب کا انکار اور بات ۔ کون مسلمان ہے جو معاذ اللہ اللہ عزوجل کو شہید و سمیع و بصیر نہیں مانتا ۔ تو شہید و بصیر جو اوسے مانے وہ لفظ حاضر و ناظر سے منکر ہے کہ یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں نہ بولا جائے ۔ نہ کہ سرے سے مطلب ہی کا پھر خدا جگہ سے پاک ہے اور ہر جگہ حاضر کا لفظ بظاہر جگہ میں موجود ہونے کو بتاتا ہے ۔ اس لئے اور اوس سبب سے جو اس لفظ کو اس دربار عزت کے لائق نہیں بتاتا اور منع کرتا ہے ، ٹھیک کہتا ہے ۔

وہابی ہمیشہ افترا کیا کرتے ہیں اون کا یہ افترا ہے کہ اولیاء کرام کی بیبیاں اون کیساتھ مزاروں میں رہا کرتی ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں صرف اتنا بیان کیا گیا ہے جو امام علام سیدی محمد زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء پر قبور میں اون کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں ۔ شرح مواہب لدنیہ امام علامہ سیدی محمد عبدالباقی زرقانی قدس سرہ النورانی کی عبارت یہ ہے نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حی فی قبرہ ابد الاباد علی الحقیقۃ لا المجاز لحیاتہ فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ ۔ قال ابن عقیل الحنبلی ویضاجع ازواجہ ویستمتع بھن اکمل من الدنیا وحلف علی ذلک وھو ظاھر ولا مانع منہ ۔ باقی کلی پھندنے یہ وہابیہ کے ہیں ۔ خذلھم اللہ تعالیٰ ۔ جیسے حاضر و ناظر کے لفظ دربار الوہیت میں بولنے سے ممانعت دربار رسالت میں کہنے کی اجازت کا وہ بنا لیا کہ یہ خدا کی صفت

Marfat.com

نہیں حضور کی صفت ہے۔ اور اوس کا مطلب یہ ظاہر کیا کہ خدا، پناہ بخدا شہید و بصیر جیسے وہابیہ حاضر و ناظر کہتے ہیں، ہی نہیں۔ حضور حاضر و ناظر ہیں ازواج مطہرات کے پیش ہونے پر جو اعتراض کئے گئے ہیں اور جو کچھ نداق اڑایا ہے وہ دین کے معتمد امام سیدی زرقانی کا اڑایا ہے۔ اور روزی و رزق پہنچنے پر جو نداق اڑایا ہے۔ وہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا۔ حضور نے فرمایا ہے انبیا زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے اللہ نے زمین پر انبیا کے اجسام کا کھانا حرام فرما دیا۔ فنبی اللہ حی یرزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے۔ اب وہابی اپنے گندے چھیڑے کی ساری گندگیوں سب اعتراضوں کی بوچھاروں نداق اڑانے کو دیکھیں اور خود اپنے آپ ہی سے اون کا جواب لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ :- مرسلہ جناب مولوی عظیم اللہ صاحب نعیمی گورہٹی مسجد ڈاکخانہ انگس ضلع ہگلی۔

بحضور سراپا عطوفت مرکز دائرۂ کرامت سرچشمۂ جود و عنایت حامی سنت ماحی بدعت سیدی و مولائی الافخم دامت برکاتہم العالیہ ناداوت الانجم۔ بعد تسلیمات اخلاص تمنائے قدمبوسی معروض بارگاہ آجکل افتخار الحق رینگی مصنف حامض الاسنان اس امر کی بڑی پر زور اشاعت کر رہا ہے کہ دنیا میں میری تکفیر کرنے والی صرف شاہ علی حسین صاحب کی ذات ہے۔ جو صاحب فتویٰ نہیں ہیں اور ایک شخص کی صدا نہ قابل توجہ اور نہ قابل اعتماد۔ ہاں وہ علماء بریلی کہ حق گوئی اور افتا جن کا حق و حصہ ہے اور اون کے قلم ایسی حق گوئیوں میں شمشیر بے نیام ہیں اور اظہار حق اور ادماغ باطل میں سب سے پیش پیش ہیں، ساکت ہیں۔ میرے معاملہ میں اور ان حضرات کی تحریر و تقریر سے میرا کفر ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اور یہ فتنہ نہایت جوش کے ساتھ کلکتہ میں گشت کر رہا ہے۔ لہذا للمولی الکریم دست اعانت بڑھا کر اس ضلالت کو سر فرمایا جائے اور تحریر پر تنویر سے اس شبہہ کا ازالہ فرمایا جائے

الجواب

افتخار الحق صاحب رینگی کی یہاں سے تکفیر ہوئی اور شائع ہوئی۔ یہاں کا رسالہ "پشت خار" چھپکر ملک میں شائع ہو چکا ہے۔ آہ زمانہ کی حالت اب یہ ہے کہ ایسے واضح فاضح کفریات پر بھی جبتک کوئی شخص کفر کا فتویٰ نہ دے لوگ انہیں کفر اور قائل کو کافر نہیں جانتے۔ نہیں نہیں ایک دو نہیں لاکھ کفر کے فتوے دیجئے مگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے۔ اور یہی کہے جاتے ہیں سو میں سے ننانوے باتیں بھی کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو جب بھی کافر نہیں کہنا چاہئیے۔ اس غلط و باطل دعویٰ کو دین کا فتویٰ سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ والیہ المشتکی، فتویٰ دینے والے ہی کے سر ہوتے ہیں۔ اسی کو مجرم ٹھہراتے ہیں گویا ان کے نزدیک کفر بکنا کوئی جرم نہیں کافر کہنا جرم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ امر جس کا کفر ہونا بدیہی ہو روز روشن کی طرح آشکارا ہو وہ جب ہی کفر ٹھہریگا جب کوئی صاحب فتویٰ اوسے کفر بتائے گا؟ صاف صاف غیر خدا کی خدائی کا ادعاء اقرار بھی کفر نہیں تو یارب او

Marfat.com

کفر کیا ہوگا؟ شاہ علی حسین صاحب صاحب فتوی نہیں تو مسلمان تو ہیں انھیں کفر و اسلام میں امتیاز تو ہے ایک بات جو کھلی کفر ہے جو کسی طرح اسلام نہیں اوسے ہر مسلمان کفر کہے گا۔ عالم وغیر عالم اس میں برابر ہیں۔ اور یہی کفر تو اخبث کفر ہے۔ جسے ایک عامی بھی کفر بتائے چہ جائیکہ شیخ و عالم۔ فرعون و نمرود کے کفر کو کون کفر نہیں جانتا پھر کیا اون کا کفر اون کی شخصیتوں کے ساتھ خاص تھا کہ وہ اونھوں نے کیا تو اس لئے کہ وہ فرعون نے کیا کفر ہو اور دوسرا کوئی بھی وہ کفر کرے کفر نہیں؟ کہ وہ خاص فرعون و نمرود نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی خلافت تو معتبر اور دستار وغیرہ بنانے کے لائق تھی مگر جب انھوں نے حقیقت حال سے اطلاع پاکر خلافت بوجہ کفر رد فرمادی تو یہ لائق اعتبار نہیں حضرت شاہ صاحب لائق اعتماد نہیں۔ مفتی کا فتوی تو اکثر بعد استفتا ہوتا ہے۔ پھر کیا اگر کسی کھلے سے کھلے اشد و اخبث کفر بکنے والے کے کفر کے متعلق کوئی استفتا نہ ہو مفتی کو اوس کے کفر بکنے کی اطلاع نہو اور وہ فتوی کفر نہ دے اس سے وہ کفر کفر نہ ہوگا؟ کفر تو کفر ہی ہے اگرچہ عالم بھر میں کوئی فتوی اوس کے متعلق نہ ہو۔ بہت وہ کفریات ہوتے ہیں جنھیں جاہل سا جاہل بھی جانتا ہے۔ وہ لائق استفتا نہیں ہوتے تو ایسے تمام اخبث ترین کفریات کفر نہ ہوں گے کہ اون کے کفر ہونے کا مفتی نے فتوی تو دیا ہی نہیں ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ۴۰ از رانی کھیت ضلع الموڑہ مسئولہ طالب حسین صاحب ۲ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن عظیم کی قسم کھاؤ کہ یہ بات ٹھیک ہے پیر نے کہا کہ قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ سمجھے تو اس کا قرآن میں خود ہوں پیر کا یہ کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پیر نے جو وہ کلمہ کہا برا کیا اگر وہ جاہل ہے۔ عالم ہو جب بھی ایسا کہنا نہ چاہئے۔ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اوس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پیر اگر صاحب مرتبہ بھی ہو، تو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اوس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر پیر عالم ہے اور اوس نے وہ کلمہ بایں معنی کہا کہ اگر یہ سمجھے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں، تو مطلب ٹھیک ہے۔ مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہرگز اس مطلب کا وہم بھی اوسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو تو نرا ممحض جھوٹ حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الاسنی نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا مصحف فرمایا کہ فرمایا ھذا مصحف صامت وانا مصحف ناطق۔ اوکما قال رضی اللہ عنہ۔ اس میں اوس میں بڑا فرق ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتبت ھذا تفقھا ثم بعد زمان راجعت الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ

Marfat.com

لسیدی المولٰی عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی مسئلۃ فوجدت فیھا بحمد اللہ ما یوید ھذہ الفتوی وللہ الحمد۔ وھذا نصہ نعم الخلوۃ وھمۃ الشیخ الصادق العارف الکامل فی مرتبتی العلم والعمل الجامع بین الظاھر والباطن کافیۃ للمریدین ومغنیۃ لھم عن قرأۃ الکتاب والمطالعۃ والاشتغال فی العلوم اذ ھمتہ وحدھا وغیرتہ الالٰھیۃ لا تترکھم علی جھل فی حکم من الاحکام مطلقا وحیث دخلوا تحت تربیتہ فھو کتاب لھم وزیادۃ لان عندہ جمیع ما یحتاجون الیہ مما فی الکتاب وربما کانت قرأتھم ومطالعتھم ودراستھم علی استاذ غیرہ مانعۃ لھم من الدخول تحت امرہ ونھیہ فیما یعلمہ من صلاح احوالھم علی مقتضی الشریعۃ المحمدیہ فھو ینھاھم عن طلب العلم لئلا تألف قلوبھم الاکثار من العلم مع ترک العمل بہ فیکون حجۃ علیھم ویعلمھم ما ینفعھم شیئا فشیئا لانہ اعرف بمصالحھم منھم واما اذا کان شیخھم قاصرا جاھلا لا یعلم حکم اللہ تعالٰی علیہ ولا علیھم وقد امرھم بذلک فھو ضال مضل اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں۔

ع۱۔ زید باوجود مولوی ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا بیل وگدھے سے بُرا ہے۔

ع۲۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں۔ زید کے ان قولوں پر بکر وعمرو وغیرہم کہتے ہیں کہ زید نے اللہ ورسول کی توہین کی۔ اور عوام میں گڑبڑی ہوگئی ایسی صورت میں تین مولویوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہوتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور خدا جھوٹ بول سکتا ہے مگر اونکی شان کے خلاف ہے۔ ان کلمات کے اندر ہرگز توہین اللہ ورسول کی نہیں لازم آتی ہے۔ انہیں مولویوں کے کہنے سے زید نے کہا کہ میرے قول میں ہرگز توہین نہیں ہوئی۔ اگر عوام سمجھتے ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اب ایسی صورت میں زید امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

بیشک ان اقوال بدتر از ابوال میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ضرور کذب پر قدرت ماننا، اللہ عزوجل کو عیب لگانا ہے۔ کذب عیب ہے یہاں عیبی وہی نہیں جو عیب میں ملوث ہو۔ مولٰی عزوجل کے سراپردہ عزت تک عیب کی رسائی ہوسکتی ماننا بھی اوسے عیبی بتانا ہے۔ اور جو عیبی ہوسکے ہرگز خدا نہیں۔ علماء اسلام کتب عقائد وکلام میں تصریح فرماتے ہیں کہ الکذب علی اللہ تعالٰی

Marfat.com

محال ۔ صدق ، اللہ عزوجل کی صفت ہے ۔ قال تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا وقال عزوجل من اصدق من اللہ حدیثا ۔ اور اسکی صفات واجب ۔ کذب ، ممکن ماننا صدق کو غیر واجب ماننا ہے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ اس مسئلہ کو تفصیلات سے سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں ملاحظہ کیجیے ۔

زید کو ہرگز امام نہ بنایا جائے ۔ اوس کے پیچھے نماز حرام ہے ۔ وہ مولوی بھی ٹکوں سے پرلی طرف ہیں جنھوں نے کہا کہ "بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہے" ۔ اون کا یہ قول نہیق حمار سے بدتر ہے اور صوت حمیر سے انکر ہے ۔ قائل صاف بک رہا ہے کہ " خیال لانا بیل گدھے سے برا ہے " نہ کہ خیال لانے والا ۔ پھر یہ بولی بول کر بھی کیا بنالیا؟ اب یہ ہوا کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں لانے والا ایسا ہے کہ بیل گدھے اوس سے اچھے ہیں" ۔ حضور کا خیال معاذ اللہ اسدرجہ شنیع ہے کہ خیال کرنے والا ان بےتمیزوں کے نزدیک بیل اور گدھے سے بدتر ہے ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو الموفق للسداد وھو تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۲۲ ۔ از فرید پور ۔ بنگال ۔ مرسلۂ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی سلمہ ۔ جمادی الاولیٰ ۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مطابق مذہب حنفی اشرفعلی تھانوی کو کیا کہنا چاہیے؟ بینوا توجروا ۔

الجواب

علماء عرب و عجم نے شخص مذکور کو اس بنا پر کافر کہا کہ اوس نے حضور پر نور محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی صریح گستاخی کی اور کھلی گالی دی جس میں اصلا تاویل ممکن نہیں ۔ برسہا برس سے وہ اور اوس کے حواری سب سر جوڑ کر تاویل کی کوشش کیا کیے مگر ناکام و نامراد رہے ۔ کوئی کچھ کہتا ہے ، اور کوئی کچھ ۔ اور سب بیہودہ پا در ہوا محض لغو و باطل پوچ لچر ۔ اوس کی اس صریح توہین پر کہ اوس نے اپنے حفظ الایمان ص ۸ پر کی " پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اوس سے مراد بعض ہے یا کل ۔ اگر بعض ہے تو اوس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے " لاریب یہ کفر صریح ہے اور سخت تر دشنام حضور سید الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام مادامت اللیالی والایام کی شان رفیع میں شخص مذکور نے مدتہا مدت بعد ایک چوورقی کتاب شائع کی جس کا نام " بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان " اس میں لغو باطل تاویلات کیں ۔ کفر واضح وفاضح سے توبہ نصیب نہیں ہوئی ۔ اوس کتیبا کے رد جیسی ۳۰ھ میں وقعات السنان " ادخال السنان " شائع کر دیے گئے ۔ جو بحمدہ تعالیٰ ابتک لاجواب ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لاجواب رہیں گے ۔

Marfat.com

اور حق کے مقابل باطل کب جم سکتا ہے۔ آفتاب حق کے طلوع کرتے ہی ظلمات باطل دور ہو جاتی ہیں، جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؕ کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔" وقعات السنان" اور "ادخال السنان" میں روز روشن سے زائد اوس قول قبیح کا کفر صریح ہونا واضح کر دیا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ علماء حرمین محترمین نے کفر مذکور کی نسبت فرمایا ہے جو اوس کے اس قول بدتر از بول پر مطلع ہو کر اوس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر. علماء حرمین کا فتویٰ جسے دیکھنا ہو وہ "حسام الحرمین" دیکھے اور ہند و سندھ و پنجاب وغیرہ کے علماء کا متفقہ فتوی جسے ملاحظہ کرنا ہو وہ "الصوارم الھندیۃ" ملاحظہ کرے۔ اور شخص مذکور اور اوس کے حواریوں کے دھوکے اور فریبوں سے جسے بچنا اور اون کی تاویلات رکیکہ باطلہ کی دھجیاں جسے اڑانا ہو وہ "وقعات السنان" وغیرہ دیکھے۔ وباللہ التوفیق وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۔ از بمبئی بھوہاری محلہ چراغ انور ہوٹل مرسلہ منشی مصطفیٰ خاں قادری برکاتی۔

بھڑی کی جامع مسجد کا مقدمہ علما سے ضروری استفسار حضرات مقلدین علمائے اہلسنت سے بھڑی کی جامع مسجد کے مقدمہ کے متعلق ایک ضروری استفسار ایک ایسی جماعت نے جو اس کی قائل ہے "کہ دین کا معاملہ اوس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علما نے طریقہ نبوی یعنی عملی تعلیم سے روگردانی کی اور کتب فقہ کے مجادلات اور قیل و قال کو اپنا شیوہ بنالیا پھر ستم یہ کیا کہ مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو ان کتابوں سے حاصل کریں قیود و شرائط رموز پر کاربند ہوں جو انھوں نے اپنی عقل و رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ اون پر کاربند ہونے کا اوس نے حکم دیا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم اون کتابوں کو مقدس مان کر اون کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں۔ علما نے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور اون کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملت کا فتوی لگا دیتے ہیں۔" مولوی محمد ابراہیم صاحب پیش امام مسجد کھڑک سے تھانہ کے کورٹ میں سوال کرایا کہ صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی مسلمان

ہے یا نہیں مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ "صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں ہوتا اسلام کی تمام ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلا نہیں ہیں ان میں سے اکثر پائی جاتی ہیں مسلمانوں کو ائمۂ اربعہ کی تقلید کی ضرورت ہے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے سنی نہیں"

آیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا صحیح و درست ہے یا خلاف دین و ملت اور کیا تمامی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر کسی کو عمل ممکن ہے اور کیا اجماع امت اور قیاس مجتہدین اصول مذہب دین سے نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو اون کے منکرین کا کیا حکم ہے اور کیا بغیر کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے کسی کا اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور جماعت مذکورۂ بالا اور جو کہ اپنے کو اہل قرآن و اہل حدیث کہتے ہیں اہلسنت وجماعت سے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) اجماع امت، قیاس۔ اصل من کل وجہ اور اصل الاصول کتاب اللہ ہے۔ اور اصلیں ایک جہت سے اصل ہیں دوسری جہت سے فرع۔ جس طرح سنت کو مخالف بھی اصل مانتا ہے مگر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ فرع کتاب اللہ ہے۔ یونہیں اجماع امت و قیاس ہمارے نزدیک اصل بھی ہیں اور فرع بھی۔ بیشک جو ان اصول اربعہ سے کتاب یا سنت یا اجماع امت کا منکر ہو وہ خارج از اسلام ہے اور قیاس کے منکر کی بھی تکفیر کی گئی ہے۔ سنت کتاب اللہ سے ثابت اور اجماع وقیاس کتاب سنت دونوں سے تو جو ان تین سے کسی کا منکر ہے وہ اصل کتاب ہی کا دراصل منکر ہے۔ اور جو ان میں سے بعض پر چلے اور بعض پر نہ چلے اوس کے دین میں ضرور نقصان ہے۔ مولوی ابراہیم صاحب کا مطلب درست ہے مگر الفاظ برے ہیں کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں ہوتا جس نے وہ سوال کیا تھا اوس سے پوچھا ہوتا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ جبکہ مسلمانوں کا یہ ایمان ہے صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب وہ اس کا دیتا وہی جواب اپنے سوال کا سمجھ لیتا۔ قرآن و حدیث پر چلنے والا مسلمان ہے تو چاروں اصول کو مانتا ہے۔ جو چار اصول نہیں مانتا وہ قرآن و حدیث کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت وہ قرآن و حدیث پر چلتا ہی نہیں۔ اگر قرآن و حدیث پر چلتا تو ہرگز اجماع امت و قیاس کا منکر نہ ہوتا، ضرور اون پر چلتا۔ جیسے صرف قرآن پر چلنے کے مدعی، اہل قرآن اپنے آپ کو کہنے والے، حدیث کے منکر ہرگز قرآن پر نہیں چلتے۔ کہ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ اور كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً

Marfat.com

وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ اور كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اور وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ اور فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ان آیات کریمہ کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ یوہیں یہ حدیث پر چلنے کے مدعی اہل حدیث بننے والے اگلی دو آیتوں کے سوا آیتوں اور **حدیث** اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ۔ ویداللہ علی الجماعۃ۔ ومن شذ شذ فی النار اور **حدیث** الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اور **حدیث** نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھوافقہ منہ اور **حدیث** معروف ومشہور حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین بعثہ النبی (علیہ الصلوۃ والسلام) الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء فقال اقضی بکتاب اللہ فقال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ بما یرضی بہ رسول اللہ۔ اور **حدیث** انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم **فکلوہ** الی عالمہ اور **حدیث** انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل آیۃ منھا ظھر وبطن ولکل حد مطلع اور **حدیث** العلم ثلثۃ ایۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذلک فھو فضل وغیرہ سے مونھہ پھیرتے ہیں۔ جیسے غیر مقلدوں کے نزدیک بھی، وہ اہل قرآن بننے والے حدیث کا انکار کرنے والے ہرگز مسلمان نہیں۔ کامل الایمان ہوا تو بڑی بات ہے۔ یوں ہی اہل سنت کے نزدیک اجماع امت کا منکر نیز قیاس کا۔ ہاں ہاں قرآن نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ ہاں ہاں اوس نے ارشاد کیا نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیئ ہاں ہاں اوس کا ارشاد ہے مافرطنا فی الکتاب من شیئ اور بیشک بیشک لاریب اوس کا ہر ارشاد حق ہے۔ جیسے اہل قرآن بننے والے، اہل حدیث بننے والوں کے نزدیک بھی اس آیت کو وہ اپنے مذہب کی دستاویز نہیں بنا سکتے نہ اس ارشاد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سند ٹھہرا سکتے ہیں یہ جو انھوں نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ۔ یوہیں غیر مقلد، اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کو حلال نہیں کہ وہ قرآن وحدیث پر اقتصار کرے اور اجماع وقیاس کا انکار۔ بلاشک ارتیاب بعاضر ورضرور قرآن وحدیث میں سب کچھ ہے۔ مگر کس کیلئے جو آنکھیں رکھتا ہو

جس کی آنکھ میں جتنی قوت ہے وہ اتنا دیکھتا ہے۔ یوں تو صرف قرآن عظیم ہی میں سب کچھ ہے۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین اور کل صغیر وکبیر مستطر اور ما فرطنا فی الکتاب من شیئ اور نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ وغیرہا آیات خود اوس کے ارشادات ہیں۔ من وتو اور ہر کہہ ومہ کے لئے تو یہ نہیں۔ قرآن جن پر نازل ہوا اون کے لئے ہر شئے کا روشن بیان ہے۔ خود امت کیلئے نہیں۔ امت سے تو جس کو جتنا مُبیّن قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھا دیا اوسے اوتنا علم ہوا۔ خود قرآن کا ارشاد ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون۔ فقہ قرآن وحدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ، شرح وتفسیر حدیث وقرآن ہے۔ فقہ اونہیں کا روشن بیان۔ فقہ، عطرِ مجموعہ سنت رسول وکتاب مجید فرقان ہے۔ فقہ مجمل کی تفصیل ہے۔ فقہ دینی تیسیر وتسہیل ہے۔ فقہ، راہ حسن وصواب ہدیٰ وثواب پر دلیل ہے۔ فقہ رحمت رب جمیل ہے۔ تفقہ واجتہاد جہاد اعظم واکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین، فرض شرع مطہر ہے۔ قرآن اس کا گواہ حدیث اس کی شاہد ساری اُمّت مرحومہ اس کی قائل اس کی فاعل اس پر عامل۔ جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا کہ اکملت لکم دینکم معلوم ہوگیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ ہمارا دین کامل ہوگیا مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک مبین قرآن ﷺ بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ کا ایضاح نہ کردیں ناسخ منسوخ۔ عام وخاص۔ وفرض وندب۔ واباحت وارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد ہے یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اوس کے متعلق اوس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر جب تک استاد پڑھاتا نہیں مطلب سمجھاتا نہیں شاگرد نہیں جانتا تلمیذ نہیں سمجھتا۔ کتاب کامل ہے۔ جس موضوع پر لکھی گئی اوس کی پوری کامل بحث اوس میں موجود ہے۔ مگر یہ اوس کمال سے منتفع ومتمتع نہیں ہوسکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں۔ یا کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو تو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اوسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین ۵ اسی لئے فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عن المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ فلہ ان یعقبھم بمثل قراہ۔ ایک اور حدیث ہے عن الحسن بن جابر قال

Marfat.com

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یقعد الرجل منکم علی اریکتہ یحدث بحدیثی فیقول بینی وبینکم
کتاب اللہ فما وجدنا فیہ حلالا استحللناہ وما وجدنا فیہ حراما حرمناہ وان ما حرم رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما حرم اللہ عزوجل ایک اور حدیث ہے عن ابی رافع رضی اللہ تعالی
عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ألفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ من امری مما امرت بہ
او نہیت فیقول لا ادری وماوجدناہ فی کتاب اللہ اتبعناہ ایک اور حدیث ہے عن العرباض
بن ساریۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا علی
اریکتہ یظن ان اللہ (تعالی) لم یحرم الا ما فی ھذا القرآن الا وانی قد امرت ووعظت ونہیت عن
اشیاء انھا مثل القرآن او اکثر وان اللہ لم یحل ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب
نسائھم ولا اکل ثمارھم اذا اعطوکم الذی علیھم ـــــــ یوہیں جب تک ائمہ مجتہدین علماء دین
متین جب تک بہ نظر غور وتامل قرآن وحدیث کو دیکھکر ہمیں اون کے مطالب سے آگاہ نہ فرماویں، ناسخ منسوخ
وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حوادث وجزئیات کا حکم استنباط کرکے نہ سمجھادیں اوس وقت تک
عامۃ الناس کو دین کامل پر کامل عمل ممکن نہیں۔ جیسے سنت حضرت سرکار رسالت وصحابہ کرام علیہم علیہم الصلوٰۃ
والسلام سے دین کی تکمیل غیر مقلدین بھی مانتے ہیں۔ یوہیں اہلسنت نائبان حضرت رسالت صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم ائمہ کرام علماء اعلام کے بیان وایضاح مطالب کتاب وسنت سے۔ اون کے ارشادات کوئی اور چیز نہیں،
مجمل کی تفصیل کلیات سے احکام جزئیہ کی تشکیل ہیں۔ جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل و
تفسیر تاویل اور جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے، جو کتاب اللہ میں منصوص نہیں۔ ظاہر تکمیل دین کے یہ
معنی نہیں کہ دین بعد نزول قرآن ناقص تھا جسے سنت نے کامل کیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے
دیکھے گا تو کمال پائے گا۔ چراغ سنت ہاتھ میں لیگا تو پوری طرح اوسے نظر آئے گا۔ راہ سنت پر چلے گا تو
بروجہ کمال مقصد تک پہنچے گا۔ اوسے چھوڑے گا تو کامل طور پر دین نہ سیکھے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔
عورتوں سے زیادہ۔ کہ اون کے لئے باعتبار رجال بعض امور میں خود شرع نے کمی رکھی ہے۔ اور اوس نے خود
اپنے آپ عمل میں کمی کی۔ عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اوس میں نقصان اعتباری نسبتی ہے۔ اور اس
کے دین میں نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرتا تو دین کامل پر عامل ہوتا۔ اور اگر سنت سے منہ موڑے گا جب
تو کتاب اللہ ہی سے روگرداں ہوگا۔ سارے دین پر نہ آدھے پر کسی پر بھی عامل نہ ہوگا۔ ایسے کو عاملۃ
ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ اور وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا کا مژدہ ملے گا۔ اور
وہ کبھی ہرگز منزل تک بے قبول سنت، سنت پر چلے نہ پہنچ سکے گا۔ ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؛ کہ ہرگز

بمنزل نخواہد رسید۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من انکار السنن و انتھا کہا۔ علی ہذا القیاس سنت کو جب تک ائمہ دین متین حضرات مجتہدین کے ارشادات کی روشنی میں نہ دیکھے گا اندھیرے میں رہے گا۔ ہرگز منزل تک نہ پہنچ سکے گا۔ بھٹکتا پھرے گا۔ ائمہ کا دامن تھامے اون کے قدموں پر چلے گا تو راہ سنت پر گامزن ہوگا۔ اور یوں کتاب اللہ پر عمل کر سکے گا تو اس کا دین کامل ہوگا۔ اور اون کا دامن چھوڑے گا تو ہمیشہ نقصان میں ہوگا اس کا دین ناقص ہی رہے گا اور اون کے اصول سے منہ موڑے گا تو اندھے کنویں میں گرے گا جس سے بے اونھیں ہاتھ دیئے نہ نکل سکے گا۔ بئس المصیر پہنچے گا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ آمین۔

بے شک کتاب اللہ نے دین کامل فرما دیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ "تمھارے پاس دو چیزیں آئی ہیں ایک اللہ کی کتاب ایک خدا کا نور" کہ کتاب کو اس نور سے دیکھو۔ اللہ کے رسول سے کتاب اللہ کو سیکھو۔ رسول کتاب و حکمت سکھاتے ہیں کتاب کا ظاہر بھی سمجھاتے ہیں اور اوس کا باطن بھی اوس کے منصوصات کے مطالب بھی بتاتے ہیں اور اوس کے اشارات بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ یعلمھم الکتٰب والحکمۃ کلیات بھی پڑھاتے ہیں اور اون سے استنباط جزئیات بھی دکھاتے ہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ اسی لئے ارشاد ہوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ بیشک اوس کتاب اللہ نے جس نے دین کامل فرما دیا ساتھ میں یہ بھی تو فرما دیا واولی الامر منکم اور اطاعت کروا نے اولی الامر (علماء) کی اور یہ بھی تو فرما دیا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون جب اپنے دین کی تکمیل یعنی دین پر کامل عمل کیلئے اہل ذکر سے دریافت کرنے اولی الامر کے حکم پر چلنے اور اون کی تقلید و پیروی کا حکم صاف ارشاد فرمایا تو تقلید ائمہ دین اہل ذکر، کمال دین اور غیر مقلدی نقصان دین۔ بے شک بیشک سنت سے تکمیل دین ہے۔ مگر سنت کی تعلیم وہ تو کار ائمہ دین متین ہے۔ جب تک اون کی پیروی نہ ہوگی راہ راست نہ ملے گی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے" ضد البدعۃ فی العادۃ السنۃ الزائدۃ المقابلۃ لسنۃ الھدیٰ ومعنی زیاد تھا کونھا لیست لتکمیل الدین بخلاف سنۃ الھدیٰ فان الدین یتکمل بھا۔" دیکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آں کہ قرآن کا وہ ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم یہ فرمایا ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم الا مافی ھذا القرآن۔ الحدیث بلکہ خود قرآن کا ارشاد سنایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور یاقوم اتبعونی اھدکم سبیل الرشاد اور ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ بعد نزول آیت کریمہ اکملت الخ یہ ارشاد نہ فرمایا کہ اب تمہارا دین تو کامل ہو ہی گیا ہے قرآن سے ہی اپنے سارے دینی احکام دیکھ لیا کرو۔ دیکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آں کہ سنت سے کتاب اللہ کے اجمال کی ضروری تفصیل فرما دی ناسخ منسوخ کی، عام

Marfat.com

خاص وغیرہ کی تعلیم دیدی یہی ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم صحابہ کی پیروی وتقلید کا حکم ہوا یہ نہ فرمایا کہ ہمارے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں کہ اہل قرآن بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سیکھ لیں اور اہل حدیث بننے والے قرآن وحدیث دونوں سے اپنے دین کی تعلیم حاصل کرلیں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی اگرچہ وہ حتمی نہ سہی۔ دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کیساتھ اپنی سنت کی پیروی کا حکم فرمایا اپنی سنت کے ساتھ سنت خلفاء کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اس کے ساتھ اقتداء صحابہ کا حکم فرمایا۔ سواد اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا۔ تفقہ واجتہاد کو سراہا۔ تکمیل دین کی یہ راہ ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بتائی جو اس سلسلہ کو تھامے رہے گا وہی راہ سنت پر مستقیم رہے گا۔ جو اسے چھوڑے گا سنت سے مونھہ موڑیگا۔ اپنا نقصان وخسارہ کریگا۔ تحصیل وتکمیل۔ علم وعمل کی اس راہ پر چلے گا تو دین کامل پائے گا۔ قرآن وحدیث کو اون کے علماء سے حاصل کرے اون کی پیروی کرے۔ ورنہ ڈرے کہ کسی گڑھے میں نہ گر پڑے۔ شیطان ادہ سے دھکا نہ دیدے قرآن وحدیث سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور گمراہ ہو جانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ یوہیں حدیث کے لئے فرمایا گیا الاحادیث مضلۃ الا للفقہاء۔ فقہا صحابہ کی اقتدار صحابہ غیر مجتہدین وتابعین پر لازم ہوئی کہ اون کی اقتدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی اقتدار ہے۔ تابعین کی اقتدار تبع تابعین پر۔ کہ وہ نہیں مگر اقتدار صحابہ جو اقتدار سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہے۔ صحابہ میں بوجہ اختلافات حدیث اور اپنے اپنے اجتہادات کی بنا پر اختلاف جاری ہوا۔ وہ اختلاف اون کے پیروؤں مقلدوں میں ساری ہوا۔ تابعین وتبع تابعین مجتہدین میں اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے میں اور اجتہادی اختلافات ہوئے۔ اور وہ اون کے مقلدوں میں جاری اور ساری رہے مگر یہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں حاصل سب کا ایک ہی۔ جیسے شاخوں کے متعدد ہونے سے ثمر مختلف نہیں ہو سکتا۔ جس شاخ سے حاصل کرو ثمر وہی ملے گا کسی سے آم کسی سے املی نہیں مل سکتی۔ ایک ہی دریا کی سب نہریں ہیں۔ پانی سب میں وہی، دریا کا پانی ہے۔ ایک ہی راہ کی یہ متعدد شاخیں ہیں جو اصل سے ملی ہیں۔ جس سڑک پر چلو گے اصلی راہ پر پہنچو گے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ اور جو اصل راہ ہے اوس سے مونہہ موڑو گے تو بئس المصیر پہنچو گے۔ جس سے بھاگے تھے یعنی اقتدار اور پیروی سے

یہاں بھی نجات نہیں۔ اب شیطانی پیروی ہوئی یہ اختلاف، اختلاف مذموم وممنوع نہیں۔ یہ اختلاف رحمت ہے۔ کما فی الحدیث حدیقہ ندیہ میں فرمایا لعل قائلا یزعم ان المجتہدین من اہل السنۃ والجماعۃ اختلفوا ایضا اختلافا کثیرا وتباینوا تباینا نبذ دید افهم وان اختلف اجتہادهم فیما یسوغ فیہ الاجتہاد فقد اجتمعوا من حیث لم یخالف واحد منہم کتابا نصا ولا سنۃ قائمۃ ولا اجماعا ولا قیاسا صحیحا عندہ وان کل واحد منہم قد ادی ما کلف من الاجتہاد واحرز الاجر الموعود علی طلب الثواب۔ دیکھو! ہاں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اوس میں نہیں۔ مگر حضور کے ارشادات سے یہی واضح ہوا کہ صحابہ بھی قرآن سے ہر حلال وحرام معلوم نہ فرما سکتے تھے۔ من وتو کی کیا گنتی۔ دیکھو! جس طرح ہاں کہ قرآن عظیم ہر شئے کا روشن تبیان ہے۔ اتباع سنت بھی ضرور ہے بے اتباع سنت قرآن عظیم تک رسائی ناممکن۔ یونہیں اگرچہ سنت نہایت روشن بیان ہے مگر اوس تک رسائی بے پیروی واتباع علماء سنت ممکن نہیں۔ کہ جیسے قرآن عظیم میں ناسخ منسوخ وغیرہ ہے یونہیں سنت میں بھی۔ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے، انھیں سمجھنے کیلئے ہم ائمہ وعلماء کے محتاج ہیں۔ تفاسیر قرآن وشروح حدیث کے ہم حاجتمند ہیں۔ تقلید کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ امام بخاری وغیرہ محدثین کو اگر یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حدیث کے مطالب کے ایضاح کیلئے مونہہ کھولیں، احادیث سے استنباط مسائل کریں تو یا رب ائمہ مجتہدین جو بخاری وغیرہ سے اقدم اور کہیں زیادہ افقہ واعلم ہیں۔ ان کا یہ حق (جنکی تقلید جن کے اتباع وپیروی کا قلادہ امام بخاری کا بھی زیب گلو ہے) غیر مقلدین کیوں سلب کرتے ہیں؟ یہ بر بنا تقلید ائمہ مجتہدین ہم کو مصداق آیۃ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بتانے والے، بخاری تو بخاری شوکانی بلکہ قنوجی وبھوپالی پر سر منڈانے والے خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟ اے بخاری وغیرہ کو اپنے طور پر ارباب من دون اللہ ٹھہرانے والو امام بخاری وغیرہ محدثین ہی کی مانو! تقلید وتفقہ واجتہاد کو حق جانو۔ دیکھو! تحصیل وتکمیل دینی علم وعمل کی راہ یہ ہے جو اس راہ پر چلو گے تو دین کامل پاؤگے۔ قرآن وحدیث کو علماء کتاب وسنت سے لو۔ اون کی پیروی کرو ورنہ ڈرو کہ کسی عمیق گڑھے میں نہ گر پڑو۔ بلکہ شیطان نے دھکا دیا اور تم گر چکے ہو۔ اگر اوس گہرے گڑھے سے نکلنا چاہو تو اسکی ایک ہی صورت ہے کہ تقلید کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک اس عالم ظاہر میں جلوہ افروز تھے اختلاف رہ ہی نہیں سکتا تھا جب حضور نے اس عالم سے رحلت فرمائی صحابہ کہ سب مجتہد تھے جو جو امور مجمع علیہ تھے اون کے سوا بہت امور میں اپنے اجتہاد سے مختلف ہوئے۔ جیسے وہ سب بحکم حدیث حق وہدایت پر ہیں یونہیں سارے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین۔ جیسے صحابہ کی اقتداء کمال دین ہے یونہیں ائمہ مجتہدین کی تقلید۔ جو وجوہ اختلاف صحابہ کے ہیں وہی

وجوہ اون کے اختلاف کے ـــــ بیشک وہ کامل الاسلام نہیں جو سنت سرکار رسالت کو چھوڑے اتنی عمل پیرا نہ ہو۔ پیروی صحابہ، قرآن کے ارشادِ فاسئلوا اھل الذکر پر عمل نہ کرے اور وہ مسلمان نہیں جو اوامر قرآنیہ، احکام حدیثیہ سے مونہہ موڑے اونھیں نہ مانے اوس کا دین کامل نہیں۔ اوس کا دین باطل ہے۔ ترک تقلید گمراہی ہے۔ بیشک وہ شخص سنی نہیں ـــــ

غیر مقلدین زمانہ پر جو حکم کفر ہے اور وجوہ سے ہے نہ بوجہ ترک تقلید۔ ہماری اس تحریر سے اگرچہ سوال کا جواب کافی ہوگیا۔ بیہودگی غیر مقلد کا اگرچہ جواب کچھ ضرور نہیں مگر اوسے آگے آئینہ بھی دکھا دیا جائے گا جس میں اوسے اوسکی مکروہ صورت نظر آجائے گی یہاں اپنی تائید اور مسلمانوں کے نفع مزید کیلئے اسوقت جو دو ایک کتابیں سامنے موجود ہیں اون سے بعض عبارات پیش کریں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی زیر حدیث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ومثله معه وھو السنة النبوية فان الله تعالى اتاه اياها ايضا كما آتاه الكتاب پھر مدخل امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثلاثة اوجه احدها ما انزل الله تعالى فيه نص كتاب فسن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بمثل نص الكتاب والثانى ما انزل الله تعالى فيه جملة كتاب فبين عن الله معنى ما اراد بالجملة واوضح كيف فرضها أعاما اوخاصا وكيف اراد ان ياتى به العباد والثالث ماسن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مما ليس فيه نص كتاب فمنهم من قال جعل الله له بما افترض من طاعة وسبق فى علمه من توفيقه لرضاه ان يسن فيما ليس فيه نص كتاب و منهم من قال لم يسن سنة قط الا ولها اصل فى الكتاب كما كانت سنته لتبيين عدد الصلوة وعملها عن اصل جملة فرض الصلوة وكذلك ماسن فى البيوع وغيرها من الشرائع لان الله تعالى قال لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. وقال أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فما احل وحرم فانما بين فيه عن الله عز وجل كما بين الصلاة. ومنهم من قال بل جاءته به رسالة الله جل ثناؤه فاثبت سنة بفرض الله عز وجل ومنهم من قال القى الله تعالى فى روعه كلما سن وسنة الحكمة التى ابقيت فى روعه عن الله عز وجل اوسی میں مدخل مذکور امام بیہقی کی روایت بھی ہے عن عبد الله بن ابى رافع قال سمعت ام سلمة عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى قصة الرجلين يختصمان فى مواريث واشياء قد درست فقال انما اقضى بينكما برأى فيما لم ينزل على فيه۔ اوسی میں ہے وروى ايضا باسناده عن ابن شهاب ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قال وھو على المنبر ان الرأى انما كان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مصيبا لان الله عز وجل كان يريه انما هو منا الظن والتكلف ـــ

Marfat.com

اوسی میں ہے وذکر البیھقی ایضا قال وامر اللہ ایاہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجھان احدھما
وحی ینزلہ فیبتلی علی الناس والثانی رسالۃ عن اللہ تعالی والحکمۃ ما جاءتہ الرسالۃ بہ عن اللہ
فاثبت سنۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔ اوسی میں ہے وعن حسان بن عطیۃ قال
کان جبرئیل علیہ السلام ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن یعلمہ
ایاھا کما یعلمہ القرآن اھ وقدمنا ھذا فیما سبق فالسنۃ مما اتاہ اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم ولیست مما جا بھا من تلقاء نفسہ اوسی میں حدیث مذکور کے لفظ علیکم بھذا القرآن کے نیچے
تحریر فرمایا علیکم أی الزموا الاقتصار علی العمل بھذا القرآن فما وجدتم فیہ ولا یمکن ان یجدوا الا
بحسب قدرتھم والا فکل شیئ فی القرآن کما قال تعالی ما فرطنا فی الکتب من شیئ فالقاصر یجد علی
حسب قصورہ فیلزم ان یجھل اکثر ما یعلم (من) حکم (حلال) وھو ما نص علی تحلیلہ بعینہ او جنسہ
کالبیع واکل الخبز فاحلوہ ای احکموا بحلہ واعملوا علی ذلک وما وجدتم فیہ (من) حکم (حرام) وھو ما نص
علی تحریمہ بعینہ او جنسہ کالربوا والرشوۃ فحرموہ ای احکموا بتحریمہ ایضا واترکوا العمل بہ ۔ وھذا
القول من قائلہ وذلک الرجل المذکور فیہ قصور واضح اذ لا یمکنھم ان یجدوا فی القرآن کلما حللہ اللہ
تعالی لھم وحرمہ علیھم وان کان القرآن جامعا لجمیع ذلک فلا بد من النظر فی السنۃ النبویۃ ایضا
فان فیھا بیان ما خفی فی القرآن وایضاح مجملہ وتفصیل مقتضیاتہ ۔ اوسی میں زیر حدیث ابی رافع رضی اللہ
تعالی عنہ ہے لا الفین ای اجدن والمعنی لا یجعلنی اللہ تعالی اجدن احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ
امری ای شانی مما ای من جھۃ الامر الذی امرت بہ الامۃ بطریق الخلافۃ عن اللہ تعالی فی الارض
او نھیت الامۃ عنہ بالنیابۃ عن اللہ تعالی فیقول لا ادری ھذا الوارد الی الامر والنھی وما ای الحکم
الذی وجدناہ فی کتاب اللہ تعالی من الامر والنھی اتبعناہ لا غیر وھذا قول من طبع اللہ علی قلبہ
فاراد ان یفرق بین اللہ ورسولہ ولن یصل الی ذلک ابدا ۔ قال البیھقی فی المدخل زاد ابو عبد اللہ فی
روایتہ بھذا الاسناد عن الشافعی رضی اللہ تعالی عنہ قال وفی ھذا تثبیت الخبر عن رسول اللہ صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم واعلامھم انہ لازم لھم وان لم یجدوا لہ نص حکم فی کتاب اللہ عزوجل ۔
اوسی میں زیر حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ ہے ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ
تعالی لم یحرم علی الامۃ شیئا الا ما ای الذی فی ھذا القرآن من المحرمات الظاھرۃ منہ لکل احد والا فقد
قال تعالی ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ۔ وفی الحدیث قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
الحلال ما احل اللہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ ۔ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ ۔ اخرجہ السیوطی

Marfat.com

فی الجامع الصغیر۔ فان فی القرآن من الاحکام مالا یظہر بالبداہۃ لغالب الانام ولہذا ما دقّ نظر اما منا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی استنباط المسائل من القراٰن مالم یعثر علیہ اکثر المجتہدین نسب الیہ القاصرون القول بالرأی فان من وجد الحکم فی کتاب اللہ تعالٰی لایعدل عنہ الی السنۃ ومن لم یجدہ فی الکتاب عدل الی السنۃ الاولٰی قد امرت بالمعروف الذی وجدتہ فی کتاب اللہ تعالٰی ما لم یجدہ غیری وھی الحکمۃ التی قال اللہ تعالٰی عنہما وانزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ وھی السنۃ النبویۃ کما قدمناہ فان امرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر اللہ تعالٰی لانہ نبیہ ورسولہ۔ روی البیہقی فی المدخل باسنادہ عن ابی جعفر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ دعی الیہود فسالہم فحدثوہ حتی کذبوا علی عیسٰی علیہ السلام فصعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنبر فخطب الناس فقال ان الحدیث سیفشو عنی فما یوافق القرآن فہو عنی وما اتاکم عنی یخالف القرآن فلیس عنی۔ وقال الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ولیس یخالف الحدیث القراٰن ولکن حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مبین معنی ما اراد خاصًا وعاما وناسخا ومنسوخا ثم یلزم الناس ما سن بفرض اللہ تعالٰی فمن قبل عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعن اللہ قبل۔ وعن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہا تکون بعدی رواۃ یروون عنی الحدیث فاعرضوا حدیثہم علی القرآن فما وافق القرآن فحدثوا بہ ومالم یوافق القرآن فلا تاخذوا بہ ووعظت ای ذکرت الترغیب والترہیب وبشرت وانذرت واخذ امن کتاب اللہ تعالٰی بوجہ لم ینکشف لغیری۔ ونہیت الامۃ عن اشیاء من الاقوال والاعمال والاعتقادات والاحوال التی وصلت الی من کتاب اللہ تعالٰی۔ ولم یہتد الی طریقہا احد من المجتہدین اصلا لان طریق الوصول الیہا الوحی والنبوۃ لا الاجتہاد وان اقر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قول المجتہد المخطی ووعدہ بالثواب علیہ مرۃ لضرورۃ فقدان الوحی والنبوۃ انہا ای تلک الاشیاء التی نہیت عنہا مثل المناہی الظاہرۃ لکم من القرآن لانی اخذ تہا منہ بالوحی والنبوۃ ولا امر ونہی الا مانی القرآن یدل علیہ ما رواہ البیہقی فی المدخل باسنادہ عن ابن طاوس عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ یاایہا الناس لاتمسکوا علی بشیئ فانی لا احل الا ما احل اللہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ اھ وجمیع علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من القرآن لکنہ من وجہ الوحی والنبوۃ فلہذا لایمکن ان یصل الیہ غیر نبی وفہم الاولیاء وان کان فی القرآن ایضًا کذلک ولکنہ من وجہ اخر غیر وجہ الوحی والنبوۃ وکذلک علم المجتہدین ولکنہم زادوا بالاخذ من بیان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الذی ہو السنۃ وبیان غیرہم من المومنین الذی ہو الاجماع

Marfat.com

والتأمل بالمقایسة فی الکتاب والسنة والاجماع الذی ھو القیاس والکل یجتمعون فی اصل واحد
ھوماخذھم وھو القرآن اخذ منه النبی سنته والولی فتحه والمجتھد علمه ۔ او اکثر من المناھی الظاھرة
لکم من القرآن لزیادة اطلاع النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم علی کتاب اللہ تعالی مالم تطلع علیه
الاولیاء ولا المجتھدون فیکشف عن اکثر ماظھر لھم کلھم ۔ فلھذا تمسك الامام الشافعی رحمه اللہ
تعالی وغیرہ من المجتھدین بالسنة اکثر من الکتاب ۔ حیث قال الشافعی رضی اللہ تعالی عنه اذا
صح الحدیث فھو مذھبی ۔ حضرت **شیخ علامہ عبد الحق** محدث دہلوی قدس سرہ زیر حدیث ان اللہ لایجمع علی
امتی علی ضلالة فرماتے ہیں: ہرچہ بداں اتفاق کنند جز حق و صواب نبود ۔ و دست قدرت و احسان الٰہی
بر جماعت است ۔ و ایں کنایت است از برائے استنباط احکام و اطلاع بر دریافت حق ۔ و کسیکہ تنہا افتد از
جماعت و بروں آید از سواد اعظم انداختہ می شود در آتش دوزخ اھ مختصرا ۔ **اسی حدیث** مذکور کے نیچے حضرت
سیدی **علامہ عبد الرؤف** مناوی قدس سرہ فرماتے ہیں ان اللہ لایجمع امتی ای علماءھم علی ضلالة لان
العامة عنھا تاخذ دینھا والیھا تفزع فی النوازل فاقتضت الحکمة حفظھا وید اللہ علی الجماعة کنایة
عن الحفظ ای الجماعة المتفقه فی الدین فاھل السنة ھم الفرقة الناجیة اھ مختصرا ۔ الا سألوا اذا لم
یعلموا یہ جس حدیث کا ٹکڑا ہے اوسکے نیچے حضرت شیخ محدث لکھتے ہیں ۔ گفت جابر بن عبد اللہ انصاری بیروں
آمدیم ما در سفری پس رسید مردے را از رفیقان ما سنگے پس جراحت کرد آں سنگ در سر آں مرد پس محتلم شد
آں مرد پس پرسید یاران خود را آیا می یابید برای من رخصت در تیمم گفتند نمی یابیم برای تو رخصت در تیمم حالانکہ
تو قدرت داری بر آب و آب موجود است نزد تو فہم کردند ایں جماعة از قول حق سبحانہ فلم تجدوا ماءً
کہ وجود آب و قدرت بر تحصیل آں مانع است از جواز تیمم و ندانستند کہ مراد قدرت بر استعمال و عدم تضرر بآنست ۔
پس غسل کرد آں مرد پس مرد پس ہرگاہ کہ ما قدوم آوردیم بر پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خبر کردہ شد آں حضرت
بایں واقعہ فرمود قتلوہ قتلھم اللہ کشتند او را بکشد ایشاں را خدائے تعالی چرا سوال نکردند علما را وقتیکہ ندانستند حکم
پس نیست شفا و دور شدن علت عجز و نادانی و نافہمیدن مراد و نرسیدن بوے مگر سوال کردن و پرسیدن از
دانایان الخ ۔ **تیسیر شرح جامع صغیر** میں زیر حدیث نضر اللہ عبدا ہے بین بہ ان راوی الحدیث
لیس لفقه من شرطه انما شرطه الحفظ وعلی الفقیه التفھم والتدبر ۔ **اشعة اللمعات** میں زیر حدیث
حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالی عنہ ہے ۔ گفت آں حضرت چہ گونہ حکم می کنی و بچہ حکم می کنی وقتیکہ پیش آید ترا
قضیہ گفت معاذ حکم می کنم بکتاب خدا گفت آنحضرت اگر نیابی آں حکم را در کتاب خدا گفت حکم می کنم بسنت
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گفت پس اگر نیابی در سنت رسول خدا گفت معاذ کار بندم عقل و فکر خود را و تقصیر نکنم در اجتہاد و طلب
صواب پس زد بر سینہ معاذ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم از برائے تثبیت و افاضۂ زیادت علم ۔ گفت آنحضرت سپاس

Marfat.com

وستائش مر خدا را که توفیق داد رسول رسول خدا را بچیزے که راضی و خوشنود است بوے رسول وے ۔ و دریں حدیث
دلیل است بر شرعیت قیاس و اجتهاد برخلاف اصحاب ظواہر که منکر قیاس اند ۔ اوسی میں زیر حدیث انما
نزل کتاب اللہ الخ ہے ۔ انچه بدانید از کتاب خدا و برسد علم شما بدان پس بگوئید و بیان بکنید وانچه ندانید
و نرسد علم شما پس بسپارید آں را بدانندہ او یعنی اللہ تعالی و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔ و بعضے گفته اند
مراد عالمے ست که علم کتاب و تفسیر آں دارد ۔ اوسی میں زیر حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف الخ
ہے ۔ مراد فرستادہ شدہ است قرآن بر ہفت حرف ۔ حرف در لغت بمعنی طرف است و اینجا ہفت نوع و ہفت
طریق وانچه مناسب ایں معنی افتد مراد است ہر آیتی را ازاں حروف سبعه که قرآن برآں منزل است ظاہرے
است و باطنی مراد بظاہر انچه ہمه اہل زباں می فہمند و باطن انچه بندگان خاص حق تعالی برآں مطلع اند یا مراد
بظاہر انچه بیان می کنند آنرا تفسیر و باطن انچه کشف می نماید آنرا تاویل و تفسیر انچه متعلق بروایت است و تاویل
انچه متعلق بدرایت است ۔ و بعض گویند مراد بظہر ایمان و ببطن عمل ۔ یا بظہر قرأت و تلاوت و ببطن تفہیم و تدبر یا ظہر لفظ
و بطن معنی یا مراد آنست که قصص قرآن در ظاہر اخبار است و در باطن اعتبار و لکل حد مطلع بضم میم و فتح طا مشددہ
جا بلند که برآں برآیند و بر پایان وے مطلع شوند و حد بمعنی طرف و نہایت از ظہر و بطن را حدے و نہایتے ست
و ہر حد و نہایت را مقامے ست که ترقی و صعود برآں مقام اطلاعی واقع می شود برآں حد و نہایت پس مطلع ظہر
تعلم عربیت است و علومیکه ظاہر معنی قرآں بدآں متعلق است و معرفت اسباب نزول و ناسخ و منسوخ و امثال و
مطلع بطن ریاضت و اتباع ظاہر و عمل بمقتضای آں و تزکیہ نفس و تصفیه قلب تجلیہ سر که بعد حصول آں بر بطون قرآن
اطلاع افتد ۔ و بعضے گفته اند که مراد بحد احکام شریعت است که تعیین نمودہ و حد فرمودہ است و ہر یک از احکام
او را موضعے است که بداں اطلاع افتد بر ہر حکم و تمامه آں حد و دا احکام و موضع اطلاع برآں حاصل نبود مگر حضرت
رسالت را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و علما را در آں طبقات و منازل و مقامات است بعضہا فوق بعض اھ مختصراً ۔
اوسی میں زیر حدیث العلم ثلاثة الخ ہے علم اصول دین و شریعت سه است یکے آیتے که محکمه است اشارت
بکتاب اللہ ہست و تخصیص بآیت محکمه بجہت آنست که ایں ام الکتاب و اصل اوست و محفوظ است از احتمال
و اشتباہ و ہرچه جز اوست از متشابہات محمول بر آنست و علومیکه مبادی و وسائل آنست متعلق است
بداں یا سنتے که ثابت است بحفظ متون و اسانید آں یا فریضه ایست که مثیل و عدیل کتاب و سنت است
و اشارت است باجماع و قیاس که مستند و مستنبط اند ازآں و باین اعتبار آنرا مساوی و معادل کتاب
و سنت داشته اند و تعبیر ازآں بفریضه کردند تنبیه بر آنکه عمل برآنہا واجب است چنانکه بکتاب و سنت
پس حاصل معنی حدیث آں شد که اصول دین چہار است کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہرچه که ہست از

Marfat.com

مواد علوم جزئیں پس آں افضل است ولا یعنی۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے نیچے ہے او فریضہ عادلۃ ای مساویۃ للقرآن فی وجوب العمل بھا وفی کونھا صدقا وصوابا۔ تفسیرات احمدیہ میں قاضی بیضاوی سے زیر کریمہ فلولا نفر الایہ ذکر کیا فی الایۃ دلیل علی ان الفقہ من فروض الکفایۃ۔ اوسی میں فرمایا التفقہ ھو الاجتھاد ومن المعلوم انہ فرض کفایۃ۔ اوسی میں ہے التفقہ ھو الجہاد الاکبر۔ اوسی میں زیر کریمہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہے قد تمسک بہ الامام فخر الاسلام البزدوی وغیرہ علی کون اجماعھم حجۃ لانہ من ثمرات خیریتھم فی الدین وقال القاضی الاجل یستدل بھذہ الایۃ علی ان الاجماع حجۃ لانھا یقتضی کونھم امرین بکل معروف ناھین عن کل منکر اذ اللام فیھما للاستغراق ولو اجمعوا علی باطل کان امرھم علی خلاف ذلک۔ اوسی میں زیر آیہ وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا الآیہ ہے۔ قد استدل الشیخ ابو المنصور الماتریدی بالآیۃ علی ان الاجماع حجۃ لان اللہ تعالی وصف ھذہ الامۃ بالعدالۃ والعدل ھو المستحق بقبول قولہ فاذا اجمعوا علی شیٔ وشھدوا بہ لزم قبولہ ھکذا فی المدارک والیہ مال القاضی البیضاوی وتمسک الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی ایضا بہ وبایتین اخریین قولہ تعالی کنتم خیر امۃ و قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول الآیہ۔ اوسی میں زیر آیہ واطیعوا اللہ الآیہ ہے۔ قیل المراد باولی الامر علماء الشرع فکانہ امر الجاھلین باطاعۃ العلماء والعلماء باطاعۃ المجتھدین۔ لقولہ تعالی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم وقد یضعف ھذا التوجیہ بقولہ تعالی فان تنازعتم فی شیٔ لان معناہ ان تنازعتم انتم واولو الامر ولیس للمقلد ان ینازع المجتھد فی حکمہ الا ان یقال ان معناہ ان تنازعتم بینکم یا اولی الامر مع اولی الامر۔ وبالجملۃ قد استدل بہ منکروا القیاس علی ان القیاس لیس بحجۃ لان اللہ تعالی اوجب رد المختلف الی الکتاب والسنۃ دون القیاس ولنا ان ندفع شبھتھم بان رد المختلف الی الکتاب والسنۃ انما ھو القیاس علیھما یدل علیہ لفظ الرد ولما امر بہ بعد اطاعۃ اللہ تعالی واطاعۃ الرسول دل علی ان الاحکام ثلثۃ مثبت بظاھر الکتاب ومثبت بظاھر السنۃ ومثبت بالرد علیھما علی وجہ القیاس فکانت حجۃ لنا فی ان القیاس حجۃ ھکذا فی البیضاوی۔ والحق ان المراد بہ کل اولی الحکم اماما کان او امیرا سلطانا کان او حاکما عالما کان او مجتھدا قاضیا کان او مفتیا۔ علی حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید من غیر دلیل الخصوص۔ اوسی میں زیر کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ہے۔ اللہ تعالی امرنا بالاعتبار وھو التامل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیرہ بعینہ لان الشرع شرع احکاما بمعان اشار الیھا

Marfat.com

کما انزل مثلات باسباب قصصہا وح یکون اثبات حجۃ القیاس عقلیا ای ثابتا بدلالۃ النص بالمشابہ
للقیاس لانا بتابعین القیاس والا یلزم الدور ولقول ان اللہ تعالی امرنا بالاعتبار والاعتبار رد الشیئ
الی نظیرہ وہو عام شامل للقیاس والمثلات وح یکون اثبات حجۃ القیاس بعبارۃ النص فہذا دلیل جامع
بین العقل والنقل ولذلک تری اہل الاصول یجعلونہ تارۃ عقلیا واخری نقلیا وقد تمسک بہ صاحب
المدارک والبیضاوی۔ وایضا الحجۃ النقلیۃ ماروی عن معاذ بن جبل قال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم بم تقضی یا معاذ الحدیث۔ آوسی میں زیر آیہ ومن یشاقق الرسول الآیہ ہے۔ معناہا من یشاقق
الرسول ای یخالفہ ویتبع غیر سبیل المومنین من عمل او اعتقاد نولہ ما تولی ای نسلط علی ما احبہ من
الردۃ والکفر والضلال ونصلہ جہنم ای ندخلہ فیہا وساءت الجہنم مصیرا لہ والحاصل ان ہذہ الآیۃ
ہی التی تدل علی ان الاجماع کالکتاب والسنۃ۔ کماذکرا ہل الاصول والمفسرون جمیعًا وذلک لان اللہ
تعالی جعل اتباع غیر المسلمین کمشاقۃ الرسول علیہ السلام حیث جعل کلا منہما مشترکا فی جزاء واحد
وہو نولہ ما تولی ونصلہ جہنم والجزاء المذکور جزاء لکل منہما بالاستقلال کما قال فی البیضاوی والآیۃ
تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالی رتب الوعید الشدید علے المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین
وذلک اما الحرمۃ کل واحد منہما او احدہما او الجمع بینہما والثانی باطل اذ لایصح ان یقال من شرب الخمر
واکل الخنزیر استوجب الحد وہکذا الثالث لان المشاقۃ محرمۃ ضم الیہا غیرہٗ او لم یضم واذا کان
اتباع غیر سبیلہم محرما کان اتباعُ سبیلہم واجبا لان ترک اتباع سبیلہم ممن عرف سبیلہم
اتباع غیر سبیلہم ہذا لفظہ۔ فعلم ان اتباع سبیل المومنین ای ما علیہ المؤمنون باجمعہم واجب
وذلک یسمی بالاجماع فیکون الاجماع حجۃ قطعیۃ یکفر جاحدہٗ کالکتاب والسنۃ المتواترۃ ویکون
مقدما علی الخبر المشہور والاحاد اذا انتقل الینا باجماع کل عصر فی نقلہ واما اذا انتقل الینا بالافراد
کان کنقل السنۃ بالاحاد ولابد فی الاجماع من داع مقدم وہو قد یکون من خبر الواحد والقیاس
یعنی لابد ان یثبت الحکم من خبر الواحد او القیاس ثم تجمع علیہ الامۃ والعزیمۃ فیہ ان یقول کل واحد
اجمعنا فی ہذا الحکم اویشرع کل واحد علی الفعل والرخصۃ فیہ ان یتکلم البعض اویفعل دون البعض
واہل الاجماع من کان مجتہدا غیر ذی ہوی ولا فسق وقیل لا اجماع الا للصحابۃ وقیل لا اجماع الا لاہل
المدینۃ والکلام فیہ طویل مذکور فی اصول الفقہ ان شئت فارجع الیہ۔ حدیقہ ندیہ میں فرمایا قولہ تعالے
یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یرید بہم امراء المسلمین فی عہد
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وبعدہ ویندرج فیہم الخلفاء والقضاۃ وامراء السریۃ وقیل

Marfat.com

علماء الشرع لقوله تعالى ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم ذكره البيضاوى وقال الواحدى اطيعوا الله
واطيعوا الرسول اتباع الكتاب والسنة واولى الامر منكم قال ابن عباس فى رواية الوالبى هم الفقهاء
والعلماء اهل الدين يعلمون الناس معالم دينهم اوجب الله تعالى طاعتهم (كذا) قال جابر و
هو قول الحسن والضحاك ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولى الامر من يقوم بشأن المسلمين فى امر دينهم
وجميع ما ادى اليه صلاحهم وقال شيخى زاده فى حاشية على البيضاوى عند قوله تعالى وعلم آدم الاسماء كلها
المراد من اولى الامر العلماء فى اصح الاقوال لان الملوك يجب عليهم طاعة العلماء ولا ينعكس وقال
الشيخ العينى رحمه الله تعالى فى شرح الكنز قوله وللشاب العالم ان يتقدم على الشيخ الجاهل فى مسائل
شتى اخر الكنز لانه افضل منه قال الله تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ وقال تعالى
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ والمراد باولى الامر العلماء فى اصح الاقوال. فان
تنازعتم انتم واولى الامر منكم فى شيئ من امور الدين وهو يؤيد الوجه الاول يعنى من المراد باولى
الامر الامراء اذ ليس للمقلد ان ينازع المجتهد فى حكمه بخلاف الرؤس الا ان يقال الخطاب لاولى الامر
على طريقة الالتفات قاله البيضاوى وقال الخازن تنازعتم يعنى اختلفتم فى شيئ من امر دينكم والتنازع
اختلاف الآراء واصلها من انتزاع الحجة وهو ان كل واحد من المتنازعين ينزع الحجة لنفسه فردوه
الى الله والرسول اى ردوا ذلك الامر الذى تنازعتم فيه الى كتاب الله عز وجل والى رسوله صلى الله تعالى
عليه وسلم ما دام حيا وبعد وفاته الى سنته فان وجد ذلك الحكم فى كتاب الله اخذ به فان لم يوجد ففى
سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان لم يوجد فى السنة فسبيله الاجتهاد وقيل الرد الى الله
ورسوله ان تقول لما لا تعلم الله ورسوله اعلم وقال البيضاوى فردوه فراجعوا فيه الى الله الى كتابه
والرسول بالسوال عنه فى زمانه والمراجعة الى سنته بعد وفاته واستدل به منكرو القياس وقالوا
انه تعالى اوجب رد المختلف الى كتابه وسنته دون القياس واجيب بان رد المختلف الى المنصوص عليه
انما يكون بالتمثيل والبناء عليه وهو القياس ويؤيد ذلك الامر به بعد الامر بطاعة الله وطاعة رسوله
فانه يدل على ان الاحكام ثلثة مثبت بالكتاب ومثبت بالسنة ومثبت بالرد اليهما على وجه القياس
اه مختصرا. اوسی میں ہے ومن يشاقق الرسول اى يخالفه ويتبع غير سبيل المؤمنين اى غير ما
هم عليه من اعتقاد وعمل ذكره البيضاوى نوله ما تولى اى نجعله واليا لمن تولى من الضلال ونخلى بينه
وبين ما اختاره ونصله جهنم وساءت مصيرا. قال البيضاوى الاية تدل على حرمة مخالفة الاجماع
لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على المشاقة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ. اوسی میں اس حدیث

Marfat.com

کی شرح عن الحارث بن الاعور رضی اللہ تعالی عنہ قال مررت بالمسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث
قد خلت علی علی رضی اللہ تعالی عنہ فاخبرتہ فقال أوقد فعلوھا قلت نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول الا انھا ستکون فتنۃ قلت فما المخرج منھا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ
نباء ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس ھو بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ
ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ الحدیث۔ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
المخرج منھا کتاب اللہ تعالی ای التمسک بہ وترک الاراء العقلیۃ فان فیہ بیان حکم ھذہ المسألۃ
ففی کتاب اللہ بیان حکم کل شیئ حتی المسألۃ المذکورۃ فی التکلم فی المساجد بکلام اھل الدنیا وفیہ
المعافاۃ من کل داء السلامۃ من کل فتنۃ وکل محنۃ ظاھرا وباطنا فیہ ای فی کتاب اللہ نباء ای خبر ما
ای الذین قبلکم وخبر ما بعدکم یعنی علوم الاولین والآخرین وھی قصص الامم الماضیۃ وحدیث ھذہ
الامۃ الی یوم القیامۃ وحکم ما بینکم فی الدنیا من حلال وحرام ومندوب ومکروہ ومباح وصحیح
وفاسد وفی الآخرۃ من ثواب وعقاب وعتاب وسوال وحساب وخلود فی نعیم او فی عذاب الیم
ھو یعنی کتاب اللہ تعالی الفصل لیس ھو بالھزل من ترکہ ای لم یعمل بہ ولم یقف عند حلالہ و
حرامہ ولم یتعظ بمواعظہ من جبار بیان لمن ترکہ وھو کل عات قصمہ اللہ تعالی اھلکہ اللہ ودمرہ
فی کل امر شرع فیہ لکونہ ترک الاقتداء والاتباع لکتاب اللہ تعالی وتبع رأیہ وعقلہ ومن ابتغی
الی طلب الھدی الایصال الی الحق فی غیرہ ای فی غیر کتاب اللہ تعالی واما السنۃ والاجماع والقیاس التابع
لذلک فھی من الکتاب ایضا بدلیل قولہ تعالی وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ
فانتھوا وقولہ ولا تفرقوا وقولہ ولا تنازعوا وقولہ کونوا قوامین بالقسط وقولہ فا
عتبروا یا اولی الابصار فان الاعتبار ھو القیاس کما ان النھی عن التفرق والتنازع یقتضی الحث
علی الاجماع وذکر الخازن فی تفسیر قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول الآیۃ قال المروی ان الشافعی رحمہ اللہ سئل عن آیۃ من کتاب اللہ تدل علی
ان الاجماع حجۃ فقرأ القرآن ثلثمائۃ مرۃ حتی استخرج ھذہ الآیۃ وھی قولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین
وذلک لان اتباع غیر سبیل المؤمنین مفارقۃ الجماعۃ وھو حرام۔ فوجب ان یکون اتباع سبیل
المؤمنین ولزوم جماعتھم واجبا لان اللہ تعالی الحق الوعید لمن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین
فثبت بھذا ان اجماع الامۃ حجۃ وذکرہ البیضاوی ایضا فی تفسیر الآیۃ المذکورۃ۔ اور یہ حدیث
عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ستۃ لعنتھم ولعنھم
اللہ وکل نبی مجاب الدعوۃ الزائد فی کتاب اللہ۔ الحدیث کے نیچے لکھتے ہیں الزائد یعنی الذی زاد فی کتاب

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مالیس منہ عامد امتعمد ابان وضع کلمۃ مثلا زائدۃ وعلمہا لمن لم یقرأ القرآن بعد اوکتب کلمۃ زائدۃ وادخلہا فی کلام اللہ تعالیٰ او اخترع کیفیۃ عمدا او قرأ بہا آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ اوزاد حکما من احکام اللہ تعالیٰ بمجرد قیاس عقلہ وطبعہ کمن حرم مالم یحرمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ او اباح مالم یبحہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ ولا یدخل فی ذلک من حرم او اباح بالسنۃ او الاجماع او القیاس فی حق المجتہد فانہ حکم بالکتاب ایضا لانفامنہ کما قدمنا وکذلک من اخترع بعقلہ ورأیہ معنی الآیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ لا یلیق بالشریعۃ کما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوء مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن برأیہ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن۔ قال العلماء النہی عن القول فی القرآن بالرأی انما ورد فی حق من یتأول القرآن علی مراد نفسہ وما ھو تابع لہواہ وھذا لایخلوا اما ان یکون عن علم اولا فان کان عن علم کمن یحتج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بدعتہ وھو یعلم ان المراد من الآیۃ غیر ذلک لکن غرضہ ان یلبس علی خصمہ بما یقوی حجتہ علی بدعتہ کما یستعملہ الباطنیۃ والخوارج وغیرہم من اہل البدع فی المقاصد الفاسدۃ لیغروا بذلک الناس۔ وان کان القول فی القرآن بغیر علم لکن عن جہل وذلک ان تکون الآیۃ محتملۃ لوجہ فیسرھا بغیر ما تحتملہ من المعانی والوجوہ فہذان القسمان مذمومان وکلاہما داخل فی النہی والوعید الوارد فی ذلک۔ فاما التاویل وھو صرف الآیۃ علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بہا محتمل لما قبلہا وما بعدہا وغیر مخالف للکتاب والسنۃ۔ فقد رخص فیہ اہل العلم فان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قد فسروا القرآن واختلفوا فی تفسیرہ علی وجوہ ولیس کل ما قالوہ سمعوہ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن علی قدر ما فہموا من القرآن تکلموا فی معانیہ وقد دعی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابن عباس فقال اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل۔ فکان اکثر ما نقل عنہ التفسیر کذا قالہ ابو محمد الخازن فی اول تفسیرہ۔ یہی علامہ محمد آفندی رومی برکلی "طریقہ محمدیہ" اور عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی دمشقی قدس سرہ القدسی السامی "حدیقہ ندیہ" میں اس شبہہ کے جواب میں کہ جب اوپر فصل الاعتصام بالکتاب السنۃ اور اوس کے بعد کی فصل میں یہ گذرچکا ہے کہ کتاب عزیز قرآن اور سنت نبویہ محمدیہ امر دین میں۔ ہر مکلف کو کافی ہیں وہ ظاہر و باطن کسی میں اون دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں اونھیں کے انوار اوسے کافی ہیں۔ وہ کسی اور روشنی کا حاجتمند نہیں ہوسکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہیں بدعت مکروہیہ ہے اور گمراہی وضلالت۔ جب یہ بات ہے تو فقہا کا یہ ارشاد کہ "اولہ شرعیہ چار ہیں"، کیونکر مستقیم ہوگا۔ امام نسفی نے منار میں فرمایا اصول شرع تین ہیں۔ کتاب، سنت

اجماع امت اور چوتھی اصل قیاس ہے۔ امام فخر الاسلام نے فرمایا اصل رابع انھیں اصول سے مستنبط قیاس ہے۔
مرقاۃ الوصول میں فرمایا ادلہ چار ہیں۔ کتاب۔ سنت۔ اجماع۔ قیاس۔ کہ دلیل یا وحی ہوگی یا غیر وحی۔ وحی
متلو ہوگی تو یہی کتاب ہے یا متلو نہ ہوگی۔ یہی سنت ہے۔ اور غیر وحی اگر ایک زمانہ کے سارے مجتہدوں کا
قول ہے تو یہی اجماع ہے اور اگر سب کا نہیں یہی قیاس ہے۔" فرماتے ہیں قلنا فی الجواب عن ذلک نعم ادلة
الشرع اربعة ولكنها ترجع الى اثنين الكتاب والسنة اذ لا بد للاجماع من سند اى دليل يستند قول
اهل الاجماع اليه قال فى شرح مرقاة الوصول لا بد للاجماع من سند اى دليل او امارة يستند الاجماع
اليه لاستحالة الاتفاق بلا داع عادة ولان الحكم الذى ينعقد به الاجماع ان لم يكن عن دليل سمعى كان
عن عقل وقد ثبت ان لا حكم له عندنا وفى شرح المنار لابن ملك وقيل ينعقد الاجماع لا عن دليل
بل بالهام وتوفيق بان يخلق الله تعالى فيهم علما ضروريا ويوفقهم لاختيار الصواب كبيع التعاطى و
اجرة الحمام ولكن نقول ذلك فاسد لان العدول لا يتصور منهم الاجماع على حكم من احكام الله تعالى
جزافا بل بناء على حديث او معنى من النصوص رأوه مؤثرا وما ذكره من بيع التعاطى واجرة الحمام
فالاجماع فيهما واقع عن دليل الا انه لم ينقل الينا اكتفاء بالاجماع كذا فى جامع الاسرار وقال التفتازانى
فى التلويح والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند وامارة لان عدم السند يستلزم الخطاء
اذ الحكم فى الدين بلا دليل خطاء ويمتنع اجماع الامة على الخطاء وايضا اتفاق الكل من غير داع مستحيل
عادة كالاجتماع على اكل طعام واحد وفائدة الاجماع بعد وجود السند سقوط البحث وحرمة المخالفة
وصيرورة الحكم قطعيا ثم اختلفوا فى السند فذهب الجمهور الى انه يجوز ان يكون قياسا وانه
واقع كالاجماع على خلافة ابى بكر رضى الله تعالى عنه قياسا على امامته فى الصلوة حتى قيل رضيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم لامر ديننا افلا نرضاه لامر دنيانا۔ وذهب الشيعة وداود الظاهرى ومحمد
بن جرير الطبرى الى المنع من ذلك واما جواز كون السند خبر واحد متفق عليه كذا فى عامة الكتب
قد وقع فى الميزان واصول الامام السرخسى ان المذكورين خالفوا فى الظنى قياسا كان او خبر واحد و
لم يجوزوا الاجماع الا عن قطعى لانه قطعى فلا ينبنى الا على قطعى لان الظن لا يفيد القطع وجوابه ان
كون الاجماع حجة ليس مبنيا على دليله بل هو حجة لذاته كرامة لهذه الامة واستدامة لاحكام
الشرع والدليل على بطلان مذهبهم انه لو اشترط كون السند قطعيا لوقع الاجماع لغوا ضرورة ثبوت
الحكم قطعيا بالدليل القطعى من احدهما اى من الكتاب والسنة حالا بان كان صريح اية او حديث
ولو خبر واحد او مآلا اى مرجعا يرجع الى كتاب او سنة وهو القياس كما قدمناه على القول الصحيح

اذ فی اشتراط السند للاجماع خلاف ذکرناہ وکذا فی کون القیاس وخبر الواحد سنداً للخلاف الذی
مر۔ ولابد للقیاس ایضا من اصل ثابت باحدھما ای بالکتاب او السنۃ فانہ ای القیاس مظھر الحکم
الثابت بہ لا مثبت لہ قال فی شرح مرقاۃ الوصول القیاس مظھر لا مثبت والمثبت ظاھرا دلیل الاصل
وحقیقۃ ھو اللہ تعالی ثم قال فی شروط القیاس وان یکون المعدی حکما شرعیا ثابتا باحد الادلۃ
الثلثۃ الکتاب والسنۃ والاجماع اذ لو کان حسیا او لغویا لم یجز الخ اوسی میں ہے فی شرح المنار
لابن ملک قدم الکتاب لانہ حجۃ من کل وجہ واعقبہ بالسنۃ لان حجیتھا ثابتۃ بالکتاب واخر الاجماع
لتوقف حجیتہ علیھما ثم قال والقیاس اصل بالنسبۃ الی حکمہ فرع بالنسبۃ الی الثلثۃ اھ وکون حجیۃ السنۃ
موقوفۃ علی الکتاب لقولہ تعالی وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ وتوقف الاجماع علیھما
بسبب اشتراط السند لہ وھو من احدھما حالا او مآلا فالکتاب اصل من کل وجہ والسنۃ والاجماع اصول
من وجہ وفروع من وجہ فمرجع الاحکام الشرعیۃ کلھا ومتبعھا ای الحاکم باثباتھا اثنان فقط فی الحقیقۃ ھما
الکتاب والسنۃ والباقیۃ الادلۃ راجعۃ الیھما۔ واما شرائع من قبلنا فملحقۃ بالکتاب والسنۃ۔ والعرف والتعامل
ملحق بالاجماع والاستصحاب والتحری عمل باحد الاربعۃ والعمل بالظاھر والاظھر عمل بالاستصحاب والاخذ
بالاحتیاط عمل بقولہ علیہ السّلام دع مایریبک الی مالا یریبک والقرعۃ لتطییب القلب بالسنۃ او الاجماع
واٰثار الصحابۃ وکبار التابعین بشبھۃ الحدیث او بقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم
اھتدیتم۔ وقولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی الذین انا فیھم ثم الذین یلونھم الحدیث۔ وفی
شرح ابن ملک علی المنار فان قلت قد ثبت الحکم بشرائع من قبلنا وبتعامل الناس وبالاخذ بالاحتیاط
وبالتحری وباٰثار الصحابۃ فکیف حصرت الاصول فی الاربعۃ قلنا ھذہ الاحکام غیر خارجۃ عنھا اما
شرائع من قبلنا فقد صارت شریعۃ لنا لان نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قصھا علینا ولم ینکرھا
والتعامل ملحق بالاجماع العملی والاخذ بالاحتیاط العمل باقوی الدلائل کما فی الاصول الثلثۃ والعمل با
لتحری عمل بالسنۃ لانھا وردت فی جوازہ عند الحاجۃ والعمل بالاٰثار عمل بقولہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم اصحابی کالنجوم انتھی۔ والحاصل ان کلما ذکر راجع الی الاصول الاربعۃ والاصول الاربعۃ
راجعۃ الی الکتاب والسنۃ۔ والسنۃ شرح الکتاب وبیانہ فھی راجعۃ الیہ۔ قال البیھقی فی
اول المدخل وضع یعنی اللہ تعالی رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی دینہ موضع الابانۃ عنہ ما
اراد بکتابہ عاما وخاصا وفرضا وندبا واباحۃً وارشادا ووقتا وعددا۔ فقال جل ثناؤہ وَاَنْزَلْنَا
اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ اھ فالاصل الحقیقی ھو کتاب اللہ

Marfat.com

تعالیٰ لا غیر فظهر لك ایها المنصف ان اصول الشریعة اربعة ترجع الی اثنین هما الکتاب والسنة اھ باختصاراً یسیر۔

بحمداللہ سبحنہ وتعالیٰ شانہ جہاں بروجہ اتم آیات کریمہ واحادیث فخیمہ اقوال علماء وائمہ سے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن وتاباں ہوا کہ اصول شرع چار ہیں بے ان چار اصول کے شریعت پر عمل ممکن ہی نہیں۔ جو یہ چار اصول نہ مانے وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عامل نہیں۔ اور نہ غیر مجتہد کو بے تقلید، کتاب وسنت پر عمل ممکن۔ وہاں یہ بھی آشکارا ہوگیا کہ علماء وائمہ محض اپنی رائے سے دین میں کچھ نہیں کہتے نہ اسے جائز رکھتے ہیں وہ تو اسے حرام وکبیرہ جانتے ہیں کذاب غیر مقلدوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ وہ اون پر یہ بہتان اُٹھاتے سخت شدید خبیث افترا کرتے ہیں۔ جسے یہ غیر مقلدین اختراع فی الدین کہتے اون کی رائے بتاتے ہیں ہرگز وہ اون کا اختراع نہیں ہرگز وہ اونکی رائے محض نہیں۔ تفقہ واجتہاد کو رائے اور اختراع کہنے والے آنکھیں کھولیں اگر نزول عناد نے ابھی اُنھیں بالکل ہی اندھا نہ کر دیا ہو۔ تفقہ واجتہاد کے متعلق علماء وائمہ کے جو ارشادات اوپر اون کی عبارات میں گزرے انھیں دیکھیں اور عقل رکھتے ہوں تو سمجھیں کہ تفقہ واجتہاد اور چیز ہے اور عقلی گدے اور اپنی رائے محض کے ڈھکوسلے اور اپنی خواہش وہوائے نفس وطبیعت کے منصوبے اور چیز۔ اوپر کی عبارات میں اس مطلب کے اشارات نہ سمجھ سکیں یا اس مطلب کے صریح ارشادات تلاش گراں جانیں تو "طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ" کا یہ ارشاد ہی دیکھ لیں۔ فرماتے ہیں لا یغرنك طاعات الجهال المتنسكین الفاسدین المفسدین الضالین المضلین بغیرهم الی قوله خارجین عن مناهج علماء الشریعة المحمدیة لتمسكهم باحكام عقولهم الضعیفة وارائهم السخیفة وعلماء الشریعة یتمسكون باحكام كتاب الله وسنة رسوله واجماع الامة المهدیین وتعمیم الدلیل بحكم القیاس فی الثابت بالیقین الخ تفقہ واجتہاد کا فرض ہونا علماء نے ثابت فرمادیا اور مجرد قیاس عقل وہوائے نفس وخواہش طبیعت سے کوئی حکم کرنا اسے منہی عنہ، ناجائز وحرام بتادیا۔ تفقہ واجتہاد کا سنت صحابہ نہ فقط صحابہ بلکہ سنت رسول علیہ السلام ہونا آشکارا کر دیا۔ علماء کے ارشادات پر اگر غیر مقلد عناداً نظر التفات نہ کرے تو اُس پر سخت آفت غضب مصیبت تو یہ ہے کہ حدیثوں میں یہی لفظ رائے موجود ہے اوپر دونوں حدیثیں گزریں ایک انما اقضی بینکما برأی فیما لم ینزل علی فیه دوسری حضرت فاروق اعظم عادل کا فرمان ان الرأی انما کان من رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مصیبا لان الله تعالی کان یریه انما هو منا الظن والتكلف۔ یہاں رائے کا لفظ دیکھ کر غیر مقلد معلوم نہیں اپنی اندھی اندھی سمجھ سے حضرت سیدنا فاروق بلکہ خود حضور سید ناسرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا رائے قائم کرے۔ کیا غیر مقلد ان حدیثوں کو بھی

مخترعہ بتا دینے کی جرأت کریگا یا معاذ اللہ تعالیٰ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس رائے کی بنا پر مخترع فی الدین ٹھہرائے گا۔ غیر مقلد سے یہ جرات تو عجب نہیں مگر اوس پر قہر بلا اور سخت قیامت تو خود قرآن عظیم نے قائم فرمائی ہے کہ یہ فرماکر وداود وسلیمٰن اذ یحکمٰن فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شٰھدین ففھمنٰھا سلیمٰن وکلا اٰتینا حکما وعلما۔ تفقہ واجتہاد کو مجرد عقلی ڈھکوسلوں سے ممتاز فرما دیا۔ تفقہ واجتہاد کو عطیۂ خداوندی نعمت الٰہی قرار دیا۔ تفقہ واجتہاد اور اوس سے حضرت سیدنا سلیمٰن علیہ السلام کو سراہا۔ ایک قضیہ سے متعلق حضرت سیدنا داؤد وحضرت سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہما وعلی سائر الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والسلام۔ کے دو فیصلوں کا آیۂ کریمہ مذکورہ میں قصہ بیان فرمایا ہے کہ یاد فرمائیے۔ داؤد وسلیمان کو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کررہے تھے۔ جب کہ اوس میں گھس کر لوگوں کی بکریاں اوسے چرگئیں تھیں۔ ہم اون کے فیصلوں کو دیکھ رہے تھے تو ہم نے اوس کے بہتر حکم کی سمجھ سلیمان کو دی اونھیں سمجھادیا اور داؤد وسلیمان ہر ایک کو ہم نے حکومت وعلم عطا فرمایا۔ مفصل قصہ یوں ہے کہ عہد سیدنا داؤد علیہ السلام میں کسی کے کھیت میں بکریاں رات میں پڑیں اور سارا کھیت چرگئیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے حضور مقدمہ آیا آپ نے نقصان زرع اور بکریوں کی قیمت کا حساب لگایا۔ تو کھیت کا نقصان ساری بکریوں کی قیمت کے برابر تھا لہٰذا آپ نے فیصلہ دیا کہ یہ سب بکریاں جنھوں نے کھیت چرلیا ہے کھیت والے کو دیدی جائیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں وہ لوگ حاضر ہوئے اور وہ فیصلہ اون سے عرض کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اچھا فیصلہ فرمایا مگر ایک دوسرا فیصلہ جو ارفق بالفریقین ہے۔ جب حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے اون کا یہ قول سنا اونھیں بلاکر پوچھا کہ تم کیا حکم دیتے اونھوں نے فرمایا میں بکریاں کھیت والے کو دلا دیتا اور کھیت بکری والے کو کہ وہ اوس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ مند ہوتا رہتا یہاں تک کہ جب سال آئندہ اوس کا کھیت پھر اوسی حالت میں آجائے تو بکریاں واپس کردے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ بہت پسند فرمایا اپنے فیصلہ کو واپس لیا اور اسی فیصلہ پر عمل کیا گیا۔ تفسیرات احمدیہ میں فرمایا قیل کانا بالاجتھاد الا ان اجتھاد سلیمٰن اشبہ بالصواب وھو المختار للامام الزاھد وفخر الاسلام اس آیت اور قصہ سے علما نے باب اجتہاد کے بعض مسائل مستنبط فرمائے اسی میں ہے واذا کانا بالاجتھاد فلیستنبط من الایۃ والقصۃ مسائل باب الاجتھاد وھو المقصود لنا من ذکرھا فی ھذا المقام۔ یوہیں بفضلہ تعالیٰ یہ بھی ثابت ہولیا کہ ارشادات علماء وائمہ ارشادات شرعیہ ہیں۔ وہ اوامر ونواہی الٰہیہ ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کے ارشادات۔ غیر مقلد جھوٹا ہے کہ وہ نہ تو خدا کے ارشادات ہیں نہ اون پر کاربند ہونے کا اوس نے حکم دیا ہے۔" بیشک اوس نے حکم دیا ہے فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥ یوں تو وہ صحابہ کے اقوال بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

کے ارشادات کو بھی یہی کہہ بھاگے گا۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔ علماء نے ان کی کوئی رگ پھڑکتی نہیں چھوڑی ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں سیدی عارف باللہ حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالی نے اس بیہودگی کا بھی جواب تحریر فرمادیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں ان قال قائل ای ضرورۃ فی تبعیۃ ابی حنیفۃ مثلاحیث لم یأمر اللہ به ولارسوله بل لم یصرح به ابوحنیفۃ ایضا ولوسلم ان تبعیۃ المجتهد لازمۃ للمقلد فای ضرورۃ فی التزامه مذهبا واحدا بعینه بل یجوز له ان یعمل بمذهب ثم ینتقل الی آخر (الی ان قال) قلت اما الاول فلان الانسان لایخلو اما ان لم یعمل شیئا من الاشیاء او یعمل والاول باطل لقوله تعالی ایحسب الانسان ان یترك سدی ولانه یحتاج الیه فی البیع والشراء واللباس والطعام وغیر ذلك وان لم لیفعل الصلوۃ والصوم فتعین ان یتمسك بالکتاب والسنۃ وحینئذ لایخلو اما ان یکون له قدرۃ علی معرفۃ وجوهه ومعانیه وطرقه واحکامه اولا والثانی لابد ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فهو المراد والاول اما ان یکون له مع ذلك ملکۃ الاستنباط والقدرۃ التامۃ علی استخراج المسائل اولا الاول هو المجتهد ولاکلام فیه بل نحن ایضا مقرون بعدم اتباعه لمجتهد اخر والثانی اما ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فهو المراد اولا یکون تابعا لاحد بل یقول ان عملی علی الاصول التی هی ثلثۃ ولست بتابع لاحد فنقول له ان کون اصول الشرع ثلثۃ انما هو اول مسألۃ بناه ابوحنیفۃ رحمه اللہ تعالی وایضا لااقل من ان یحتاج فی المسائل القیاسیۃ وفی معرفۃ الناسخ والمنسوخ وفی معرفۃ کون الاجماع قطعیا مقدما علی خبر الواحد وکون العام المخصوص ظنیا وامثاله من جمیع تقسیمات الکتاب والسنۃ والاجماع واحکامها اذما کل ذلك الاصطلاحات ابی حنیفۃ فالی ای شیئ یهرب یلزم التبعیۃ ضرورۃ واما الثانی وهو انه اذا التزم التبعیۃ یجب علیه ان یدوم علی مذهب التزمه ولا ینتقل الی مذهب اخر فلان الانتقال یوجب ان یظهر عنده بطلان المذهب السابق والحال ان اهل کل مذهب یقولون بحقیۃ المذاهب الاربعۃ فقد وقع فیما ابی۔ علی ان العامی لاوجه له الی الانتقال والعالم غایۃ وجه انتقاله ترجیح الادلۃ من جانب المرجح الیه وهو موقوف علی ازدیاد الفضیلۃ ونقصانها فان کل واحد ینصب دلائل علی طبق مذهبه والعالم الغیر المجتهد لیس فی قدرته ترجیح المذاهب بحسب الدلائل فان ذلك موقوف علی معرفۃ اصطلاحات کل واحد ومعرفۃ الکتاب بتقسیماته الاربعۃ وکذا السنۃ مع تقسیماتها المختصۃ بها والاجماع باقسامها الثلثۃ والاقیسه بشروطها واحکامها وارکانها وقوعها وکل ذلك متعذر فی حق المقلد وحینئذ کل ذلك لابعلم ماهو الحق عند اللہ تعالی فالانتقال من مذهب الی مذهب ترجیح بلامرجح الخ۔

وہابیہ مقلد ہوں یا غیر مقلد ان پر سب سے زیادہ مصیبت کا پہاڑ شاہ ولی اللہ صاحب یا حضرت شاہ عبدالعزیز

Marfat.com

صاحب کے اقوال ہوتے ہیں افسوس کہ اسوقت میرے پاس شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابیں موجود نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوی سے دو فتوی ایک متعلق اہانت علم وعلما دوسرا متعلق انکار کتاب فقہ نقل کرتا ہوں۔" **سوال**۔ کسیکہ از کتاب فقہ منکر شود از روئے شرع شریف حکم چیست۔ **جواب**۔ اگر آں شخص منکر شود بجہت آنکہ باین کتاب از فقہ اہل سنت است پس آں شخص مبتدع است چہ انکار آں شخص بجہت عدم اعتقاد بحقیت آں کتاب است کو مطابق با حادیث صحیحہ اہل سنت باشد بخلاف انکار شافعی کتاب حنفی را انکارش بجہت ترجیح مذہب خود بر مذہب حنفی می باشد نہ بجہت بطلان اصول و فروع حنفیہ" اھ بالاختصار۔ **سوال**۔ کسیکہ اہانت علم وعلما کند حکم او چیست۔ **جواب**۔ کسیکہ اہانت علم دین وعلما نماید بجہت آنکہ ایں علم وایں علما موجب اختیار باطل واہانت حق اند وایں علم محض برائے قضایا دحق تلفی موضوع است پس آں شخص کافر است اھ غیر مقلد، شاہ صاحب، اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اوستاذ و پیشوا اوس کے دادا کے یہ فتوے دیکھیں اور اپنا حکم سمجھ لیں۔ توفیق الٰہی مساعدت فرمائے تو توبہ کریں۔ واللہ الہادی وھو الموفق للصواب والیہ المرجع فی کل باب۔ تمام آیات واحادیث پر عمل ممکن نہیں کہ اون میں ناسخ بھی ہیں منسوخ بھی اور عمل بالمنسوخ شرعًا ناجائز وحرام۔ ناسخ ہی پہ عمل ہوگا واللہ تعالی اعلم ——— الحمد للہ ثم الحمد للہ جواب باحسن وجوہ تمام ہوا۔ اور شفاء العی فی جواب سوال بمبئی اس کا نام وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِيِّ الْإِنْعَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنَامِ، سَائِرِ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ مَا دَامَتِ اللَّيَالِيْ وَالْأَيَّامِ۔

جواب کا دوسرا رُخ

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ غیر مقلد کو آئینہ دکھائیں گے لہذا حسب وعدہ اوس کے مونھ کے آگے آئینہ رکھتے ہیں اپنی کریہہ صورت اس میں دیکھے مگر دیکھکر آئینہ پر غصہ نہ کرے اپنی حالت پر تاسف کرے اور اس بد حالت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ ھو الموفق۔ کیا غیر مقلد اپنی طرح اہل قرآن بننے والوں کو یہ کہنے کی اجازت دیگا کہ" دین کا معاملہ اوس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہوگیا جب سے علماء، نہ صرف علماء، بلکہ صحابہ نے طریقۂ نبوی نہ صرف صحابہ بلکہ (خاک بدہن گستاخ)، سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے طریقۂ قرآنی سے روگردانی کی۔ علماء نے کتب احادیث کے مجاولات اور قیل وقال (جرح وتعدیل صحیح وحسن وضعیف وغریب ومنکر ومقطوع وموضوع وغیرہ وغیرہ اور صحابہ وتابعین اور امام بخاری وغیرہ محدثین کے اختلافات کثیرہ (معاذ اللہ ان جھگڑوں) کو اپنا شیوہ بنالیا (پناہ بخدا) صحابہ اور (خاک بدہن گستاخ)

Marfat.com

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے احکام لگائے۔ معاذ اللہ دین میں اختراع کرنے کا دروازہ کھول دیا۔ پھر (معاذ اللہ) ستم یہ کیا کہ سب مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو یوں حاصل کریں کتب حدیث اور اون کے قیود و شرائط رموز پر کاربند ہوں جو اونھوں نے اپنی رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ اون پر کاربند ہونے کا اوس نے حکم دیا ہے کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم اون کتابوں کو مقدس بان کر اون کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں (غیر مقلدین کتب حدیث کو مقدس مانتے ہیں تو اپنے منھ اون کی عبادت کرتے ہیں اور اون کی سطر سطر کو وحی سمجھتے ہیں) اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں علمائے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے اور اللہ و رسول و صحابہ نے اون کا دروازہ کھول دیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور اون کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگرچہ لفظ تقلید سے بھاگتے ہیں اور اگر کوئی روگردانی کرتے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملۃ کا فتویٰ لگاتے ہیں"۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو جواب اہل قرآن بننے والوں کی اس بیہودہ بک بک کا غیر مقلدین، دہی جواب اپنی اس لغو و باطل جھک جھک کا ہماری جانب سے سمجھ لیں۔ فقط۔ مولیٰ عزوجل اونھیں توفیق توبہ دے اور ہمیں اور اونھیں سب کو راہ حق و ہدایت پر مستقیم رکھے انہ بالاجابۃ جدیر وھو علی کل شیئ قدیر

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم الی الیوم الاخیر۔

مسئلہ ۲۴ ۔ از بدایوں شریف مدرسہ قادریہ مرسلہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سمتی پوری دربھنگوی ۔ ۲ رجمادی الآخری ۱۳۵۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زید نے غیر مقلدین کے سوال پر (جو کہ احکام فقہیہ کو اختراعات ائمہ بتاتے ہیں اور فقہیات کو کہتے ہیں کہ یہ خدا اور رسول کے حکم نہیں ہیں حلفاً) بیان دیا کہ "صرف قرآن و حدیث پہ چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں اور اسلام کی ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں پائی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بالتفصیل تو پائی جاتی ہیں مگر تمامہ نہیں"، زید کے جواب کو علمائے اہل سنت وجماعت صحیح بتاتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ زید نے قرآن و حدیث کو ناقص بتایا اوس نے

Marfat.com

غیر ضروری باتیں اور لغو باتیں قرآن میں ہونا ثابت کیں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے کو کامل مسلمان نہ سمجھا قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا لہذا زید اسلام سے خارج ہوا اوس پر مرتدین کے احکام صادر ہونا چاہئے۔ اب مفتیان دین سے عرض ہے آیا کہ زید کا حلف اور علما کی تصویب صحیح ہے یا عمرو کا قول۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید نے جو کہا اوس کا مطلب درست ہے بالکل حق وصواب ہے۔ مگر یہ لفظ قلب پر گراں ہے کہ صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ غیر مقلد جنھوں نے تکفیر مسلمین کو اپنا فرض اولین سمجھا ہے وہ زید پر کیوں نہ فتوائے کفر وارتداد دیں گے اون کے کفر شرک کی بوچھار سے مسلمانوں میں کون ہے جو بچ رہا ہے تمام امت حضرات صحابۂ حضرت سرکار رسالت بلکہ خود حضور پر نور ختمیٔ مرتبت خاتم نبوت علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتحیۃ بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ۔ حبك الشئ يعمى ويصم۔ تکفیر کا شوق دیکھئے۔ کیسا اندھا کیا۔ زید کے کون سے حرف سے یہ نکلا کہ قرآن وحدیث میں غیر ضروری لغو باتیں ہیں؟ زید نے کب قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا؟ زید نے کب قرآن وحدیث کو ناقص ٹھہرایا؟ زید نے کہاں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا؟ اندھوں کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو کوئی کیا کرے تفصیلا اور بالتفصیل جسے نظر نہ آئے اوس کی آنکھوں پہ غشاوہ نہیں تو کیا ہے؟ زید پر تو غیر مقلدین کا نرا افترا اور کھلا خبیث بہتان ہے۔ مگر ہاں وہ غیر مقلدین جو زید کو یہ کہتے ہیں اون پر ضرور انھیں کے منہ یہ الزام قائم کہ وہ صرف قرآن کو کافی نہیں جانتے قرآن کو ناقص مانتے ہیں حدیث کو قرآن سے بالاتر نہ سہی اوس کے برابر مانتے ہیں" حدیث، حدیث قدسی دار شاد نبوی وآثار صحابہ سب کو شامل"۔ غیر مقلدین اپنے اس قول کی بنا پر قرآن میں (معاذ اللہ) غیر ضروری اور لغو باتیں ماننے والے ہوئے قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی جاننے والے۔ لہذا وہ خود اپنے منہ کافر ومرتد وخارج از اسلام ہوئے۔ زید کو جواب یوں دینا تھا کہ غیر مقلدین سے سوال کرتا کہ تمہارے نزدیک صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب غیر مقلد اس سوال کا دیتے وہی جواب ہمارے جانب سے اپنے سوال کا سمجھ لیتے۔ غیر مقلدین، امام بخاری، داؤد ظاہری، ابن قیم، ابن تیمیہ، ابن حزم اور شوکانی کے اقوال پر سر مونڈاتے اونھیں قرآن وحدیث سے بالاتر جانتے ہیں۔ آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ ساون کے اندھوں کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ آئینے میں اپنی ہی شکل دیکھی اور زید پر اپنے عیوب کا الزام لگا کر کافر مرتد خارج از اسلام کہہ ڈالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلی واللہ تعالے اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۲۵ - از ہوڑہ کلکتہ مرسلہ محمد رفیق صاحب سردار معرفت مولوی عبدالمجید دربھنگی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ونائبان سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی کو از روئے تنبیہا یہ کہے کہ شراب پینا اور تاش کھیلنا یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کیساتھ زنا کرنے کے ہے۔ یعنی جس طرح ماں کے ساتھ انسان زنا کو حرام سمجھتا ہے اوسی طرح شراب تاش جوا کھیلنے کو بھی حرام سمجھے اور بچے۔ ایک مرتبہ مولانا کفر توڑ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جملہ کو دوران تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ شراب پینا اور تاش یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا خارج از اسلام ہوگیا۔ اب اوسے تجدید ایمان کرنا چاہئے۔ آیا یہ قول زید صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو کیا یہ شرابیوں اور جواریوں کی اعانت نہ ہوئی۔ کیا یہ شریعت مصطفویہ کے اندر رخنہ اندازی نہیں ہوئی۔ آیا اس جملے کے کہنے پر خارج از اسلام بتانے والا از روئے شریعت مطہرہ کیسا ہے؟ مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

واللہ الموفق للصواب۔ زید کا قول غلط ہے کیونکہ شراب اور جوا اور زنا تینوں کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے۔ لقولہ تعالی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ الآیہ لہذا حرمت میں یہ دونوں اشیاء مثل ماں سے زنا کرنے کے ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ سود کے ستر دروازے ہیں ان میں سے سب سے آسان یہ ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے رواہ ابن ماجہ فی سننہ۔ لہذا زید اپنے قول مذکور کی وجہ سے سخت گنہگار ہوا۔ اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما۔ اخرجہ البخاری فی صحیحہ ص۹۰۱ یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو بیشک ایک ان دونوں میں سے کفر کے ساتھ لوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ السید محمد نعیم الاحسان المجددی البرکتی عفی عنہ

الجواب

بیشک سود کا ایک درہم لینا چھتیس زناؤں سے خطیئہ میں بڑھکر ہے۔ بیشک سود لینا اپنے ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ حدیث میں ہے الربوا سبعون حوبا ایسرھا ان ینکح الرجل امہ ایک حدیث میں ہے الربوا اثنان وسبعون بابا ادناھا مثل اتیان الرجل امہ۔ ایک حدیث میں ہے الربوا ثلاثۃ وسبعون بابا ایسرھا مثل ان ینکح الرجل امہ۔ اور ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان الدرھم یصیبہ الرجل من الربا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنیۃ یزنیھا الرجل اور فرماتے ہیں اھون الربوا کالذی ینکح امہ۔ وان اربی الر

Marfat.com

استطالۃ المرء فی عرض اخیہ۔ پہلی حدیث کے نیچے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر میں فرماتے ہیں فیہ وما قبلہ ان الربا من اعظم الکبائر قال بعضھم وھی علامۃ علی سوء الخاتمۃ۔ ان حدیثوں سے اس کا ثبوت ہے کہ ربا اعظم الکبائر ہے بعض علما نے فرمایا کہ وہ سوء خاتمہ کی علامت ہے۔ اور شراب بھی زنا سے بدتر ہے۔ وہ ام الخبائث ہے وہ مزیل عقل وحواس ہے زنا مزیل عقل وحواس نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جوے کی حرمت زنا کی حرمت کی طرح ہے یہ بھی حرام قطعی وہ بھی حرام قطعی۔ زید جھوٹا ہے۔ مسلمانوں کی ناحق تکفیر کرتا ہے اپنے دل سے فتویٰ گڑھتا ہے مستحق لعنت ملائکہ سموات وارض ہے مبتلائے قہر وغضب الٰہی مستوجب عذاب نامتناہی ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے توبہ کرے اور تجدید ایمان ونکاح اگر بی بی رکھتا ہو۔ واللہ الموفق وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶ از بریلی محلہ بھوڑ مرسلہ منصور حسین صاحب۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ ایک شخص کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے حالانکہ ان لوگوں نے اس شخص مذکور کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو اسکو کہا گیا کہ بھائی ہمارے یہاں سب لوگ نماز کو جاتے ہیں آپ بھی مہربانی کر کے اگر نماز کی طرف توجہ کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ اس نے اوس کے جواب میں کہا کہ ہزاروں نماز کے ولولے دیکھے۔ اور ایک مہینہ کے بعد تمہیں بھی سلام کر لینگے۔ ہمارے پار پانچ بچے ہیں ہم اس کی پرورش کرتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور کہا کہ مجھے معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہوسکتی ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ اور لوگ دنیا میں ایسے نہیں۔ جو تم سے زیادہ اولاد زندہ رکھتے ہیں اور باوجود فاقہ کشی کے ہر وقت پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں تو شخص مذکور نے جواب دیا کہ بہت سے لوگ توکل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ پھر وہ لوگ خاموش ہو کر چلے آئے۔ اب شرعاً شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب

اوس بدنصیب پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اوس سے میل جول سلام کلام قطعاً موقوف کر دیا جائے اگر نہ معاذ اللہ بے توبہ کئے مر جائے تو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصداً ترک کرتا ہے دین کو ڈھا دیتا ہے۔ مسلم وکافر کے درمیان فارق نماز ہے۔ یہ سب حدیث کا ارشاد ہے حدیث میں ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔ دوسری حدیث میں ہے اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ تیسری حدیث میں ہے من ترک

Marfat.com

الصلاۃ متعمدا فقد کفر۔ مفس ترک صلاۃ پر حدیثوں میں ایسا ارشاد ہوا۔ جو شخص نماز سے انکار کرتا ہے وہ بھی ایسا کہ بہت لوگ توکل خدا پر مرگئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ اوس بدنصیب پر اشد غضب الہی ٹوٹتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ اوس بدنصیب کو نماز سے کچھ نہ ملنا نظر آیا مگر قرآن و حدیث سے پوچھو کہ نماز سے لا اقل اتنا تو نقد وقت ہوتا ہے کہ نماز بے حیایوں اور ناجائز باتوں سے روکتی اور دین کو استوار رکھتی مسلم و کافر میں فرق کرتی ہے۔ اس سے بڑھکر اوس بدنصیب کے نزدیک اور کیا ہے جیسے کہتا ہے کہ نماز سے کچھ نہ ملا۔ اندھے کو آفتاب نہ سوجھے تو کوئی کیا کرے۔ اوس کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا کہے مجھے آفتاب سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ فائدہ اوسی کو سمجھتا ہے کہ اوسے نظر آئے۔ جو نظر نہ آئے وہ اوس کے نزدیک فائدہ ہی نہیں۔ یا دنیا ملنے کے لئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز پڑھنے سے دنیا ملتی نظر آتی۔ مگر اندھے کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ برکت کوئی ایسی چیز نہیں جسے آنکھوں سے دیکھ سکے نماز پڑھنے سے ضرور برکات دنیا بھی ملتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۷ ۔ بریلی بڑا بازار مرسلہ فضل الرحمن صاحب۔ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ متصل مسجد سنیچر ثانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں بر سبیل تذکرہ کسی کافر کو کافر نہیں یا اوس کے سامنے اوس کو کافر نہ کہیں جیسا حکم ہو مطلع فرمایا جائے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

زید غلط و باطل کہتا ہے اوس پر تو یہ لازم ہے کافر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہا جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے "کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اوس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ آخر میں مسلمان ہو جائے"۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اسوقت اوس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اوسے اوسوقت کافر نہ کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب صلح کل رکھتے ہیں۔ گائے کا گوشت کھانے والے، مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں کے کرنے والے، ظاہر مسلمان بننے والے، چھپے منافق کیسے ہی کفریات بکیں "اونھیں مسلمان ہی سمجھو۔ مسلمان ہی کہو کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں"۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ اون

Marfat.com

کی نئی شریعت ہے۔ شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے۔ وہ منافق جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے ہی نہیں رکھتے تھے حضور کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں سے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے اون کا پردہ چاک فرمایا۔ قرآن نے اون خبثاء کو کافر فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا۔ یہ فرما کر اخرج فانك منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ فلاں کام گمشدہ ناقہ فلاں وادی میں ہے اونھیں غیب کی کیا خبر وما یدریہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکی خبر دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب اگر آپ اون سے دریافت فرمائیں گے تو کذاب گھڑ لائیں گے جھوٹے بہانے بنائیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی دلگی آپس میں کھیل کر رہے تھے۔ اون کی اس بکواس کا جواب بھی قرآن عظیم نے فرمادیا قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ "تم فرماؤ جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے (دعوی) ایمان کے بعد" دین اسلام کے علاوہ جواد یان ہیں سب کفر ہیں اور اسلام کے مدعیوں میں جو جو ضروریات دین سے کسی بات کے منکر ہیں وہ سب کافر ہیں جیسے قادیانی دیوبندی، وہابی، رافضی بابی نیچری وغیرہم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۸۔ از شہر محلہ ناہ مسئولہ امجد علی صاحب معرفت مختار احمد صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام۔ بریلی ۴ر رجب ۱۳۸۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی سید احمد ذوقی جو اپنے آپ کو خلیفہ وارث حسین کوڑا جہان آبادی کا کہتا ہے۔ اور وارث حسین اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے اور ذوقی اس وقت تک مہمان رہے اور زردہ پلاؤ خور رہا۔ طرح طرح کا کھانا کھانے کے بعد اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مسمی ابو القاسم جو بریلی شہر کہنہ محلہ گنبد زمین رہتا ہے اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ بتاتا ہے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور پرنور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ تو بہت کمزور ہو گیا تجھ کو نماز معاف ہے۔ ہر سال قوالی مزامیر کے ساتھ عرس میں کراتا ہے اور خود سنتا اور لوگوں کو سنواتا ہے۔ ذوقی نے مع چند دوستوں کے ابو القاسم کے یہاں جا کر مزامیر کیساتھ قوالی سنی اور ذوقی کو ابو القاسم نے نہایت تعظیم و تکریم سے لیا۔ اور اپنی مسند ذوقی کے لئے چھوڑ دی اور اس پر اوس کو بٹھایا اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور خوب گانا سنا۔ جو لوگ

Marfat.com

ایسے شخص کی تعظیم کریں اور اوس کے مرید ہوئے یا ابوالقاسم کے مرید ہوئے ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہیے؟ یا اون کی تعظیم کرنا اور اون کو پیر بنانا مرید ہونا بموجب شریعت مطہرہ کے جائز ہے یا ناجائز۔ حلال ہے یا حرام؟ اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور سماع سُنا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا صاحبزادہ مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب نے یا مولوی مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے ان کو یعنی ابوالقاسم کو خلیفہ کیا ہے اور مرید کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ برائے خدا جواب باصواب مع مہر اور دستخط کے مشرف فرمائیے اور سیدھے لوگوں ناوانوں اور بھولی بھیڑوں کو گمراہی سے بچائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتوی مدت سے شائع ہے۔ بیشک گنگوہی اپنے اون کفریات قطعیہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اوس کے اون اخبث اشنع کفروں یا اون میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہوکر اوس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر۔ نہ کہ اوسے پیر و پیشوا امام و مقتدا ماننے والا۔ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے اوسے آج تک اوسکے ایسے اشنع حال کی اطلاع نہ ہوئی۔ نادانستہ وہ اوس کے سلسلہ میں منسلک ہوگیا۔ تو آج گنگوہی کے کفریات اسکے پیش کیے جائیں اگر اونھیں دیکھکر وہ بے تأمل اوسے کافر مان لے اور اوس سے بیزاری کا اظہار کرے اور اوس بیعت کو اب بیعت نہ مانے جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا۔ اور اگر اب مطلع ہوکر بھی اوس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ اوسی کی رسی میں گرفتار ہے۔ ابوالقاسم نہ ابن القاسم نہ داسم اس نام کا کوئی شخص اعلیحضرت کا خلیفہ نہیں۔ اوس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے جب وہ اپنے لئے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ما علی مثلہ یعد الخطاء، جبکہ اوسکی عقل کا دیا اوسکی کھوپڑی میں ٹمٹما رہا ہے المعتمد المستند میں اعلیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں المتعبوقۃ المتصلفۃ المتکل القائلۃ بالاتحاد والحلول وسقوط التکالیف عن العارفین مع بقاء العقول بمعنی النہج اذا وصلوا جلسوا ان یؤمروا بشئی او ینھوا عنہ فیحل اللہ لھم الحرام وسقط عنھم الفرائض وتری بعضہ یستخف بالشریعۃ الغراء جھارا ویقول الشرع طریق فمن وصل فمالہ وللطریق ویقول صلوۃ الزاھد ھذا الرکوع والسجود وانما صلاتنا ترک الوجود ویتمسک بہ علی تہاونہ بالصلوۃ و ترک الجمع والجماعات (الی قولہ) بالجملۃ ھؤلاء کفار ومرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین وقد قال فی البزازیۃ والدرر والغرر والفتاوی الخیریۃ ومجمع الانہر والدر المختار وغیرھا من

Marfat.com

معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار" من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر اھ" ردالمحتار میں
علامہ شامی قدس سرہ السامی رسالہ ابن کمال وہ امام غزالی کی کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ سے نقل
فرماتے ہیں ومن جنس ذلك مایدعیه بعض من یدعی التصوف انه بلغ حالة بینه وبین اللہ
تعالی اسقطت عنه الصلوۃ (الی قوله) فھذا مما لا اشك فی وجوب قتله اذ ضررہ فی الدین اعظم
وینفتح به باب من الاباحة لا ینسد وضررہ ھذا فوق ضرر من یقول بالاباحة مطلقا فانه یمتنع
عن الاصغاء الیه لظھور کفرہ اما ھذا فیزعم انه لم یرتکب الا تخصیص عموم التکلیف بمن
لیس له مثل درجته فی الدین ویتداعی ھذا الی ان یدعی کل فاسق مثل حاله اھ ملخصا۔ فتاوی
بزازیہ میں ہے لا اصلی اذ لا تجب علی او لم او مر بھا یکفر۔ اوسی میں ہے دلت المسألة ان تھاون الصلوۃ
والترک مستخفا کفر۔ شفا شریف اور اوس کی شرح علی قاری میں ہے کل مقالة صرحت بنفی الربوبیة
او الوحدانیة او عبادة احد غیر اللہ او مع اللہ فھی کفر کمقالة الدھریة (الی قوله) وکذلك
من ادعی مجالسة اللہ والعروج الیه ومکالمته او حلوله فی بعض الاشخاص کقول بعض المتصوفة
ای المتشبھة بالصوفیة من الحلولیة والوجودیة والاتحادیة زعموا ان السالك اذا امعن فی سلوکه
وخاض فی لجة وصوله واستغرق فی بحر حضورہ فربما حل فیه سبحنه وتعالی کالنار فی الفحم فیرتفع
الامر والنھی الخ۔ اوسی میں ہے اجمع المسلمون علی کفر بعض غلاۃ المتصوفة الزاعمین انھم وصلوا
الی اللہ فرفع عنھم التکلیف قال الدلجی وقد ادرکت بعضا منھم یقول اسقط اللہ عنی التکلیف
فاستباح فطر رمضان والخلوۃ بالاجنبیات من النساء ونحو ذلك۔ اوس کا یہ
قول کفر صریح ہے۔ اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر عمداً افترا قبیح یہ یوں بھی کفر ہے۔ اور فرضیت
نماز کا انکار ہے یوں بھی۔ اوس قائل کے کافر ومستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔
ایسے سے قوالی مع مزامیر کرانے سننے سنانے یا کسی حرام کے ارتکاب کی کیا شکایت۔ بدمذہب کی تعظیم
بھی حرام ہے۔ جو لوگ ایسوں سے بیعت ہوتے ہیں وہ شیطان کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک
ایسے لوگ توبہ نہ کریں مسلمان ان سے میل وجول موقوف رکھیں۔ واللہ الہادی وھو الموفق وھو تعالی اعلم۔
اس فقیر نے ہرگز ابوالقاسم کو نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کے کسی شخص کو آج تک خلافت نہیں دی اور اگر
کسی نے بحالت اسلام ایسے کو خلیفہ کیا بھی ہو تو وہ بیعت ہی نہ رہی خلافت کیسی۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۹۔ از بریلی محلہ صالح نگر مسئولہ کفایت حسین صاحب رضوی۔ یکم شعبان ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید دریافت کرتا ہے کہ چند

Marfat.com

نام جیسے عبدالقادر، عبدالقدیر عبدالرزاق ان میں عبد لفظ عبدل چھوڑ کر نام لینا کیسا ہے عمرو کہتا ہے کہ انسان کو صرف ایسے نام بغیر عبدال ملائے پکارنا کفر ہے لہذا حق کیا ہے؟

الجواب

ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف بہت بُرا ہے۔ اور کبھی ناجائز وگناہ ہوتا ہے اور کبھی سرحد کفر تک بھی پہنچتا ہے قادر کا اطلاق تو غیر پر جائز ہے۔ اس صورت میں علبدلقادر کو قادر کہکے پکارنا جائز اہے۔ مگر قدیر کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز۔ کما فی البیضاوی اور اگر کسی کا نام علبدلقدوس علبدلرحمٰن علبدلقیوم ہے تو اوسے قدوس رحمٰن قیوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے اوسے جس کا نام عبداللہ ہو اللہ کہنا بہت سخت بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جس کا نام علبدلقادر رہو اوسے بھی عبدلقادر ہی کہا جائے جس کا علبدلقدیر اوسے علبدلقدیر ہی کہنا ضرور ہے۔ علبدلرزاق کو علبدلرزاق علبدلمقتدر کو علبدلمقتدر۔ غیر پر اطلاق قدیر ومقتدر میں علمار کا اختلاف ہے کما فی غایۃ القاضی حاشیہ شرح البیضاوی۔ علبدلقدوس کو علبدلقدوس علبدلرحمٰن کو علبدلرحمٰن علبدلقیوم کو علبدلقیوم عبداللہ کو علبداللہ ہی کہنا فرض۔ یہاں عبد کا حذف اشد درجہ حرام وکفر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ فتاوی ظہیریہ پھر شرح فقہ اکبر میں فرمایا من قال لمخلوق یاقدوس او القیوم اوالرحمٰن کفر۔ اھ مختصراً بلکہ یہاں تک ظہیریہ میں فرمایا گیا کہ اوقال اسما من اسماء الخالق کفر۔ فتاوی ظہیریہ کی اس عبارت کی بنا پر بظاہر علبدلقادر کو قادر کہنا بھی کفر ٹھہرے گا مگراس صورت میں کہ اوس کی مراد معنی لغوی ہوں اور وہ کہاں ہوتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں وھو یفید انہ من قال لمخلوق یا عزیز ونحوہ یکفر ایضا الا ان اراد بھا المعنی اللغوی لا الخصوص الاسمی۔ مگر بات یہی ہے کہ بعض اسمار الہیہ جو اللہ عزوجل کیلئے مخصوص ہیں جیسے اللہ قدوس رحمٰن قیوم وغیرہ انھیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے ادن اسمار کا نہیں جو اوس کے ساتھ مخصوص نہیں جیسے عزیز رحیم کریم عظیم علیم حی وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن کا اطلاق مختلف فیہ ہے۔ جیسے قدیر مقتدر وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے شرح فقہ اکبر کی اس عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا اقول لیس من ھذہ الافادۃ فی شیئ وانما اراد باسماء الخالق الاسماء المختصۃ بہ۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانھر کی یہ عبارت فرماتی ہے اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمٰن وغیرھا یکفر نیز حدیقۂ ندیہ میں ہے واعلم ان التسمی بھذا الاسم حرام وکذا التسمی باسماء اللہ تعالی المختصۃ بہ کالرحمٰن والقدوس والمھیمن وخالق الخلق ونحوھا۔ کذا فی شرح النووی علی صحیح مسلم عمرو جو علی الاطلاق حکم کفر کرتا ہے وہ صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۳۰۔ از کوہ مری ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہوٹل مجیب خاں مرسلہ جناب عبدالرحمٰن صاحب ۔ رجب ۱۳۵۶ھ

ایک خاکسار جماعت والے کا مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین کہ خاکسار تحریک جو کہ تقریباً ہر شہر وقصبہ اور گاؤں میں ہے اور تقریباً ڈھائی لاکھ مسلمان اس میں شریک ہیں عقیدے سے کوئی بحث نہیں جو سب مسلمانوں کے عقیدے خواہ کیسے ہی ہیں اس میں شامل ہوتے ہیں اس کے بانی یعنی عنایت خاں المشرقی نے جو کتاب " تذکرہ " لکھی ہے اسکی وجہ سے سب کو کافر کہنے والا حق بجانب ہے یا نہیں ۔ اعتقاد صحیحہ کے بیان اور عمل کرنے کے باوجود پھر بھی زبردستی مرتد اور کافر کہنا کہاں تک درست ہے ۔ والسلام مع الاکرام ۔

۲۔ جس شخص کا یہ بیان ہے کہ میرا عقیدہ صحیح مطابق شریعت غرا کے ہے پنج ارکان اسلام دیگر اصول کو مانتا ہوں اور فی المقدور عمل بھی کرتا ہوں کسی رنج کی بنا پر اس کو کفر کا فتویٰ دینا کیسا ہے ؟ ۔

۳۔ کیا شریعت اسکی اجازت دیتی ہے کہ ملزم کی غیر حاضری اور اوس کے بیانات لئے بغیر اسکے خبر کئے بغیر اس کو مرتد قرار دیا جائے مرتد کہنے والا کون اور کس گناہ کا مرتکب ہے ؟ ۔

الجواب

۱۔ خاکسار تحریک کیا ہے میں نہیں جانتا ۔ تذکرہ میں اگر کوئی بات کفر کی ہے تو وہ کفر ہے پھر کفر لزومی ہے یا التزامی ۔ اگر کفر التزامی ہے تو جو اوس پر مطلع ہو کر کتاب جس کی ہے اوس کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک کریگا کافر ہو جائے گا ۔ جیسے قادیانی کہ نبوت کا مدعی تھا اور توہین وتنقیص خدا وانبیار کا مرتکب ۔ اوس کے مریدین سب کافر مرتدین ہیں کہ اوسے بعض نبی جانتے ہیں اور بعض مجدد مانتے ہیں ۔ باوجودیکہ اوس کی اوس گندگی پر مطلع ہیں ۔ خاکسار تحریک میں جو لوگ شامل ہوں اگر سب اوس تذکرہ کے اوس کفر پر مطلع ہیں جو التزامی ہے اور پھر اوس تذکرہ والے کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرتے ہوں تو خود اوس کی طرح کافر ٹھہریں گے ۔ اور اگر سب مطلع نہیں تو جو مطلع ہو کر اوسے اپنا مقتدا جانے گا بلکہ اوس کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں تردد ہی کرے گا کافر ہو جائے گا ۔ خاکسار تحریک میں ہر قسم کے لوگ اگر شامل ہیں تو لااقل گنہگار تو ہیں کہ بدمذہبوں سے میل جول ناجائز ہے اون کے پاس بیٹھنا اوٹھنا ناروا اون سے سلام وکلام ممنوع ۔ قال تعالیٰ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔ اگر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مسلمان اوس میں شریک ہیں وہ کسی کفر کے نہ مرتکب ہیں نہ کسی کو اوس کے کفر التزامی کے باوجود محل تاویل ہی نہیں یا اوس کے ایسے کفر پر جو

Marfat.com

معلوم ہو کہ اوس نے کفر ہی کیلئے یہ قول کیا اور سے مسلمان سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کافر کہنے والا جو بطور سب وشتم نہ کہتا ہو بلکہ اون کے کفر کا معتقد ہو اون کی تکفیر کو حکم شرع جانتا ہو خود بحکم حدیث کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اگر اوس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اوسکی تکفیر کی جائے تو جو شخص بے وجہ اوسکی تکفیر کرتا اگر وہ تکفیر بحکم حدیث خود اوسکی ناحق تکفیر کرنے والے پر ٹوٹتی ہے اور اگر بطور سب وشتم کہتا ہے جب بھی سخت گنہگار مستحق نار حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ اگر اوس شخص کا کفر وارتداد بروجہ مقبول شرعی ثابت ہو گیا ہو اوس کا کلام ناقابل تاویل ہو تو اوسے کافر مرتد ہے اوس کا بیان لئے کہا جائے گا۔ اور اگر قول پہلو دار ہو تو اوس سے پوچھا جائیگا یہ کہنا لشرط صدور قول یا فعل ہوگا کہ وہ قول یا فعل اوس سے صادر ہوا ہے تو حکم یہ ہے۔ رہا حکم قاضی تو قضا علی الغائب جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۲۔ از دہلی سرائے توپ خانہ مرسلہ مولوی محمود حسن صاحب ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامی شرع متین اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی کی ناچاقی بہت تھی لیکن قصور اس میں خاوند کا تھا وہ قصور یہ تھا کہ ایک بچے کو اسکی ماں سے جو شیر خوار تھا لے گیا اور اس کا پتہ نہیں دیا ان لوگوں نے رپٹ درج کرادی تب بھی وہ لڑکے کو نہیں لایا اس معاملہ کے اندر اس قدر نا اتفاقی ہوئی کہ لڑکی نے دعویٰ دائر کر دیا اور اوس کے بعد جب وہ کچہری میں حاضر نہ ہوا تو لڑکی نے کچہری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی۔ درخواست کچہری سے منظور ہوئی اور حکم صادر ہوا کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے اب اسی مضمون پر آکر اس شخص نے اس کو طلاق دیدی آریہ وہ نہ ہوئی بلکہ مسلمان ہی رہی اور ابتک ہے۔ اب اس صورت میں طلاق اوسکو جائز ہوئی یا نہیں ہوئی شریعت مطہرہ کیمطابق کیا حکم ہے

الجواب

عورت اپنی اوس درخواست کی بنا پر اسلام سے خارج ہوگئی اوس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا من اضمر الکفر او ھم بہ فھو کافر ومن کفر بلسانہ طائعاً وقلبہ مطمئن بالایمان فھو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یعرف بما ینطق بہ بالکفر فاذا نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ اوسی میں ہے اذا عزم بالکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر عالمگیریہ وغیرہا میں ہے القلم احدی اللسانین جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا لانہا مرتدۃ ولا یجوز نکاح المرتد والمرتدۃ مع احد۔ کما صرح بہ فی العالمگیریۃ وغیرہا۔ صح اس بارے میں کہ

Marfat.com

عورت کے کفر سے نکاح پر کیا اثر ہوتا ہے، تین روایتیں ہیں۔ ایک ظاہر الروایۃ کہ فسخ عاجل ہوتا ہے۔ مگر وہ توبہ و تجدید ایمان و شوہر ہی سے تجدید نکاح با قل مہر پر مجبور کی جائے گی راضی ہو یا ناراض۔ دوسری روایت نوادر، اس میں بھی فسخ عاجل ہے۔ اور یہ کہ عورت باندی ٹھہرے گی۔ تیسری روایت یہ ہے کہ عورت کی ردت سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بدستور اوسکی بی بی رہتی ہے۔ تجدید ایمان کرائی جائے گی۔ قال تعالیٰ بیدہ عقدۃ النکاح۔ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے حسما لباب الفتنۃ۔ فسخ نکاح و بینونت کا حکم نہ ہوگا۔ آج اسی روایت پر فتوی ہمارے نزدیک واجب اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق بازغ اور تینوں روایتوں میں عورت تطبیق ہمارے فتاوی میں ہے۔ پہلی دوسری روایت جن میں حکم فسخ نکاح ہے اون پر بھی اگر فتوی ہو تو بھی اس طلاق کے وقوع کا حکم اوس صورت میں ہے جبکہ عورت عدت کے اندر ہو۔ مجمع الانہر میں ہے ان النکاح لما انفسخ بالردۃ کانت المرأۃ معتدۃ فان طلقها یقع اور جبکہ تیسری روایت ماخوذ ہوئی تو ظاہر ہے کہ طلاق ہوگئی اگرچہ کتنے ہی زمانے کے بعد دی ہو کہ جب فسخ ہی نہ ہوا تو عدت کیسی۔ برجندی میں ہے قال الفقیہ ابو القاسم الصفار والفقیہ ابو جعفر وبعض ائمۃ سمرقند ان ردۃ المرأۃ لا یوجب البینونۃ الخ۔ خانیہ میں فرمایا منکوحۃ ارتدت والعیاذ باللہ تعالیٰ حکی عن ابی نصر وابی القاسم الصفار انهما قالا لا یقع الفرقۃ بینهما حتی لا تصل الی مقصودها الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ ازرامپور محلہ گھیر میاں ضیاء النبی صاحب مسئولہ سید محمد خلیل اللہ شاہ صاحب۔ بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ سرزمین ہند میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ جو کہتا ہے ہندوستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب رکھتے ہوں۔ اون کا خیال ہے کہ مذہب ہی بنی نوع انسان میں جھگڑوں اور تباہی کا باعث ہے۔ حالانکہ اس گروہ میں جس قدر رہنما ہیں وہ اپنی قدیمی مذہب کے بقاء اور قیام اور ترقی کی بیش از بیش کوشش کرتے ہیں اور اون کو اپنے قرون سابقہ کی معراج تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ زمینداری کو رفتہ رفتہ یا یک قلم منسوخ کر دیا جائے اور جائدادوں پر کاشتکاران یا گورنمنٹ کا غاصبانہ قبضہ کرا دیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا روپیہ ضبط کر لیا جائے اگر اون کا روپیہ کسی مقروض پر آتا ہے تو قرض کو اصل اور سود سے منسوخ کر دیا جائے اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ موجودہ نظام تمدن کو چاہے وہ کسی قوم و فرقہ کا ہو اس طور پر جبراً و کلیۃً درہم برہم کیا جائے کہ انقلاب پیدا ہو کر موجودہ

Marfat.com

نظام حکومت فنا ہو جائے حالانکہ اس گروہ کے دوش بدوش اوس سے اشتراک عمل کرتا ہوا ہنود کا وہ گروہ بھی شامل ہے جو اس انقلاب سے فائدہ اٹھاکر قدیم تمدن ہنود کو مع اپنے تمام بت پرستانہ داوہام پرستانہ ذہنیت کو قائم کر دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ گوشت خور قوم کو اپنے شعار قومی سے ترغیباً یا جبراً باز رکھنا چاہتا ہے اور گائے کو دیوتا کے تخت پر دوبارہ بٹھالنا چاہتا ہے ان تحریکات کے کچھ ممد و معاون وہ لوگ ہوگئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے چلے آرہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کے مذہب اور تمدن یا معاشرت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ گروہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ اشتراک عمل کی پیہم دعوت دے رہا ہے مگر مسلمین کا سواد اعظم ان تحریکات کے سخت خلاف ہے اور اپنے آپ کو اون کے مقابلہ کے واسطے منظم کر رہا ہے مگر اول الذکر قلیل گروہ مسلمین کا اس سواد اعظم کو ملک اور انسانیت اور ترقی کا دشمن بنا رہا ہے۔ شرعی ارشادات ان مسائل پر کیا ہیں اور مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

دہریوں اور اباحیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ۔ شیطان کے وکیل، شیطنت کے پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انھیں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیسے اون کے پیر د استاد ابلیس لعین کو۔ ان بدعقلوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا۔ ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو پیٹھ نہ دی بلکہ عقل کو بھی۔ حیا و شرم و غیرت کو بھی۔ واقعات، محسوسات، مشاہدات جن سے روز روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتباع ہی سے دینی دنیوی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے روگردانی کی ہے وہ ہی قعر مذلت میں گری اور حضیض تنزل میں پڑی ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ یہ نمائشی آنکھیں رکھنے والے حقیقۃً حقیقی بینائی سے محروم، دل کے اندھے، اوس پاگل اندھے کی طرح ہیں جو خاص دوپہر کو جبکہ آفتاب بروجہ کمال روشن و آشکارا ہو آفتاب کے وجود کا انکار کرے۔ نابینائی کے سبب اوسے دیکھ نہ سکے۔ اور پاگلپن کی وجہ سے کسی اور طرح بھی اوس کے وجود کو محسوس نہ کر سکے۔ جیسے اوس پاگل اندھے کے احساسات باطل ہوگئے جو آفتاب کے وجود سے انکار کرے یوں ہی ان نابیناؤں کے احساسات باطل ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ آج مسلمان کروروں ہیں اور آج سے تیرہ سو برس پہلے کتنے تھے؟ ان نابیناؤں کی آنکھیں چیر کر ان کے کان کھول کر تاریخ ہی کے اوراق دکھاؤ سناؤ۔ جب تک مسلمان دین حق کی بروجہ کمال

Marfat.com

پیروی تعمیل احکام کرتے رہے روز افزوں دن دونی رات چوگنی ترقیاں کرتے رہے۔ دین حق کی پیروی سے اوس معراج ترقی پر پہنچے جہاں تک کوئی قوم نہ پہنچی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے مسلمان کی جان و مال عزت و آبرو سب کے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے آئے۔ اور آج تک برابر مان رہے ہیں والفضل ماشھدت بہ الاعداء۔ جب سے مسلمانوں میں سستی آئی احکام دین حق پر عمل میں کاسل پیدا ہوا جب ہی سے انکی ترقیاں بند ہوئیں نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط و تنزل ہو رہا ہے جتنی جتنی مذہب سے دوری ہوتی جارہی ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے وہ قوم جو جاہلیت میں جہالت کا پیکر بھی وحشت کا مجسمہ آن کی آن میں ایسی مہذب ہوئی کہ ہادی و مہذب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈنکا بج گیا۔ بحر و بر میں جس کی اعلمیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ وہ قوم جو کنگال بھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر، جو ڈاکو بھی اور سلطنت کی دشمن۔ انہیں دہریوں اور اباحیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا پھر بادشاہت اون کے قدموں پر نثار ہوئی اور اس کے پاؤں چومنے لگی۔ اوس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز ٹھہری جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ تاج بخش بادشاہوں کی ہوئی۔ اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت بھی نہیں اور فقیر کو فرصت بھی نہیں۔ جو لوگ مسلمان نام رکھ کر اس دہریت اور اس اباحیت کے حامی ہیں وہ محض نام کے مسلمان ہیں درحقیقت دہریہ اباحیہ ہیں اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں مسلمان محض ان کے اسلامی ناموں کی بنا پر مسلمان نہ سمجھیں۔ محض نام یا گائے کا گوشت کھانا مسلمان نہیں بناتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملعون تحریک سے مذہب کا کچھ نقصان نہیں وہ اوس پاگل کی طرح ہیں جو قلعہ کی در و دیوار ڈھاتا جاتا ہے اور بکتا جاتا ہے کہ اس سے قلعہ کو کوئی نقصان نہیں۔ حدود الہیہ کو توڑو دائرہ دین کو مٹاؤ اور بکے جاؤ کہ اس سے دین و مذہب کو خطرہ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان ہی دہریوں اباحیوں کی جماعت کا نام آجکل بولشویک ہے جو اس بولشویک تحریک کا حامی ہے اوس سے اسلام سے کوئی علاقہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳ ۔ از پورنیہ علاقہ بائسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب موجیبی مدرس مدرسہ قمر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسائل ذیل کی نسبت؟

(۱) ہنود کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پرستش کیلئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرہ، جنم اشٹمی۔ درگا پوجا کالی پوجا وغیرہم جس میں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناچ تماشے اور دیگر لہو و لعب ہوتے ہیں۔ اور رنڈیاں بھی منگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت وغیر ضرورت کی اشیا ملتی ہیں

Marfat.com

اور ان میلوں کی زینت زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چونکہ زیادہ تر خریدار وتماشہ بیں ہوتے ہیں ان میں بیشتر دوکانیں ہنود ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بحیثیت تماشائی یا بغرض خرید وفروخت شریک ہونا کیسا ہے۔

(۲) بعض جاہلوں کا یہ طریقہ کہ ایام دسہرہ میں نئی دلھن کیلئے اس کے مناسب حال چیزیں مٹھائیاں خرید کر سسرال بھیجنا و نیز سسرال والوں کا یہ فعل کہ اشٹمی دسہرہ منانے کی غرض سے نوشہ کو نذرانہ دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

(۳) دسہرہ وغیرہ کا میلہ بلا ضرورت بطور رسم جانا اور میلہ سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا و نیز مٹھائیاں وغیرہ خرید کر بطور ہدیہ احباب کے یہاں بھیجنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام حرام اشد حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فی مایفعلونہ فی ذلک الیوم۔ اسی میں ہے کذلک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فی مایفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا کذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ والموافقۃ معھم من تزئن البقور والافراس والذھاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفراً۔ ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انھیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہیئے۔ اول جانا ہی نہ چاہیے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ انسے اون کے مجمع میں اضافہ ہو کر اون کی شوکت نہ ہو۔ اون کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔ مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار داعلان کفر کا ہو۔ محل لعنت سے یوں بھی توبچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدہ جہاں سے اون کی کفری باتیں دیکھ سُن نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدینگے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آجکل تو یہ نری ہوس خام ہے۔ کفار مسلمانوں کا بائیکاٹ کر چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت

اور گراں ان سے خریدینگے؟ میلوں میں ہمیشہ چیز گراں بکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہوتے۔ وہ ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انھیں موقع ڈھونڈ کر خوب لوٹیں، برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں اور پھر پہنچتے ہیں۔ نہ دین کا لحاظ نہ دنیا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو الھادی۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) (۳) دسہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تجدید ایمان تجدید نکاح نہ کریں تو ان سے تا توبہ مقاطع کیا جائے سلام کلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے فتاوی صغریٰ میں ہے من اشتری یوم النیروز شئ ولم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ تعظیم النیروز کفر۔ شرح فقہ اکبر میں ہے من اھدی یوم النیروز واراد بہ تعظیم النیروز کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۔ از پیلی بھیت محلہ ڈرمن گنج۔ دوکان حاجی نبی بخش صاحب حاجی صوفی [illegible] صاحب سوداگران تمباکو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شب میں مسمّی چھدا کے مکان پر برادری کے لوگ جمع ہوئے باہم گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں مسمّی تھو ولد محمد عیوض نے ملا کفایت اللہ صاحب کو فحش الفاظ کہے۔ چونکہ ہماری برادری میں ملا کفایت اللہ صاحب مذکور معزز بزرگ ہیں سب ان کا ادب کرتے ہیں بدیں وجہ تھو ولد محمد عیوض مذکور کو برادری پنچایت سے خارج کر دیا دوسرے روز صبح کو چھدا مذکور کے مکان پر چھدا مذکور کی لڑکی کی شادی تھی کل برادران کا شادی بلاوا تھا چھدا مذکور کے مکان پر سب برادری کے لوگ جمع ہوئے۔ وہاں پر تھو مذکور جو برادری سے خارج کر دیا گیا تھا وہ بھی موجود تھا۔ لہذا چھدا مذکور سے برادروں نے کہا کہ تھو مذکور یہاں کیوں موجود ہیں؟ کیونکہ یہ برادری سے خارج ہے اس کے ہمراہ ہم لوگ کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر مسمّی اتواری نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ سب صاحبان میرے مکان پر کھانا کھا لیجئے۔ چونکہ مسمّی اتواری چھدا مذکور کا چچا ہے اتواری کے کہنے پر مسمّی ولی اللہ نے اتواری سے کہا کہ ایسی ذرا ذرا سی باتوں پر خدا کا واسطہ نہیں دینا چاہئے اور یہ ڈانٹ کر کہا کہ آپ اس کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں برادروں کو کھانا کھلانا چاہتے ہو یا صرف تھو کو اس پر چھدا نے یہ کہا کہ میرے چچا اتواری نے جو کہا ہے کہ خدا کے واسطے سب صاحب میرے یہاں کھانا کھا لیجئے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اس پر ولی اللہ نے جواب دیا کہ آپ لوگ ایسے موقع پر نہ سمجھتے ہوئے ایسی معمولی باتوں پر خدا کا واسطہ دیتے ہو یہ بات شریعت مطہرہ سے منع ہے آپ ان باتوں کا جواب دیجئے کہ آپ لوگوں کو

Marfat.com

کھانا کھلانا چاہتے ہو یا تھو کو؟ اگر آپ کو تھو مذکور کے ساتھ ہمدردی ہے تو تھو کا معاملہ طے کرا دیجئے تب ساتھ میں کھانا کھا سکتے ہیں ورنہ نہیں کھائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد حاجی نبی بخش صاحب تشریف لائے اونھوں نے تھو و براداران کے معاملہ کو معلوم کیا اور تھو کا قصور ثابت ہوا۔ لیکن تھو نے بیان کیا میں نے فحش الفاظ کوئی نہیں کہا اگر میں نے کہا تو خدا مجھکو غارت کر دے تھو کے اس کہنے پر حاجی نبی بخش صاحب نے تھو مذکور کے ایمان پر معاملہ ختم کر دیا لہٰذا معاملہ طے ہونے پر کل برادران و تھو نے باہم مل کر کھانا کھایا۔ اب کچھ نزع باقی نہیں رہا۔ اس تصفیہ کے چند ایام بعد تھو کی لڑکی کی شادی تھی تھو نے چند حرکتیں خلاف قواعد اصول پنچ و خلاف شریعت کیں جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہ کہ تقریب شادی میں دیگر معاملات برادری میں برادری کا اصول ہے کہ براداران کے بلا مشورہ کوئی کام نہ ہو اور ہر کام میں سرداران قوم کو ضرور بلایا جائے لیکن تھو نے اس کی خلاف ورزی کی۔ (۲) یہ کہ ایک شخص ابن ولد کلن نے اپنی منکوحہ بی بی کو طلاق دیکر کچھ عرصہ بعد بلا حلالہ کئے ہوئے اسی مطلقہ بی بی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں استعمال کر لیا جو کہ شرع کے قطعی خلاف ہے۔ بدیں وجہ جمیع براداران نے ابن مذکور کو قطعی برادری سے خارج کر دیا تھا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا۔ تعلقات قطعی منقطع کر لئے۔ لیکن برخلاف برادری کے حکم کے تھو و کلن والد ابن ہر دو نے ابن ملزم مذکور سے تعلقات قائم رکھے۔ اس پر براداران نے تھو و کلن ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان سے بھی تعلقات منقطع کر دیئے اور ملا کفایت اللہ و ولی اللہ نے ہر دو اشخاص کو برادری سے خارج کرنے میں زیادہ کوشش کی ان کی رائے پر کل براداران نے اتفاق کر کے ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان دونوں ملزموں نے بوجہ رنجش کے غلط سوال قائم کر کے فتویٰ حاصل کر لیا جن صاحب سے فتویٰ حاصل کیا ہے وہ صاحب پیلی بھیت کے باشندہ نہیں ہیں باہر کے ہیں۔ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی چھدا کے یہاں تقریب شادی میں برادری کے لوگ جمع تھے برادرانہ نفاق پر کچھ گفتگو ہو رہی تھی جس میں وقت بہت گزر گیا لہٰذا مسمی چھدا صاحب خانہ نے چودھری و کل براداران سے عرض کیا کہ اب سب لوگ خدا اور رسول کے واسطے پہلے کھانا کھا لیجئے گا اس پر ولی اللہ و کفایت اللہ نے ڈانٹ کر کہا کہ خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جائے گا بات طے ہو جاوے دوبارہ کچھ دیر بعد مسمی انواری نے خدا و رسول کا واسطہ دیتے ہوئے کھانا کھانے کیواسطے کہا تو انھیں دونوں شخصوں نے پھر یہی جواب دیا کہ ہر وقت خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جاتا۔ جس کے لوگ گواہ حسب ذیل ہیں۔ شرع شریف کی رو سے اس مسئلہ پر کیا حکم ہے اہل محلہ و چودھری

Marfat.com

صاحب سے حلفیہ اسکی تصدیق ہوسکتی ہے۔ گواہ۔ نتھو ولد قادربخش۔ گواہ نتھو محمد عیوض وکلن ولد کریم بخش و فدا حسین ولد چھدا و عبدالرزاق و انواری ولد گلو و احمد حسین و محمد عیوض و چھدا ولد عبداللہ و چھوٹے ولد......

"**الجواب**۔ صورت مستفسرہ میں ولی اللہ و کفایت اللہ دونوں بحکم جمہور فقہائے کرام خارج از اسلام ہوگئے دونوں پر از سر نو کلمہ پڑھکر توبہ کرکے اسلام لانا فرض و ہر فرض سے بڑھکر اہم فرض ہے پھر اگر اپنی بیویوں کو رکھنا چاہیں تو ان کی رضا سے جدید مہر پر نیا نکاح کریں اور اگر وہ معاذ اللہ اس حکم شرعی پر عمل نہ کریں تو برادری والوں پر فرض ہے کہ ان سے میل جول سلام کلام حقہ پانی بند کردیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ ہر بات پر نہیں دینا چاہئے اگر کوئی ضروری بات ہو رہی تھی جس کا طے کرنا پہلے مقدم تھا تو اس کو روکنے کیلئے خدا و رسول کا واسطہ ہرگز نہیں دینا چاہئے تھا جب واسطہ دیا گیا تھا تو اس کے جواب میں یوں کہنا تھا کہ خدا و رسول کا واسطہ برحق ہے مگر اس ذریعہ سے ایک اہم بات چھوڑی نہیں جاسکتی مگر جو کلمہ سوال میں مذکور ہے بہت شنیع و قبیح ہے بہرحال توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ واللہ اعلم۔"

اب از روئے شرع شریف جواب طلب حسب ذیل امور ہیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

(۱) یہ کہ غلط سوال قائم کر کے جواب لینا جس سے ولی اللہ و ملا کفایت اللہ کو دلی صدمہ و روحانی تکلیف پہنچی اور توہین ہوئی (۲) یہ کہ ابن ملزم جس نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دیکر بلا حلالہ کئے ہوئے دوبارہ اپنے پاس رکھ لیا جسکو برادری نے خارج کیا اور تعلقات قطع کر لئے تھے اس سے نتھو ولد محمد عیوض وکلن والا ابن ملزم سے ہر دو اشخاص نتھو وکلن کا تعلقات قائم رکھنا (۳) یہ کہ چھدا کا اپنے یہاں ابن ملزم کو بلانا و معمولی بات پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا و برادریوں کو ایسے اہم ملزم کے ہمراہ کھلانے کی کوشش اس کے شرکا و شریک ہمنوا یعنی نتھو وکلن کی کرنا (۴) یہ کہ یہاں ایک مولوی صاحب کو یہ سوال و جواب دکھلایا گیا مولوی صاحب نے دیکھکر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے ایسی صورت میں غلط جواب لکھنے والے پر از روئے شرع شریف کے کیا حکم ہے جملہ برادران قوم شہر پیلی بھیت و سرداران قوم؟

الجواب

دھوکا دینا فریب کرنا شدید بدکام ہے ہی۔ خصوصاً مفتی کو فریب دیکر اپنے حسب منشا جواب لینا حدیث میں ہے۔ لیس منا من غشنا۔ جھوٹ بولنا افترا کرنا دھوکا دینا یہ مسلمان کا کام نہیں تحریف کلام یہود کا کام ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ جنھوں نے یہ شنیع حرکت کی توبہ کریں اور جن پر الزام کیلئے کی ان سے معافی بھی چاہیں وہ لوگ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار زیاں کار گنہگار ہوئے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

(۲) جس نے اپنی مطلقہ بطلاق مغلظہ کو بے حلالہ رکھ لیا۔ اوسے بے حلالہ اپنے تصرف میں لایا زانی ہے اور وہ نابکار عورت زانیہ۔ ان سے تاتوبہ قطع تعلق کا حکم۔ برادری کا حکم نہیں حکم شریعت ہے۔ برادری نے حکم شریعت پر عمل کیا اور عمل کرنا چاہا جس نے نہ مانا اس نے برادری ہی کا جرم نہ کیا شریعت کے حکم محکم سے سرتابی روگردانی کی۔ حکم شرع مقدس کو پیٹھ دی۔ شرع مطہر کا مجرم ہوا۔ اوس سے بھی برادری نے قطع تعلق کیا اچھا کیا۔ یہی کرنا تھا۔ جبتک یہ لوگ توبہ نہ کریں انھیں برادری سے بند رکھا جائے اور جو ان کا ساتھی ہو اوسے بھی یہی سزا دی جائے۔ (۳) جن لوگوں کو برادری نے بحکم شرع بند کیا تھا چھدا نے اونھیں اپنے یہاں بلایا برا کیا۔ بلایا تھا تو اون سے توبہ و رجوع کے لئے کہتا جب وہ توبہ کر لیتے تو برادری سے کہتا کہ انھوں نے ہمارے سامنے توبہ کرلی اب انکی بندش کھول دی جائے برادری اپنے سامنے توبہ کا اقرار لیکر بندش کھول دیتی۔ اون مجرموں کو بلایا پھر اتنا ہی نہیں اون کا جرم اوسی طرح رہتے ہوئے برادری سے مل لینے کی کوشش دی بھی خدا کا واسطہ دے دیکر۔ جن شرعی مجرموں کو بحکم شرع بند کیا تھا اون کو خدا کا واسطہ دینا یہی ہے کہ خدا کے واسطے یہ خلاف شرع کرو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ خدا کیلئے شریعت کا اتباع کیا جاتا ہے یا معاذ اللہ مخالفت شرع خدا کیواسطے کی جاتی ہے۔ کسی سے مخالفت شرع کرانا گناہ ہے اور اس پر خدا کا واسطہ دینا تو اور بھی اشد حرام ہے۔ اگر اوس خلاف شرع کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے خدا کا واسطہ دے جب تو معاذ اللہ بہت اشد تر الزام ہے۔ ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ حقیر بات پر تو خدا کا واسطہ دینا نہ چاہئے اور جو دے تو جسے دے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ بات نہ کرے۔ درمختار میں ہے فی المختارات قال ابن المبارک سأل لوجہ اللہ او بحق اللہ یعجبنی ان لا یعطیہ شیئا لانہ عظم ما حقر اللہ تعالی کسی ایسی بات پر خدا کا واسطہ دینے سے اوس کا کرنا لازم نہیں ہو جو جائز ہو۔ جب حقیر بات پر خدا کا واسطہ دینے پر نہ کرنا پسندیدہ ٹھہرا تو کسی ناجائز بات پر خدا کا واسطہ دینے اور مان لینے والے کا حکم ظاہر۔ ناجائز بات کا کرنا تو گناہ تھا ہی اوس پر خدا کا واسطہ اور گناہ بالائے گناہ ہوا۔ ایسے ہی سائل کے لئے جو ناحق پر خدا کا واسطہ دے حدیث میں ارشاد ہوا ملعون من سأل بوجہ اللہ رواہ الطبرانی بسند رجالہ رجال الصحیح عن ابی موسی رضی اللہ تعالی عنہ اسی حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے وملعون من سأل بوجہ اللہ ثم منع سائلہ ما لم یسأل ھجرا قبیحا کہ اس حدیث سے جہاں یہ واضح ہوا کہ جس شخص نے ناجائز بات ماننے کیلئے خدا کا واسطہ دیا وہ بحکم حدیث مذکور ملعون ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ برادری نے جو یہ واسطہ نہ مانا اچھا کیا اوسے یہ واسطہ ماننا جائز نہ تھا۔ یہ لوگ ملعون نہیں کہ ان سے سوال قبیح کا تھا جس پر خدا کا واسطہ دیا گیا تھا۔ قبیح پر خدا کا وا

Marfat.com

دیناہی ملعون کا کام ہے (۴) عفا اللہ عن المفتی۔ مفتی نے فتویٰ دینے میں عجلت کی اور غور و تامل سے کام نہ لیا خدا و رسول کا واسطہ ماننے سے انکار دیکھ کر وہ حکم لگا دیا سائل نے مفتی کو دھوکا بھی دیا اگر مفتی اگر تامل کرتا تو یہ حکم نہ دیتا اللہ اوسے معاف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳ ۔ مسئولہ مولوی شمس الحسن صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔ ۱۷ ذی قعدہ ۵۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ اگر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سن کر بکر نے کہا کہ توبہ کرو۔ یہ شرکت فی صفات الباری تعالیٰ ہے۔ اس کی مشیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ فاعل مطلق و مختار ہے۔ ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ زید اس پر ہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ خدا کی مشیت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وابستہ ہے لہٰذا اس پر حکم شریعت کیا ہے۔ براہ کرم اسکا جواب بالتفصیل معہ حوالہ جات کتب معتبرہ مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب

ایسا کہنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود کے اعتراض کرنے اور شرک کا چرک لگنے پر ممانعت فرمائی۔ تو جس چیز سے حضور نے ممانعت فرما دی اوس سے باز رہنا چاہیئے۔ قال تعالیٰ ما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ اگر کہیں تو یوں کہیں کہ اللہ پھر اوس کے رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہو۔ تو اللہ اور آپ چاہیں پر موتہ آئے تھے۔ مگر یہودی صفت نجدی مت لوگ اس پر بھی شرک شرک بکیں گے حالانکہ ایسا کہنا حضور نے خود تعلیم فرمایا ابن ماجہ باب النہی ان یقال ما شاء اللہ وشئت میں یہ دو حدیثیں لائے حدثنا ھشام بن عمار حدثنا عیسیٰ بن یونس ثنا الاجلح الکندی عن یزید بن الاصم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ما شاء اللہ وشئت ولکن لیقل ما شاء اللہ ثم شئت۔ حدثنا ھشام بن عمار حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان ان رجلا من المسلمین رأی فی النوم انہ لقی رجلا من اھل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ وشاء محمد۔ وذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لاعرفھا لکم قولوا ما شاء اللہ ثم شاء محمد (علیہ الصلاۃ والسلام) نسائی شریف کے باب الحلف میں یہ حدیث ہے اخبرنا یوسف بن عیسیٰ امرأۃ من جھینۃ ان یہودیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تندون وانکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ وشئت وتقولون

Marfat.com

والکعبۃ فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ ولقول احد ما شاء اللہ ثم شئت ۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اللہ اور آپ چاہیں حضور نے اول اسے نہ روکا ۔ پھر اس سے ممانعت فرمائی ۔ اگر یہ یہودیوں وہابیوں کا شرک ہوتا تو کیا ایک آن کو بھی وہ ماحی شرک وکفر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر صبر فرماتے ۔ جب ممانعت فرمادی تو یوں کہنا ممنوع ہو گیا ۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے والے صاحب سے (بطور تغلیظ) یہ بھی ارشاد ہوا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا مماثل ٹھہرایا ۔ بغیر میری مشیت کے کہو ماشاء اللہ اس حدیث میں بھی یہ نہیں کہ حضور نے اس پر حکم شرک فرمایا ہو اور ان سے توبہ لی ہو ۔ طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح حدیقہ ندیہ میں ابن ماجہ سے حدیث نقل کی ہے صفحہ ۱۸۵ ج ۲ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ جاء رجل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکلمہ فی بعض الامر فقال الرجل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماشاء اللہ وشئت وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلتنی للہ تعالیٰ عدیلا (ای معادلا مماثلا) قل ماشاء اللہ وحدہ ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہرگز نہ کہا جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۳۵ ۔ از بریلی محلہ قلعہ مرسلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں جس میں ہندو اوتاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اوس کے ساتھ ہوتا ہے مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلومیں چلیں اگر مسلمان اس جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اوس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کیا اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کئے ہوئے اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو اون سے سرزد ہوگا وہ کس درجہ کا ہوگا ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

اس کے حرام حرام اشد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں ۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کیلئے وہاں چلنا تو حرام ہے ۔ نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کیلئے ۔ کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا ۔ اوس کا مضبوط کرنا کیسا ۔ جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے ۔ اسلام سے جدا ۔ ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اوس

Marfat.com

کے جلوس میں چلنا اون کی تعظیم ہے۔ اور اون کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم چاہیے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اسکے لئے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کرکرکے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل کیا ہے۔ کل کافر ان سے یہی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کیلئے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو۔ ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو اور گلہری پوجو اور مادیو کے آگے ڈنڈوت بجالاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو امن نہ رہے گی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنیوالے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل ورسوا ٹھہرانے والے وہ سب کچھ کریں گے جس جس کے کرنے کا انہیں حکم ہوگا۔ کذاب مخالفین جن میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ڈر نہیں ہمارے لئے تو یہ نجس پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان کے یہاں کفر کی مشین ہے جس میں دن رات ایسے فتوے ڈھلتے ہیں جس سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں رہتا ہر ایک کو کافر بتاتے ہیں حالانکہ یہ ہم پر ان کذابوں کا بدترین افترا ہے خود ان مخالفین ہی کا اپنا یہ حال ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ بالکل واضح بے پردہ۔ مگر چونکہ عوام کو ایسا دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم مخالفوں کا مونھ بند کرنے کیلئے مولوی عبدالحیی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ سے ایسے لوگوں کا حکم لکھتے ہیں اون کے یہاں تو تکفیر کی مشین مخالفین نہیں بتاتے۔

فتاویٰ مولوی عبدالحیی صاحب میں ہے" ایسے لہو ولعب کفار میں اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ اون کی موافقت ورضا موجب کفر ہوتی ہے۔ حدیث میں وارد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ اور خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعونہ لبسرای والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ من تزئین البقور والافراس والذھاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الخ۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منھم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ الخ اوسی میں اس سوال

کے جواب میں" زید خالد بکر عمرو یہ چاروں شخص صاحب ریش کلاں، شریف صورت اگر نوکری نزد برہمن قبول کریں بعہدہ امور ذیل کے مرتکب ہوں **اول** جبکہ برہمن بیٹھا ہوا اور زید بکر وغیرہ بھی دربار عام نام پردہ میں بیٹھے ہوں اور بت موسومہ ٹھاکر کو ایک برہمن پوجیری چاندی کے طشت میں لاوے تو برہمن مذکور سروقد ہوکر تعظیم پیشگی کرے زید بکر بھی بخوف ناخوشی وسوء ادبی وبرخواستگی خود وبخیال اسکے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤنگا اور مشاہرہ بند ہوجائے گا ساتھ ہی بنظر تعظیم بت مذکور اٹھ کھڑا ہو **دوئم**۔ برہمن مذکور بروز تولید بتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکار بحضور بت قائم کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ نوکران ہمار آن کر شریک نور وز ہوں۔ اور اگرچہ ہم زیب انجمن نہوں مگر ہر ایک نوکران وحاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اٹھ کھڑے ہوکر بت کا تعظیم کریں۔ چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور و تعظیم وتکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اکثر بتعمیل حکم بزینت بخش مجلس مذموم رہتے ہیں باوجودیکہ برہمن مذکور نہیں رہتا ہے۔ زید بکر خودبخود دستور العمل بت پرستی نام پردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کی اٹھ کر تعظیم کرتے ہیں اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باوب پیش بت جشن مذکور میں تعظیماً کھڑے رہتے ہیں بخوف برخواستگی روگرداں ہوکر علیحدہ ہو نہیں سکتے۔ بطمع زر کھڑے رہتے ہیں۔ **سوم**۔ جبکہ بت مذکور ایک بتکدہ سے دوسرے بت خانہ میں پہنچایا جاتا ہے تو بڑی تیاری سے مثل اقوام ہند برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پاپیادہ جاتا ہے اور تمامی زید وبکر کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اوس وقت خوش پوش ہوکر جلوس میں پیچھے پیچھے بت کے تا در بتخانہ چلیں۔ چنانچہ زید بکر وغیرہ بغرض تحصیل مشاہرہ خود بلفراموشی وعدہ فی السماء رزقکم وما من دابۃ الخ بخوشی ان افعال کو بجالاتے ہیں۔ **چہارم**۔ برہمن مذکورہ کے تعمیل حکم کو مقدم سمجھکر جان کر روزمرہ اذان سنکر جماعت میں نہیں آتے اور جمعہ کے روز جان بوجھ کر کہ آج جمعہ ہے حکم یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ سے روگرداں ہوکر تارک جمعہ ہوکر یہ عذر کرتے ہیں کہ رزق کا معاملہ ہے۔ "حکم حاکم مرگ مفاجات"۔ بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہیں کر سکتے ہیں بنظہور امور موجبات کفر متذکرہ صدر جبکہ زید بکر استعمال کلمات رد کفر غافل و سالہا سال موجبات کفریہ پر مصر ہیں تو ان سب کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں و بطمع زر زید بکر جان بوجھ کر باز نہ آویں تو کافر اور بیوی اون کی نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور نسبت اولاد اون کے کیا حکم ہے؟" فقہائے کرام کتب فقہ میں ایسی صورت میں کہ اوس میں تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت اون کی عبادت کی ہو حکم کفر لکھتے ہیں۔ اور جو شخص مرتکب ایسے امر

Marfat.com

جس کا سوال میں ذکر ہے اوس پر حکم لزوم تجدید ایمان وتجدید نکاح کا دیتے ہیں۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر الخ۔ اگر اون لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہو جسے اعلیحضرت کی خدمت میں عقیدت کی سعادت حاصل تھی اور اب بھی باقی ہے تو اوس کیلئے اعلیحضرت قدس سرہ کا فتوی بھی حاضر۔ بعض فتاوی میں فرماتے ہیں" دسہرہ کی شرکت حرام ہے بلکہ فقہانے اسے کفر کہا (الی ان قال) بحرالرائق میں ہے یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ" آخر میں ان دونوں فتووں کی تائید میں ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی بفقیر بھی پیش کرتا ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک سطر۔ من خرج الی السدۃ ای مجتمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانہم علیہ ــــ محض تماشائی کی حیثیت سے جانے کا تو یہ حکم ہے۔ کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے اتحاد و سگائی پر غدائے جبار وقہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً فوراً تجدید ایمان وتجدید نکاح وتجدید حج جبکہ بیوی رکھتے ہوں حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۲۲۶ از سورت کھادا واڑ متصل بالا پیر، مرسلہ غلام نظام الدین فیض اللہ صاحبان۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۔ کیا فرماتے علماء اہلسنت ومفتیان ملت مسائل ذیل میں۔

زید نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ سب مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر فلاں نصرانی مرحوم کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ لہذا زید کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۲۔ کافرہ مشرکہ مسلمان ہوئی اور چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے نکاح کر لوں۔ اس کیلئے عدت کا کیا حکم ہے اس نومسلمہ کا شوہر ہے وہ اسے کفر کی طرف پلٹانا چاہتا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر کسی سے نکاح نہ ہوا تو سمجھا پھسلا کر پھر اسے کفر کی طرف لوٹائے ایسے موقع پر نومسلمہ فی الفور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اور ایک کافرہ اپنے شوہر سے تین ماہ سے زیادہ مدت سے علیحدہ ہے اور اب مسلمان ہوئی اوس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

زید بے قید اپنے اس اعلان بادم ایمان کے سبب شدید گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے اوسے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح چاہیئے اگر بی بی رکھتا ہے۔ نصرانی یا کسی کافر کو مرحوم کہنا لکھنا حرام حرام حرام سخت اخبث واشنع بدکام ہے۔ اور اس کیلئے اس کے مرنے کے بعد دعاء رحمت کرنا کرانا

تکذیب قرآن ہے قال تعالیٰ استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم ط وقال عز من قال سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم ط وقال تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فسقون ہ وقال تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار ط وقال تعالیٰ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لہم انہم اصحٰب الجحیم ہ تفسیرات احمدیہ میں حضرت سیدی عارف باللہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں المراد من الصلوٰۃ الدعاء للمیت والاستغفار لہ وھو ممنوع فی حق الکافر۔ اوسی میں ہے الدعاء والاستغفار منع مطلقا فی حق المیت الکافر اھ۔

عدہ بیہ پر عدت تو نہیں مگر فی الفور نکاح بھی نہیں کر سکتی ہے کہ بعد اسلام زن یہاں، جہاں حکومت اسلامیہ نہیں تین حیض کی مدت گزارنا قائم مقام انکار اسلام زوج ٹھہرائی جائے گی کہ عرض اسلام یہاں نہیں ہو سکتا۔ جب تین حیض کی مدت گذر جائے گی تو حکم فرقت ہوگا۔ وہ بائنہ دو ہی طرح ہو سکتی ہے حکومت اسلامیہ جہاں ہو وہاں شوہر پر عرض اسلام کیا جائے اور وہ انکار کرے تو فرقت ہوگی۔ اور جہاں حکومت اسلام نہیں وہاں تین حیض کی مدت گزر جائے اور اس مدت میں شوہر اسلام نہ لائے تو یہ مدت حیض گزرنا اوسکے انکار کے قائم مقام ہوکر فرقت ہوگی۔ درمختار میں ہے لو اسلم احدھما فی دار الحرب وملحق بہا لم تبن حتی تحیض ثلاثا قبل اسلام الاٰخر اقامۃ لشرط الفرقۃ الخ ردالمحتار میں ہے قولہ (اقامۃ لشرط الفرقۃ) وھو مضی ھذہ المدۃ مقام السبب وھو الاباء الخ۔ تفریق القاضی واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کی حفاظت کی جائے اوس کے کافر شوہر سے اسے ملنے نہ دیا جائے کہ وہ اسے معاذ اللہ مرتدہ بنا سکے۔ عورت جب اسلام لائی ہے خدا اوسے اور ہمیں سب کو اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے تو وہ ایسے موقع پر کیوں کھڑی ہو جہاں شیطان اور اسکی ذریت اوسے بھگائے اور اس کے بہک جانے کا اندیشہ ہو۔ بعد مضی مدت کسی مسلم سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سنہ ۱۳۳۸ھ

مسئلہ ۳۷ ۔ از پیلی بھیت مرسلہ حبیب احمد صاحب رضوی قادری پیلی بھیتی۔ ۲۸ رذی الحجہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) مسلمانوں کی کون کون قومیں رذیل ہیں۔ جواب بحوالہ کتب اور مدلل مرحمت ہو (۲) اصل اور کم اصل کی تعریف کیا ہے اور اون کی شناخت کیا ہے (۳) محمد ابن عبد الوہاب نجدی۔ مولوی نذیر حسین۔ مولوی اسمٰعیل مقتول۔ رشید احمد گنگوہی

Marfat.com

خلیل احمد انبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ عبد اللہ چکڑالوی۔ سر سید احمد خاں نیچری۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ مرزا حیرت دہلوی۔ عبد المجید خاں وغیرہم جنھوں نے فرق باطلہ کی بنیادیں ڈالیں اور انکی تبلیغ کی دعوٰے نبوت کیا یہ سب اور اون کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں۔

۴۔ اصل ملیب کے اکثر یا چند افراد بد مذہب ہو جائیں تو وہ اور اون کی ساری قومیں رذیل کہلانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ جواب مدلل مع حوالہ کتب مرحمت ہو۔

الجواب

مسلمان سب بعزت اسلام معزز ہیں۔ قال تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ اسلام عزت ہے۔ کفر ذلت۔ کافر ذلیل بلکہ ذلیل تر ہیں قال تعالیٰ اولئک فی الاذلین۔ پھر تقویٰ وطہارت عزت وکرامت ہے۔ اور فسق وفجور ذلت وحقارت ورذالت قال تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اس خالص دینی عزت اسلام پھر عزت تقویٰ میں سب برابر نہیں جو اتقی از روئے ایمان اقوی ہے وہ زیادہ معزز اعز المومنین اکرم المتقین ہے۔ جس کو ایمان وتقویٰ سے جس قدر حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ عزت والا ہے۔ یوں ہی دنیوی عزت میں چھٹائی بڑائی ہے خدا نے بادشاہ کو عزت دی اوسکی دولت اوس کی عزت اوسکی حکومت۔ فقیر محتاج اوس عزت دولت کرامت سے بے نصیب ہے۔ بیچ میں جو جتنی دولت وحکومت وامارت رکھتا ہے اوتنا ہی معزز ہے۔ اوس میں چھٹائی بڑائی ہے۔ یوہیں باعتبار اخلاق فرق مراتب ہے۔ یوہیں باعتبار انساب۔ یہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے اور ہوگا کہ ایک فقیر جو عزت دنیا سے بالکل بے نصیب ہو وہ بعزت دینی وقوت ایمانی وکرامت تقویٰ سے عند اللہ بادشاہ وغیرہ معززین سے اعز ہو۔ پھر ایک عزت وشرافت شخصی ہے ایک نوعی ایک جنسی وصنفی۔ تو اگر کوئی نوعی یا جنسی شرافت نہیں رکھتا تو شخصی سے بے نصیب ہونا کیا ضرور ہو سکتا ہے کہ شخصی شرافت کے اعتبار سے اعز ہو اگر چہ دوسری قسم کی شرافت اور عزت سے خالی ہو۔ سوائے عزت وشرافت وکرامت ایمانی ودینی اور اقسام عزت وشرافت وکرامت کا انکار عقل ونقل سب کو پیٹھ دینا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ تعیین سے کہلوایا جائے کہ مسلمانوں کی کون کون سی قومیں رذیل ہیں اس قسم کے سوال کا جواب حضور پر نور قاسم عزت وہر نعمت سرکار عالی شان شہنشاہ نبوت ورسالت کے کلام معجز نظام خیارکم خیارکم فی الجاھلیۃ سے روشن۔ قرآن وحدیث وفقہ کے خدام پر تو ظاہر ہی ہے مگر ہر ذی عقل پر یہ روشن ہے کہ "خدا پنج انگشت یکساں نکرد" فلا انساب بینھم یومئذ۔ واتبعک الارذلون اور انا جعلناکم شعوبا وقبائل الایہ کی تفاسیر اور حدیث عن انس ابن مالک قال قیل یا رسول متی نترک الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

قال اذا ظهر فیکم ما ظهر فی الامم قبلکم قلنا یا رسول اللہ ما ظهر فی الامم قبلنا قال الملک فی صغارکم والفاحشۃ فی کبارکم والعلم فی رذالتکم (ابن ماجہ)، اور حدیث اذا کان الحفاۃ العراۃ رؤس الناس فذاک من اشراطها (ابن ماجہ) وغیرہ وغیرہ کثیر احادیث واقوال صحابہ علماء سے ظاہر۔ اصل طیب وہ جو فضائل کی حامل اور اخلاق حسنہ طیبہ رکھتی ہو۔ کم اصل وہ جو اس سے خالی ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو باعتبار نسب کم اصل ہو مگر خود فضائل، عمدہ خصائل کا حامل ہو کر شخصی عزت سے اعلیٰ درجہ کا معزز ہو۔ مگر یوں معزز ہو کر جنسی و نوعی عزت کا اگر منکر ہوگا تو عقل و نقل سب رد گرداں ہوگا۔ پان باعتبار اپنی نوع کے معزز ہے۔ اگرچہ کسی عارض سے کوئی پان کڑوا ہو۔ اوسکی کڑواہٹ کو دیکھکر کوئی کہے کہ پان کی نوع اچھی نہیں ہوتی۔ اوس میں اور نیب میں کیا فرق ہے؟ تو ایسا شخص عقل سے عاری بھی کہا جائے گا یا معاند۔ کھٹے آم کے درخت میں کوئی پھل خوشبودار خوش مزہ ہو اس سے کوئی عاقل اوس درخت کو شیریں آموں کے درخت کے برابر نہ ٹھہرائے گا۔ یہ ہوا اور ہے اور رہوگا کہ اصل طیب کے بعض افراد بگڑ کر کسی عزت کے مستحق نہ رہے ہوں اور اون کی وہ عزت نسبی وغیرہ لائق اعتبار نہ رہی ہو۔ یونہیں کم اصل کے بعض افراد فضائل سے آراستہ عمدہ خصائل اچھے اطوار بہتر شمائل کے حامل ہوں اور ان فضائل کو دیکھتے اون کی کم اصلی اون کے آفتاب فضائل کی تجلی میں گم ہو جائے۔ شرافت نسبی وغیرہ کا اعتبار عقلاً و شرعاً ہر طرح بہت جگہ ہوتا ہے اور بعض مواقع پر نہیں کیا جاتا۔ امام فخر الدین رازی زیر آیہ کریمہ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ فرماتے ہیں فان قیل هذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا و شرعا حتی لا یجوز تجویز الشریف بالنبطی فنقول اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس لجناح الذباب دوی ولا یسمع عند ما یکون الرعد قویا واما فی العرف فلان ما جاء مع الملک لا یبقی له اعتبار ولا الیه التفات اذا علمت هذا فیهما ففی الشرع کذلک اذا جاء الشرف الدینی الالهی لا یبقی لامر هناک اعتبار لا لنسب ولا لسبب الا تری ان الکافر وان کان من اعلی الناس نسبا والمؤمن وان کان من ادونهم نسبا لا یقاس احدهما بالآخر وکذلک ما هو من الدین مع غیره ولهذا یصلح للمناصب الدینیۃ کالقضاء والشهادۃ کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا عالما ولا یصلح لشیء منها فاسق وان کان قرشی النسب وفاروقی النسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدهما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ لان اللہ تعالی یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لا یکتسب ولا یحصل بسعی۔ ملا علی قاری مکی لکھتے ہیں المدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب

المعتبر فی الدنیا لا العقبیٰ مواہب لدنیہ کی شرح زرقانی میں ہے انما ینظر الاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل ــــــ اشخاص مذکورین فی السوال اگرچہ نسبا اور مال و دولت کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ گنے جاتے ہوں مگر جب وہ کفر و ارتداد وغیرہ ذلتوں کے گڑھے میں گرے اور نجاستِ فسق و ابتداع و کفر و ارتداد سے ملوث ہوئے اور اون کی وہ فانی عزتیں ساقط اور بے اعتبار ہوگئیں مگر ان اشخاص کے اپنی عزت پھونک دینے سے اون کی قومی عزتیں نہ جاتی رہیں۔ اصل طیب کے بعض افراد اگر گمراہ یا بد مذہب ہو جائیں یا معاذ اللہ یوہیں فرض کیجئے کہ سب ایسے ہو جائیں تو اس سے اون کی اصل میں خرابی نہ ہوگی وھذا ظاھر واللہ تعالیٰ اعلم۔ قیامت کے قریب جب کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو کیا اون سب افراد کی کفر کے سبب شرافت انسانیت وکرامت آدمیت ہی جاتی رہے گی اس وقت بھی جو کفار ہیں اگرچہ وہ اپنے کفر کے سبب ارذلین میں ہیں مگر شرافت انسانیت و عزت آدمیت رکھتے ہیں اگرچہ کفر کے سبب کہیں وہ اعتبار نہیں کی جاتی اور کہیں اس حال میں بھی اوس کا اعتبار موجود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۔ از شہر کہنہ بریلی کانکر ٹولہ مسئولہ شمشاد علی خاں اور کمال الدین صاحب محرم الحرام ۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین عنایت اللہ خاں مشرقی کی بابت جس نے اپنی تصانیف "تذکرہ" وغیرہ میں نماز روزہ حج و زکوٰۃ کلمہ شہادت کے بنیاد اسلام ہونے سے انکار کیا ہے۔ تذکرہ ص۲۰ میں ہے کہ یورپ کی قومیں اب بھی بدرجہا اچھی ہیں ان میں ایفاء عہد کا خاص اہتمام ہے۔ آگے چلکر لکھتا ہے اسی لئے صحیح معنوں میں متقی و محبوب خدا ہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص۱۹ پر ہے "ذلوق سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی امت اسلام کے الٰہی اور نبوی تخیل پر تیس برس سے زیادہ قائم نہ رہ سکی" تذکرہ دیباچہ ص۹۱ "قرآن کی الصلوٰۃ (نماز) صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے" آگے چلکر کہتا ہے "مگر عبادت قطعاً نہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص۳۳ آج بھی الصلوٰۃ نماز وہ شئے ہے جو وہی تکیف دل وہ نتیجہ خیز اطاعت وہ ضبط نفس وہ توقیت عمل وہ اخوت اور موالات وہ تعاون محافظت پیدا کرے جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لائے ہوئے پیغام میں مقصود تھی محمدی نماز کے ظواہر و ارکان سے اوس کو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح نتائج پیدا ہو جائیں اوس کی نظروں میں بارگاہ خدا میں مقبول ہیں" تذکرہ ص۹۰ "ادھر امتوں نے اپنے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت اور نیازمندی ظاہر کرنے کو اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں نارواغلو کیا" پھر ایک سطر بعد ہے "پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے خدائی قانون کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے اون کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے موسوی گویا عیسائی محمدی بن گئے انہیں کو سراہنا

Marfat.com

اُن کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا۔" چار سطر بعد لکھتا ہے "عیسائی مسیح کو سچ سچ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے ڈاڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا یہودی تسبیحوں کے پیچھے لگ گئے، ہٹ چلہ کشی میں مصروف ہو گئے گبر نے نور آتش کو خدا سمجھ لیا۔ پھر حج جاتری نماز زکوٰۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔" تذکرہ ص۶۱ میں ہے "اسلامی جماعت کے اندر سب نظامی اور اعتقادی سب قولی اور اعمالی سب اتباعی اور غیر اتباعی سب شرعی اور فقہی تفرقے کے برخلاف ہوں سب کو علانیہ مٹانا چاہتا ہوں سب مطیعوں اور مطاعوں مرید وں مرادوں کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل سمجھتا ہوں۔ اور عذاب آخرت کا مستوجب۔" ایک قول اوس کا مرقوم ص۹۸ بھی قابل دید ہے کہتا ہے "اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ کو رہنا یا عادتًا یا تعظیما ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعًا کوئی عبادت نہیں۔" تذکرہ حصہ عربی شروع کرنے سے پہلے لکھتا ہے "تهدیة الی الله عز وجل رب انی قد جئتك بشئ غريب مما اتيتني من لدنك وقلبي وجل اني راجع اليك في يوم لا ريب فيه فتسئلني عما فعلت فتقبل مني واصلح لي في تدبري وثبت به فؤادي واجعل افئدة من الناس تهوى اليه فيعلموا انه الحق منك فتحيت لك قلوبهم رب واصلح المؤمنين واهدهم بنورك في هذا كما اصلحتهم وهديتهم من قبل فانهم قوم لايعلمون رب اخبرتني انهم لهالكون من قريب فاتيتهم بنبأ عظيم۔" نبأ عظیم کی تشریح اردو ص۵ پر کر کے لکھتا ہے "یہی اس نبأ عظیم کا لب لباب تھا جو محکمہ قضاؤ قدر کے آستانۂ علیہ سے نبیوں کو ملی اور یہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم وخبر ہے کمال کشف واکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ ہے۔"

الجواب

ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از ابوال وہ ہیں جو صراحۃً ہادم اساس دین وایمان رنانی ومنافی اسلام مومنان ہیں جن میں کوئی تاویل دور کی بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقینًا کافر قادیانی مرتد سے زائد اضر اکفر۔ اوس کے کفر واستحقاق عذاب میں اصلا شک تامل کو راہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ مسلمانوں ہی کو کافر نہیں ٹھہراتا بلکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور اپنے گڑھے ہوئے خود ساختہ تخیل کو نبأ عظیم اور سچی نبوت اور انتہا علم وخبر کہتا ہے جس کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ بتاتا ہے۔ اپنی نبوت کا اشعار کرتا ہے۔ کفار کے صحیح معنی میں متقی اور محبوب خدا ہونے کا اقرار کرتا ہے اسلام ومسلمین کے کفر وکفار ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالیٰ ربنا الخبیر العلیم وم

Marfat.com

تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹۔ از .... مسئولہ زین الدین صاحب ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین اگر بے دین ہوں یا مرتد تو ان کا نفقہ لڑکے پر واجب ہے یا نہیں۔ (۲) والدین مرتدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

والدین اگر کافر ذمی ہوں تو ان کا نفقہ ذمہ ولد مسلم موسر قضاءً بھی واجب ہوگا جبکہ وہ کسب پر قادر نہ ہوں۔ اور اگر ولد معسر ہو تو صرف دیانۃً بقدر طاقت۔ یونہی اور حسن سلوک غیر کفر و معاصی میں ان کی اطاعت بعض صور میں واجب بعض میں جائز لقولہ تعالیٰ و بالوالدین احسانا وقولہ عزوجل وصاحبھما فی الدنیا معروفا کفر و شرک و معاصی میں ان کی اطاعت کفر و شرک و حرام ہے قال تعالیٰ وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الطاعۃ فی المعروف۔ اگر اس امر میں جس کا حکم والدین وغیرہما جس ایسے شخص نے دیا جسکی اطاعت چاہئے اس کی نصیحت اس کا نفع اسکے نقصان کا دفع اور اس کی تکمیل و تربیت احوال ہے تو اطاعت واجب ہے اور اگر ایسے ایک امر مباح کام کا امر ہے کہ اس کے حق میں اس کا عدم وجود برابر ہے تو اطاعت مباح ہے واجب نہیں غرض جو بات شرعاً پسندیدہ ومقتضائے تکریم ہو اسمیں اطاعت لازم یا جائز ہے معصیت میں ہرگز ہرگز اطاعت نہ کی جائے اگرچہ والدین مسلمان ہوں۔ حدیقہ ندیہ میں ہے الحاصل ان کل من لزمتہ طاعۃ غیرہ کالابن یجب علیہ طاعۃ ابویہ فیما ھو طاعۃ والرعیۃ یجب علیھم طاعۃ السلطان فیما ھو طاعۃ والزوجۃ یجب علیھا طاعۃ الزوج فیما ھو طاعۃ والعبد یجب علیہ طاعۃ مولاہ فیما ھو طاعۃ لما اذا اصدر الامر من الآمرین الی المامورین فیما ھو نصح فی حقھم ونفع لھم وتربیۃ لاحوالھم وتکمیل لنقصانھم یجب طاعتھم فی ذلک واما فی الامر بالمباح الذی وجودہ فی حق المامورین وعدم وجودہ سواء ولا انتفاع لھم بہ ولا دفع ضرر بہ عنھم فان طاعتھم فیہ جائزۃ مباحۃ غیر واجبۃ کما قررناہ وحررناہ فی حق امر السلطان فی غیر ھذا الکتاب۔ یونہی جس میں آمرین کا وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر آمر کا نفع یا نیز اس کا دفع ضرر نہ ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب

Marfat.com

ہونا چاہیے اور جس میں ان کا نفع اور ان کے ضرر کا دفع نہ ہو گا وہ مباح ہو گا ۔ وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر اس کا نفع جائز یا اس کا دفع ضرر ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہیے جبکہ مامور کے امکان میں ہو ۔ اختلاف دین سے سوا والدین و اجداد اور جدات از قبیل اَب واُم وفروع وزوجہ جبکہ یہ ذمی ہوں اور لوگوں کا نفقہ ساقط ہوتا ہے ۔ اور اگر اصول وفروع وزوجہ حربی ہوں تو ان کا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے ۔ حدیقہ ندیہ میں ہے یجب علی الولد المسلم نفقة الوالدين الكافرين اذ عجز عن الكسب ۔ اسی میں شرح درر سے ہے لانفقة مع الاختلاف دينا الا لزوجة والاصول والفروع الذميين لقوله تعالى صاحبهما فى الدنيا معروفا وفسرها النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بحسن العشرة والاجداد والجدات كالابوين ولا يجبر المسلم على انفاق ابويه الحربيين ولا الحربى على انفاق ابيه المسلم او الذمى لان الاستحقاق بطريق الصلة لنهى عنه برهم لقوله تعالى انما ينهكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين ۔ ولهذا لا يجير الارث بين من هو فى دارنا وبينهم وان اتخذت ملتهم وقيدنا بالذميين احترازا عن الحربى والمستأمن اما الاول فلانا نهينا عن البار فى حق من يقاتلنا واما الثانى فلعرضيه اذ يلحق بلاصادق وجب على المسلم خدمتهما ۔ اى الوالدين الكافرين يجب عليه ايضا برهما اى الاحسان اليهما بقدر وزيارتهما فى بعض الاحيان الا ان يخاف الولد ان يجلباه اى ابواه الكافرين على الكفر والتدين بدينهما فيجوز له ان لا يزور حينئذ ولهذا ذكر فى تنوير الابصار وغيره من الحضانة عليها تجب للذمية كالمسلمة مالم يعقل الصغير دينا وان يالف الكفر كذا فى الخلاصة ۔ ولا يجوز ان ولد المسلم يقودهما اى الوالدين الكافرين اذا عميا الى البيعة والكنيسة لاعانته لهما على الكفر هو لا يجوز انما يقودهما اى والديه منهما على المنزل قال الوالد رحمة الله عليه فى مسائل المتفرقة من شرحه على الدرر معزيا على القدسى لا يقاد الاعمى على البيعة ويقاد منهما ونحوه فى البزازية وغيرها ۔ عالمگیریہ میں ہے يجبر الولد الموسر على نفقة الوالدين المعسرين مسلمين كانا او ذميين قدرا على الكسب او لم يقدر بخلاف الحربيين المستامنين ولا يشارك الولد الموسر احد فى نفقة ابويه المعسرين كذا فى العنايه ۔ اسی میں ہے ۔ ولا تجب النفقة فى اختلاف الدين الدين الا للزوجة والوالدين والاجداد والجدات والولد وولد الولد ۔ اسی میں ہے ۔ لا يجبر المسلم والذمى على نفقة والديه من اهل الحرب ان كانا مستأمنين وكذلك الحربى الذى دخل علينا بامان لا يجب على والديه النفقة اذا كان مسلمين او كانا من اهل الذمية كذا فى المحيط ۔ تفسيرات احمدیہ

Marfat.com

میں ہے اما الطاعۃ فیھما ای غیر المعاصی فواجب بقدر ما امکن ولھذا قال علیہ السلام فی اطاعۃ الوالدین وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولھذا شرع الاحسان والنفقۃ علیھما علی الولد ویحرم علیہ ابتداء قتلھما وان کانا کافرین علی مایدل علیہ قولہ وصاحبھما فی الدنیا معروفا یرضیہ الشرح وتقضیہ الکرم والی کلہ یشیر الکلام صاحب الھدایۃ حیث قال فی باب النفقۃ وعلی ابویہ واجدادہ وجداتہ اذا کانوا فقراء وان خالفوا فی دینہ اما الوالدان فلقولہ تعالی وصاحبھما فی الدنیا معروفا نزلت فی الابوین الکافرین ولیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالی و ترکھما یموتان جوعا اما الاجداد والجدات فلانھم من الاباء والامھات وبہ ایضا تمسک فی کتاب الجھاد ان الابن ان وجد اباہ فی صف المشرکین لا یقتل ابتداء وان قصد الاب قتلہ بحیث لا یمکن دفعہ الا لیقتلہ لا بأس بہ لانہ دافع حینئذ لا قاصد۔

ان عبارات سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ معصیت میں ماں باپ سلطان کی اطاعت نہیں ہے۔ اور غیر معصیت میں بعض سے مطلق وجوب معلوم ہوا۔ کہ بعض میں یہ ہے کہ بعض امور میں اطاعت واجب بعض میں مباح۔ اور قضیہ نظر فقہی یہی ہے کہ مطلقا وجوب نہیں۔ اللہ اور رسول سے زائد اطاعت کس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر میں بعضیت ہے۔ بعض وجوب کیلئے اور بعض ارسال میں۔ یوہیں تفصیلات ہونا ضرور کہ جس مباح کی ماں باپ۔ سلطان تاکید فرمائیں امر برائے وجوب کریں یعنی اس کام کو مامور پر لازم کریں وہ واجب ہوگا۔ اور اگر امر بطور امر ارشادی ہو تو مباح ہی ہو جائے گا۔

ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ مرتد کا کوئی نفقہ نہیں۔ جیسے حربی کا یوں ہی مرتد کا بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نری معاملت بھی ناجائز ہے۔ کہ اس کے ساتھ صلہ حسن سلوک اسکی اطاعت شعاری فرمانبرداری مرتد کیلئے نہیں مگر توبہ ورنہ تلوار۔ مرتد والدین حربی والدین سے بدتر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۴۰ ۔ از شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ محمد رضا خانصاحب۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ۔

علمائے دین کیا فرماتے ہیں عنایت اللہ مشرقی کی بابت اور اوس کے اتباع کی بابت اوس کی تحریک میں شامل ہوکر خاکسار بننے کی بابت؟ آج کل بریلی میں لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اوس کے اقوال اور اصلیت سے ناواقف ہیں۔ چند اقوال لکھکر اوس کے اور متبعین کی بابت حکم شرعی مطلوب ہے۔ تذکرہ صفحہ اول میں تھدیہ الی اللہ کے ضمن میں عربی عبارت لکھتا ہے۔

Marfat.com

"رب اخبرتنی انھم لھا لکون من قریب فاتیتھم بنبأ عظیم۔" پھر دیباچہ کے صـ پر لکھتا ہے
"یہی اس نبأ عظیم کا لب لباب تھا جو محکمۂ قضاو قدر کے آستانہ علیہ سے نبیوں کو ملی اور یہی سچی نبوت
ہے یہی انتہا علم و خبر ہے کمال کشف واکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم ہیچ ہے سب
کمتر معاملوں کی خبر، ہیچ ہے۔" دیباچہ تذکرہ صـ۹ "پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل
کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے اور
مسلم بننے کی بجائے موسوی۔ گوتمی۔ عیسائی اور محمدی بن گئے اور اون کو سراہنا ان کو اپنے اعمال وافعال
میں بت بنا لینا جزو دین جانا۔" پھر دو تین سطر بعد لکھتا ہے۔ "عیسائی مسیح مسیح ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے
داڑھیوں اور تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔" پھر دو سطر بعد لکھتا ہے۔ "پھر حج جاتری
نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے۔ برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے" الخ تذکرہ
صـ۱۷ "نبی آخر الزماں علیہ السلام کا واحد مطمع نظر روئے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقاء دوام
کے معراج پر پہنچانا تھا یہی اون کے مبعوث ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی۔" تذکرہ صـ۷۵ "کرشن علیہ السلام"
تذکرہ صـ۴۹ "اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گز گز بھر لمبی داڑھیوں والے
فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پائجاموں اور عماموں اور داڑھیوں
کے اندر گھس چکا ہے اگر اوس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحیں
آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں" الخ تذکرہ صـ۹۱ قرآن کی الصلوٰۃ "صرف نوکر کا پنجوقتہ سلام
ہے" ۴ سطر بعد لکھتا ہے "مگر عبادت قطعاً نہیں" تذکرہ صـ۹۲ "ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور
قعدوں رکعتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے فجر ظہر عصر اور مغرب عشا یا اشراق سے اوسکو کچھ واسطہ
نہیں یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن
کی بتائی ہوئی الصلوٰۃ اگر کسی معنوں داخل عبادت ہے تو اس لئے کہ یہی اوب بیسوں حکموں میں خدا کا
ایک حکم ہے" تذکرہ صـ۹۸ "پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی
کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ کو رسماً عادتاً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت
کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" تذکرہ صـ۹۹ "پتھر کی رسماً پرستش یا خدا
کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اوس کے
مشرک یا موحد ہو جانے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا" فقط

الجواب

Marfat.com

مشرقی کے اقوال

یہ تیسرا سوال مشرقی کے اقوال بدتر از ابوال اور اوس کے زبوں حال پر ملال بد مآل سے متعلق آیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے غالبًا ہر سوال میں نئے نئے اقوال پیش ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی کتاب ایسے ہی خبیث اقوال کا خزانہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اوس کے اقوال اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتے ہیں۔ ایمان کو از بیخ برکندہ کرتے اور مشرقی کے گڑھے ہوئے بے ڈول لائق ہزار نفریں ولاحول مذہب کو از نام اسلام پیش کرتے ہیں مسلمانوں کو کھلا کافر، بت پرست مشرک بتاتے۔ اتباع و اطاعت انبیا کو شرک بت پرستی سمجھاتے ہیں۔ اون میں ارکان اسلام و شعائر دین، سنن سید المرسلین کیساتھ استہزاء، اون کی توہین مبین ہے۔ عبادتوں کے عبادت ہونے سے انکار۔ اسلام ومسلمین وعلماء دین واحکام شرع متین پر بے طرح بوچھار ہے اوس کی کتاب میں ایسے اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہوسکتی جن پر مطلع ہوکر قائل کے کفر و عذاب میں شک وارتیاب موجب کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جو لوگ اوس کے اون اقوال پر مطلع نہیں ہیں اوس کی جماعت میں شریک ہوگئے ہیں اون پر بھی الزام نہیں۔ ہاں مطلع ہوکر پھر اوسکی جماعت میں شریک رہیں گے تو ملزم ہونگے اور اوس کے کفر و استحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کرینگے تو خود اسلام سے خارج ٹھہرینگے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دین کی اصل صرف توحید ہی مانتا ہے پھر عقل کا پتلا صرف جڑھ ہی کو درخت جانتا ہے اسلام کے شعائر و ارکان و احکام کا مضحکہ اوڑاتے اون کے ساتھ استہزاء کرتے ہوئے کہتا ہے "آج اسلام (تا) ختم ہو چکے ہیں" اس کا خود ساختہ خود تراشیدہ مذہب جسے یہ اسلام بتاتا ہے وہ بھی تو ان سے معرا نہ ہوگا۔ اثباتاً و نفیاً کچھ تو ان امور کیلئے کہنا ہوگا۔ اور خود اس کا دل بھی۔ تو کیا اس کے طور پر کوئی اور بھی ایسا کہہ سکتا ہے کہ مشرقی کا اسلام اوس کے اور اوس کے متبعین کی شرمگاہوں میں گھس چکا ہے کہ اونھیں ڈھیلے سے صاف کریں یا پانی سے یا کپڑے سے یا کاغذ سے یا یوہیں لتھڑا رکھیں یہ لوگ اور ان کی عورتیں قبل جماع بحال جماع بعد جماع یہ کریں یہ نہ کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یا نہ رکھیں ہر ایک کیلئے یا خاص خاص کے واسطے یا کسی ایک شخص کیلئے اونھیں برائے استمتاع پیش کیا کریں اونھیں چھپائیں یا کھلا رکھیں ہر ایک کو دکھائیں۔ موئے زیر ناف رہنے دیں یا صاف کریں۔ کریں تو کب کتنے کتنے دن بعد۔ اور کس طرح کس کس چیز سے۔ حیض و نفاس والیاں کیا کیا کریں اون کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نہ کیا جائے؟ اگر اوس کا خود ساختہ دین اس سے بالکل معرا ہی بفرض غلط ہو تو کیا اوس کے دین کو کوئی ایسا کہہ سکتا ہے کہ اوس کا دین، اوس کی بی بی ماں بیٹی۔ بہن بھتیجی پھوپھی خالہ بھانجی اور پوتی سوتی کی اگلی پچھلی اور خود اپنی شرمگاہوں میں گھس چکا ہے؟ اپنے متبعین کی متعدد

Marfat.com

اور فرجوں میں دھنسا ہوا ہے؟ زنا ولواطت اور حیض ونفاس اور بول وبراز کی نجاست میں پڑا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا او سے اور اوس کے متبعین، اوس کے اقوال کے قبول کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۱۔ از بریلی محلہ مسئولہ ۱۶ ر صفر مظفر ۱۳۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین چند امور مندرجہ ذیل سوالات پر عمل کرنے والا کافر ہوگا یا نہیں؟

ع۱۔ قرآن حکیم آیت کریمہ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا کا صحیح مطلب کیا ہے مفسرین کی اس آیت کے متعلق کیا رائے ہے اور حدیث شریف سے کیا شہادت ہے؟ مفصل اور مدلل جواب کی ضرورت ہے۔

ع۲۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا کہنا ماننا ع۳ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھنا ع۴۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا اور ورزش کرنا ع۵ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال وجان حتی کہ فرزندوں کو قربان کرنے کی طاقت پیدا کرنا ع۶ پابندی وقت کرنا ع۷ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھانا ع۸ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر رکھنا ع۹ روحانی جذبات کو پیدا کرنا شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دینا ع۱۰ خدمت خلق بغیر کسی اجرت کرنا ع۱۱ نماز پر قائم رہنا اور باقی ارکان اسلام پر بجا رہنا ع۱۲ صف میں برابر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی اونچ نیچ کو برابر کرنا ع۱۳ تمام غلطیوں اور سستیوں کو دور کرنا ع۱۴ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنانے کی سعی کرنا ع۱۵ سننے والا اور عامل ہونا کہنے والا اور نہ کرنیوالا نہ ہونا ع۱۶ حتی الوسع مسلمان سے سودا خریدنا۔

الجواب

آیت میں سلام یا بمعنی انقیاد ہے۔ یا سلام سے مراد سلام تحیۃ اسلام ہے۔ شان نزول آیت یہ ہے۔ کہ مرداس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ اون کی قوم مسلمان نہ ہوئی۔ اوس قوم پر غازیان اسلام کو روانہ فرمایا گیا وہ ان کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گئے۔ اور مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں باقی رہ گئے کہ اپنے اسلام سے اپنے آپ کو قتل سے بچالیں گے۔ جب غازیان اسلام کو دیکھا، یا اس خیال کہ یہ کوئی اور قوم ہو اپنی بکریاں لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب غازی وہاں تک پہنچے اور تکبیر کہی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی اور پہاڑی سے اترے اور کلمہ شہادت پڑھا اور علیکم السلام کہا۔ اسامہ بن زید

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچائی گئی۔ حضور نے فرمایا تم نے انہیں مال غنیمت کیلئے قتل کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ آیۃ کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص (ایسا جس کے اصرار علی الکفر سے تم ناواقف ہو) اظہار اسلام کرے اوسے قتل نہ کرو۔ اوس کے قتل سے رکو یہاں تک کہ اوس کے حال کی تفتیش کر کے اوس پر وقوف پاؤ۔ اگر محض زبانی ہو جیسے منافقوں کا اظہار اسلام اور وہ سچے دل سے اسلام نہ لائے قابل قتل ہوگا۔ اگرچہ جزیہ نہ دے گا۔ اور اگر بعد تفحص یہ کھلے کہ وہ سچے دل سے اسلام لایا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ ناحق اوس کا قتل حرام اشد کبیرہ ہوگا۔ سیاق وسباق آیت دیکھو۔ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو۔ اور جو تمہیں سلام کرے اوس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ (یعنی جس میں اسلام کی کوئی علامت پاؤ اوس سے ہاتھ روکو اوس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ جب تک اوس کا کفر ثابت نہ ہو جائے) تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بکثرت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (یعنی جب تم اسلام لائے تھے تو تمہاری زبان سے کلمہ شہادت ہی نے تمہاری جان مال محفوظ کر دیئے تھے تمہارا یہ اظہار اسلام نالائق اعتبار نہ ٹھہرایا گیا تھا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بے شک اللہ تمہارے کرتوت سے خبردار ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہ استاذ سلطان عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ معنی الآیۃ یایھا الذین اٰمنوا اذا ضربتم ای سرتم فی طریق الغزو فتبینوا ای اطلبوا بیان الامر وثباتہ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا والسلام ھو الانقیاد او التسلیم الذی ھو تحیۃ اھل الاسلام حال کونکم تبتغون بھذا القول عرض الحیاۃ الدنیا اعنی المال والغنیمۃ التی ھی سریع النفاد فعند اللہ مغانم کثیرۃ تغنیکم عن قتل رجل یظھر الاسلام ویتعوذ بہ من التعرض یعنی ان رجلا اذا القی الیکم السلام ویدعی الاسلام فلا تقبلونہ بل تقتلونہ لاجل متاع الدنیا وھو الغنیمۃ فلا تفعلوا کذلک بل توقفوا حتی تعلموا ایمانہ وقد اغناکم اللہ تعالیٰ بالمغانم الکثیرۃ لا احتیاج لکم الی غنیمۃ رجل مسلم وان تدعوا انہ لا یوافق لسانہ قلبہ فکذلک کنتم من قبل ای اول ما دخلتم فی الاسلام سمعت من افواھکم کلمۃ الشھادۃ فحصنت دمائکم واموالکم من غیر اطلاع علی مواطاۃ قلوبکم لالسنتکم فمن اللہ علیکم بالاستقامۃ والاستشھاد بالایمان فافعلوا

Marfat.com

بالداخلین فی الاسلام کما فعل بکم فتبینوا فی ذلک ولا تتهافتوا فی القتل وھذا مضمون الایۃ بحسب ما ذکرہ . فی المدارک وقال ھو فی نزولہ روی ان مرداس بن نھیک اسلم ولم یسلم من قومہ غیرہ فغزتھم سریۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فھربوا وبقی مرداس لیثقہ باسلامہ فلما رأی الخیل الجاء غنیمتہ الی مسوح من الجبل وصعد فلما تلاحقوا وکبروا کبر ونزل وقال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ . علیکم السلام فقتلہ اسامۃ بن زید واستاق غنیمتہ . فاخبروا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فوجد وجدا شدیدا وقال قتلتموہ ارادۃ ما معہ ثم قرأ الایۃ . حدیث میں ہے کہ حضور جب لشکر روانہ فرماتے فرما دیتے اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا . آیت کا سباق وسیاق بتا رہا ہے اور حدیث وفقہ سب شاہد کہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی اسلام کا اظہار کرے یا تم پہ سلام کرے وہ مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ . یہود ونصرانی کوئی اہل کتاب اگر کہیں میں مومن ہوں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے دین ہی کو ایمان سمجھتا ہے . نہ کہ صرف السلام علیکم کہنے پر اوسے مسلمان سمجھ لیا جائے بلکہ اگر کلمہ شہادت بھی پڑھے تو بھی اوسے صرف اتنا نفع نہ دے گا جب تک اپنے دین باطل کو باطل نہ کہے اور اوس سے اظہار بیزاری نہ کرے . یوں ہی مدعیان اسلام سب اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو اون کا السلام علیکم کہنا کلمہ شہادت پڑھنا اور طرح طرح اظہار اسلام کرنا انھیں کیونکر نافع ہو سکتا ہے ؟ باوجود اون کے اون کفروں کے جنھیں انھوں نے اسلام سمجھا ہے . آج بہت ہنود جب مسلمانوں سے ملتے ہیں السلام علیکم کہتے ہیں کیا وہ اس سے مسلمان ہو جاتے ہیں ؟ تحریف کلام مسلمان کا کام نہیں . خصوصا کلام الہی میں . یہ تو یہود کی صفت ہے جیسے قرآن عظیم میں فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ بات کو اوس کے محل اوس کے موضع سے پھیرتے کہیں سے توڑ کر کہیں جوڑتے ہیں . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ . آیت کے یہ معنی ہوں تو جو کوئی بھی کسی مسلمان پر سلام کرے مسلمان ہو جائے . حاشا نہ یہ دین اسلام کا حکم . نہ عقل ہی کا مقتضی . بت پرست بتوں کو پوجتا رہے ، مجوسی آگ کی پرستش میں مبتلا رہے ، نصرانی تین خدا اور عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا رہے ، یہودی حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا رہے اور اور کفریات کرتا رہے بس مسلمان پر سلام عرض کرے اور پکا مسلمان . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ . یوہیں رافضی قرآن کو قرآن نہ مانے بیاض عثمانی کہتا رہے . تغیر وتبدیل کمی بیشی کا قائل رہے ، مولی علی واہلبیت کرام کو سوائے حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام انبیاء عظام سے افضل واعلی بلند . بالا بتاتا رہے مولی علی میں خدا کا معاذ اللہ حلول

Marfat.com

مانتا رہے، مولیٰ علی کو خدا جانتا رہے، جبرئیل امین کو نبوت رسالت پہنچانے میں خاطی و غلط کار ٹھہراتا رہے کہ خدا نے نبوت بھیجی مولیٰ علی کیلئے تھی جبرئیل نے (معاذ اللہ) غلطی کی کہ حضور کو دے گئے، دنیا میں رجعت اموات کا قائل رہے، خدا کو کہتا رہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے پھر معاذ اللہ پچھتاتا رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ ہذیانات۔ وہابی۔ دیوبندی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین تنقیص کرتا رہے، امکان کذب باری ہی نہیں معاذ اللہ وقوع کذب کا قائل رہے، حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتا رہے، حضور کے علم کو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم جن میں کتا سوٗر بھی داخل کے علم سے ناپاک تشبیہ دیتا رہے، حضور کیلئے کہتا رہے کہ اونھیں دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں بلکہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، وہ (معاذ اللہ) مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ خباثات۔ قادیانی مرزا کو نبی اور مجدد مانتا رہے، قادیانی عیسیٰ کلمۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی طرح طرح توہین کرتا رہے۔ قادیانی کہتا ہے ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اوس سے بہتر غلام احمد ہے، قادیانی قرآن کو جھٹلاتا رہے نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔ یوہیں مشرقی اور اوس کے اقوال بدتر از ابوال کو ماننے والا کہتا رہے کہ مشرقی نباء عظیم لایا ہے جسے تذکرہ ص۵ پر سچی نبوت کہا۔ وہ بکتا رہے تذکرہ ص۹ "لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کے بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے۔ خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے (تا) محمدی بن گئے۔ اون کو سراہنا اور اپنے افعال اعمال میں بت بنا لینا جزو دین جانا،" اس کا صاف کھلا مطلب ظاہر کہ جو مسلمان کہے جاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں یہ خدا کو تسلیم نہیں کرتے، مسلمان نہیں بنے۔ انھوں نے خدا کو ماننے اور مسلمان ہونے کے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراہنا اپنا جزو دین اور اونھیں بت بنالیا یہ اون کے متبع ہوئے۔ محمدی بن گئے تو مسلم نہیں مشرک ہوئے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضور کے اتباع اور حضور کے سراہنے اور حضور کے سنن پر عمل کرنے کو کفر و شرک بتایا اور خدا کو نہ ماننا ٹھہرایا۔ نماز روزے حج زکوٰۃ ارکان اسلام اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرتا ہے۔ نماز وغیرہ فرائض کے عبادت ہونے کا انکار کرتا رہے، ہنود کی پوجاؤں سے اونھیں ملاتا رہے، اونھیں بے نتیجہ بے مطلب رسم بتاتا رہے، نماز کو اسلام نہ مانے پتھر کی پرستش کو کفر نہ جانے تذکرہ ص۹ مسلمانوں نے داڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔" ص۹ "حج جاتری نماز زکوٰۃ روزے بدعت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔" ص۴۸ "اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی

Marfat.com

پگڑیوں والے مولو ... حضرات یاگز گز بھر لمبی داڑھی والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پائجاموں اور عماموں اور داڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اوس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض ونفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں۔" ص۹۱ قرآن کی الصلوٰۃ صرف نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعاً نہیں۔" ص۹۹ اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے۔ یہی عبادت خدا ہے۔ صوم وصلاۃ حج وزکوٰۃ کو رسماً عادتاً یا تعظیماً ادا کرلینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔" ص۹۹ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی جھک کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اوس کے مشرک یا موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہوسکتا۔" وغیرہ وغیرہ ابلیسات بکتا رہے۔ بس مسلمان پر عرض سلام کرلے پکا مسلمان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسلام نہیں، اگر دن رات کلمہ اسلام رٹتا رہے اور سارے ارکان اسلام بجا لاتا رہے جب تک ان اقوال اور ان جیسے ہادم دین بیخکن اسلام، اقوال بدتر از ابوال سے توبہ نہ کرے گا ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ پھر کس نے **مشرقی** اور اوس کے متبعوں کی تکفیر ان ۱۶ باتوں پر جو سوال میں مذکور ہیں کی جس کے لئے فتویٰ طلب کیا جاتا ہے؟ یہ بھی وہی تحریف کلام ہے۔ مشرقی کے اون ہولناک نجس ناپاک اقوال پر تکفیر ہے۔ اور اوس کے ماننے والوں پر اس شرط پر کہ اوس کے اون اقوال بدتر از ابوال پر مطلع ہوکر اوسے مسلمان جانیں، نہ ان ۱۶ پر۔ ان سولہ امور (جو ۲۴ سے سائل نے دکھائے ہیں بچائے ہیں) کے ع۲ کا کیا مطلب ہے؟ "کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا": مسلمان سے واقعی مسلمان مراد ہے یا ہر مدعی اسلام قادیانی رافضی وہابی دیوبندی نیچری وغیرہ؟ بہرحال یہ ایک بیہودہ محض لغو ولایعنی باطل بے معنی بات ہے۔ شرعاً عقلاً ہر طرح کہ ہر اختلاف سے تحرز ناممکن۔ یہ جن کا اصول ہے وہ خود اس پر کبھی کاربند نہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان واقعی ہو اوس سے بھی اختلاف کبھی شرعاً عقلاً ضروری ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر واقعی اور محض نام کے مسلمان سے۔ نام کے مسلمان سے واقعی مسلمان کا اختلاف تو ہر وقت ہے۔ اوسوقت تک جب تک وہ نام کا مسلمان سچا مسلمان نہیں۔ اوس کے خلاف نہ ہونا کیا معنی؟ سنی مسلمان سے ہزار اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عقائد میں نہیں اعمال میں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر جو فرض ہے اس فرض کا ادا کرنے والا بے شمار بار بداعمال لوگوں بد دینوں بدمذہبوں کے خلاف ہوگا۔ سینکڑوں اختلاف دنیوی ہوتے ہیں۔ ہزاروں دعوی محض باطل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باطل سے باطل بات کہنے والے مسلمان

Marfat.com

اور مدعی اسلام سے کبھی اختلاف نہ کیا جائے گا۔ ہر باطل۔ ناحق کو حق۔ غلط کو صواب۔ کذب کو صدق مانا جائے گا کہ ایسا نہ ہوگا تو مسلمان (اور مدعی اسلام نام کے مسلمان) کے خلاف ہوگا اور نہ خلاف ضابطہ خلاف، قاعدہ خلاف اصول ہوگا۔ پھر مسلمان مسلمان سے ہزارہا اختلاف موجود ہیں۔ اور مسلمان اور نام کے مسلمان سے تو دینی اختلاف ہے۔ اور اصول ٹھہرا یہ کہ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہوگا۔ تو بتایا جائے کہ کس طرح سب سے اتفاق ہوگا کسی سے اختلاف نہ ہوگا؟ مشرقی کے متبعین پر اپنے اس اصول سے بھی لازم کہ وہ مسلمانوں سے خلاف نہ ہوں۔ مشرقی کے ہادم اساس دین وایمان، بیخکن مسلمانان یقین کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کریں۔ نیز اپنی یہ خاکساری چھوڑیں۔ اور ہر وہ بات جو اسکے متعلق مسلمان کہتے ہیں اوسے مانیں۔ عمر میں اپنے سے چھوٹے اور برابر والے کا بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمان ہیں اور عمر یا علم وفضل یا مال ودولت کسی طرح مسلمان بڑے کا بحیثیت اسکے بھی کہ وہ بڑا ہے بڑے کا ہر کہا ماننے" کے متعلق بھی اسی طرح سمجھیں۔ کہ بڑا اگر کسی ناجائز بات کیلئے کہتا ہے تو ہرگز اوس کا کہا ماننا نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اگر یہ عبارت یوں ہوتی کہ "کسی سنی مسلمان کے بے سبب معقول اور بے وجہ مقبول خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا ہر جائز کہا ماننا" تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔ مگر اگر عبارت یوں ہوتی تو سائل کا مطلب نہ بنتا کہ سادہ لوح مجیب سے اوسکے عبارت اس طرح ہوتے ہوئے جواب اپنے حسب مرضی ملنے پر اوسے تو اپنی دستاویز بنانے کی امید تھی کہ مشرقی پر ڈھال سکے کہ "فلاں مفتی صاحب نے فتوی دیا ہے۔ ہم اون کے فتوی سے مشرقی کا کہنا مانتے اوس کے خلاف نہیں ہوتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے اس اصول ۲ کو پسند کیا۔ مسلمان کے خلاف نہ ہونا اچھی بات ہے بڑے کا کہنا ماننا عمدہ بات ہے" ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لطف یہ کہ مشرقی کے طور پر اسلام کفر ہے اور سارے مسلمان کافر۔ اور اوس کے قول سے خود وہ بھی مسلمان نہیں ٹھہرتا تو یہ اصول بے معنی ہے۔ ہاں وہ جو اوس نے یورپی اقوام کے لئے کہا کہ وہ متقی اور محبوب خدا ہیں اگر اون کے خلاف نہ ہونا مراد ہے تو اس صورت میں بے معنی تو نہ ہوگا۔

ع۲۔ اصول ع۲ کا کیا مطلب ہے۔ یعنی جو کچھ وہ کریں اونھیں کرنے دینا چاہے الٹی چھری سے اسلام کو ذبح کریں اور کرتے رہیں۔ بابائے خلافت کی طرح صاف کہدینا کہ میں ہندو بھائی سے نہ لڑوں گا چاہے وہ میری ماں کو بے عزت کریں چاہیں وہ میرے قرآن کو پھاڑ ڈالیں۔ پھر ع۳ میں مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا کس لئے؟ ہاں اگر ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھی جائے اور یہ قابلیتیں اس لئے بہم کی جائیں کہ مسولینی اور ہٹلر کے ساتھ لندن واسپین وغیرہ پر گولہ برسائے

Marfat.com

جائیں۔ ہم پھینکے جائیں۔ یا ملک سے باہر کہیں اور اپنے ہمسایہ طاقت کانگریس کے ساتھ افغانستان و ترکستان و عراق وغیرہ پر یا ہندوستانی ریاستوں پر جہاد کرنے کا خیال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہمسایہ طاقتوں سے تو رواداری برتی جائے گی وہ اسلام کے ساتھ کیسی ہی کچھ عداوتیں ظاہر کریں اوس کی بیخکنی میں دقیقہ اٹھا نہ رکھیں پھر بھی ہر وقت اپنا مال و جان حتی کہ فرزند و زن قربان کرنے کا موقع اللہ اور اسلام کی راہ میں کب ہوگا؟ کیا وہی مشرقی کے متقی اور محبوب خدا لوگوں اور اوس کے گڑھے ہوئے اسلام کی راہ میں؟ کہ ہمارے اسلام کو تو اوس کے اقوال کفر بتاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۲۔ از محلہ ٹولکپور مسئولہ اختیار یار خاں شوز مرچنٹ بار دوم بعد مغرب از ذخیرہ مرسلہ وقت صبح محمد علی صاحب پسر مولوی مسعود علی صاحب بدست رضا حسن خانصاحب رامپوری خویش احمد اسحق خاں صاحب مرحوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ہم مذہب اہلسنت وجماعت اون تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں بیزار ہیں۔ بیزار رہیں گے اس حالت میں اگر ہم ایک جماعت خاکساران طیار کریں اور اس میں شریک ہوں اور خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اوس کے اصول میں باستثنار اوسکے عقائد کے اوس کا اتباع کریں ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا ذخیرہ کے سوال میں جس عبارت پر خط کر دیا گیا ہے اوس کی بجائے یہ عبارت ہے خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔

الجواب

جو کوئی اوعار اسلام کرتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ضروری نہیں کہ وہ فی الحقیقت مسلمان ہو۔ خصوصاً اس زمانہ قرب قیامت میں۔ قرب قیامت تو حالت یہ ہوگی کہ حدیث میں فرمایا صبح کریگا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا شام اس حال میں کرے گا کہ کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ عہد شریف حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تک منافق نہ رہے کہ پھر منافقوں کا بیج مارا گیا ہو۔ ہر زمانہ میں رہے اور آج تو وہ اس کثرت سے رہیں جن کا شمار خدا ہی جانے۔ مشرقی کے طور پر تو اسلام کفر ہے اور مسلمان سب کافر اور خود وہ بھی اس گڑھے ہوئے اسلام پر بھی مسلمان نہیں ٹھہر سکتا۔ اوس کے اقوال چھپے ہوئے نہیں چھپے ہوئے ہیں اون پر مطلع ہوتے ہوئے سوال میں یہ لکھنا کہ "ناظم اعلیٰ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو" بہت ہی عجیب ہے خصوصاً اس عبارت کے ساتھ کہ "اون تمام عقائد

ہے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں۔" اپنے آپ کو مسلمان کہدینے سے کوئی شخص باوجود اپنے کفریات پر اصرار کے مسلمان ٹھہر جاتا ہے اور اوس کے کفریات مٹ جاتے ہیں۔ مگر یہ قرآن کے خلاف ہے ابھی اوپر آیت ذکر ہوئی کہ" بعض لوگوں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور قیامت پر حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ فریب نہیں دے رہے ہیں مگر اپنی جانوں کو اور انھیں اس کا شعور نہیں۔" اللہ سچا اور اوس کا کلام سچا۔ تو محض ادعاء اسلام اوس کے کام نہیں آسکتا۔ جو سنی مسلمان اپنے دین و مذہب پر قائم رہتے ہوئے کسی کافر سے اگرچہ وہ کیسا ہی اظہار مودت و صداقت کرتا ہو جو موالاۃ کریگا اگرچہ فقط اتنا ہی کہ اوس کا حلیف بنے بحکم قرآن و حدیث شدید گنہگار ہوگا خصوصًا مرتد سے اگرچہ وہ اسلام کا مدعی ہو کہ مرتد سے تو نری معاملت بھی حرام ہے۔ تو کسی کافر خصوصًا مرتد کو والی بنانا اوس کے ہاتھوں پڑنا اوسے سربراہ کار کرنا کیسا اشد حرام ہوگا؟ یہ تو موالاۃ صوریہ کا حکم ہے اور اگر معاذ اللہ حقیقیہ ہو جب تو آفت بہت سخت ہے ایسے کیلئے قرآن عظیم کا ارشاد ہے من یتولهم منکم فانه منهم اور فرماتا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسوله اور فرماتا ہے ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیه ما اتخذوهم اولیاء۔ حرمت موالات کفار کی آیات بہت کثیر ہیں یہاں دو تین آیتیں ذکر کی جاتی ہیں فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اے ایمان والو انھیں جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہرالیا جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور سب کفار ان میں کسی کو حبیب نہ بناؤ، ولی و مددگار نہ ٹھہراؤ۔ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۔ اے مسلمانو اپنے غیروں سے کسی کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا اون کی دل کی تمنا ہے۔ دشمنی اون کے منہوں سے ظاہر ہوچکی اور وہ جو اون کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تم ایمان رکھتے ہو بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝ منافقوں کو عذاب الیم کی بشارت دیجئے جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں۔ کیا کافروں کے پاس عزت ڈھونڈھتے ہیں تو عزت تو ساری

Marfat.com

اللہ کیلئے ہے۔ اوسی کے قبضہ میں ہے۔ تفاسیر دیکھئے تفسیر ابن جریر میں پہلی آیت کے نیچے ہے
لاتتخذوا ایھا المؤمنون الکفار انصارا واخوانا وحلفاء فانھم لا یألونکم خبالا وان اظھروا لکم
مودۃ وصداقۃ۔ اے مسلمانوں کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں
کمی نہ کریں گے اگرچہ دوستی اور یارانہ ظاہر کریں۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الملۃ والدین رازی زیر آیۂ
ثانیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان
بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم وان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب
المعاش فنھاھم اللہ تعالی بھذہ الآیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین
فیکون ذلک نھیا عن جمیع الکفار۔ وقال تعالی یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء یعنی کچھ مسلمان کچھ یہود سے اپنے معاملوں میں مشورہ لیا کرتے اور باہم مؤانست رکھتے دل
بہلایا کرتے کہ کوئی کسی کا دودھ شریک تھا کوئی کسی کا حلیف تھا اس گمان پر یہ مشورت وغیرہ تھی کہ وہ اگرچہ
دین میں ہمارے مخالف ہیں دنیوی امور میں تو ہماری خیر خواہی کریںگے۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت سے
انھیں اس مشورت وغیرہ سے روکا اور حکم فرمایا کہ کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ تو یہ ممانعت صرف
یہود سے نہیں جمیع کفار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ الخ۔ علامۃ الوجود
حضرت سیدی ابو السعود علیہ الرحمۃ ربہ الودود زیر آیت سوم فرماتے ہیں بیان لخیبۃ رجائھم
یطلبون بموالاۃ الکفرۃ العزۃ والغلبۃ فان العزۃ للہ جمیعا تعلیل لبطلان رأیھم فان انحصار
جمیع افراد العزۃ فی جنابہ عز وعلا بحیث لا ینالھا الا اولیاءہ وقال تعالی وللہ العزۃ ولرسولہ
وللمومنین یقضی ببطلان التعزز بغیرہ واستحالۃ الانتفاع بہ۔ تفسیر لباب التاویل میں ہے المعنی
لا یجعل المؤمن ولایتہ لمن ھو غیر المؤمن نھی اللہ المومنین ان یوالوا الکفار او یلاطفوھم لقرابتہ
بینھم او محبۃ او معاشرۃ۔ مدارک میں ہے ای لا تتخذوھم اولیاء تنصرونھم وتستنصرونھم وتواخونھم
وتعاشرونھم معاشرۃ المومنین۔ کبیر میں ہے۔ المراد ان اللہ تعالی امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب
والناصر الا من المسلمین۔ نیز اوسی میں ہے لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار
بھم والتودد الیھم۔ تفسیر ابو السعود وفتوحات الٰہیہ میں ہے نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ
جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور
الدینیۃ ——— ان آیات اور تفاسیر کی عبارات سے روشن کہ کسی کافر سے دوستی بھائی چارہ محبت
اون کو انصار و مددگار بنانا اون سے مل کر غلبہ و عزت چاہنا حتی کہ اون سے مشاورت

و موانست دینی امور نہیں دنیوی باتوں ہی میں سہی اون سے ملاطفت اون سے مسلمانوں کی معاشرت سب حرام ہے۔ تو مرتد تو مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، کافر سے میل کیسا اوسکی طرف ادنیٰ میل حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اون کی طرف ادنیٰ میل نہ کرو جنھوں نے ظلم کیا۔ کہ تمہیں آگ چھوئیگی۔ کافروں بلکہ فاسقوں سے مجالست کی ممانعت ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے الظٰلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع حدیث میں فرمایا لا تجالسوھم حدیث میں مبتدع کے بارے میں فرمایا من اعرض عن صاحب بدعۃ بغضا ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا ومن انتھر صاحب بدعۃ امنہ اللہ تعالیٰ یوم الفزع الاکبر ومن اھان صاحب بدعۃ رفعہ اللہ فی الجنۃ مأۃ درجۃ۔ ایک حدیث میں ہے من سلم علی صاحب بدعۃ او لقیہ بالبشر او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ وسلم۔ در حدیث میں ہے اذا لقیتم صاحب بدعۃ فاکفھروا فی وجھہ۔ منافق کیلئے حدیث میں ارشاد ہوا۔ لا تقولوا للمنافق سید فان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم منافق۔ تو منافق فاسق کی تعظیم حرام ہے۔ حدیث میں ہے اذا امدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش۔ تو کسی مرتد کے ساتھ دوستی محبت اوس کی اطاعت اوس کی نصرت اوس سے استعانت اوس سے مشاورت اوس سے مؤانست وملاطفت اوس سے خواہش غلبہ وعزت، اوس کے ساتھ عوام نہیں خواص مسلمین سے بھی بالاخص الخواص کی سی معاشرت اوسے رازدار سربراہ کار بنانا ہی نہیں اوس کے ہاتھوں پڑنا اوس کے ہاتھ میں اپنی گردنیں دینا اوسے والی وامام ماننا کیسا اشد ظلم اور اشد حرام اخبث واشنع کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ آیات کریمہ واحادیث وتفسیر کے یہ ارشادات دیکھنے کے بعد سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کر کے دل پر ہاتھ دھر کے کہو کیا وہ جس نے کہا کہ" لوگ انبیا کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے (الیٰ قولہ) محمدی بن گئے۔ اون کو سراہنا اون کو اپنے افعال واعمال میں بت بنالینا جزو دین جانا"۔ اسلام کو شرک ٹھہرا کر انبیا کی اطاعت ومحبت اون کے سراہنے کو بت بنالینا اسے شرک سمجھا کر خدا کی تسلیم سے اسے انکار اور سارے مسلمانوں کو نامسلم مشرک کافر صراحۃً بتاکر، خود کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ مبتدع نہیں فاسق کے متعلق اوپر حکم معلوم ہوچکا۔ تو خود بتاؤ کہ ایسے شخص کو

Marfat.com

والی وامام بنانے والا کیسا ہوگا؟ کیا وہ جس نے نماز لو بر ارکان اسلام سے متعلق یہ کہا کہ "صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ کو رسماً یا عادتاً یا تعظیماً ادا کرلینا یا کلمۂ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" اور کہے: "قرآن کی الصلوٰۃ نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے (الی قولہ) مگر عبادت قطعاً نہیں" اور جس نے کہا کہ صفحہ ۹۰ کام چور اور حرام خور نوکر کیلئے یہ ہر وقت سلام کرتے رہنا یہ ہاتھ باندھکر کھڑے ہو جانا یا مؤدب سربقدم ہو جانا پرلے درجہ کی بدمعاشی ہے" اور جس نے کہا صفحہ جس طرح کسی آقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عبادت بھی وقت سے قطعاً بے نیاز ہے۔ الصلوٰۃ صرف ایک پنجوقتہ حاضری اور سلام ہے بجائے خود عبادت نہیں" نیز جس نے کہا صفحہ ۹۹ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا" اوس کے مشرک موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا" نیز کہا "اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے لیکن رسماً یا عادتاً یا رواجاً کسی بت کسی پتھر کسی شمس و قمر کے آگے ماتھا ٹیک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے" نیز جس نے کہا صفحہ ۱۵ "مسلم کا خدا کو مونھ سے ایک ایک جپتے رہنا کلمے اور لاحول پڑھ کر جنت کا حقدار بننا قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس دس نیکیوں کا منتظر رہنا پیروں کی پرستش قبروں کی زیارت پھونکا پھاکی اور استنجاؤں کو دین سمجھنا وغیرہ فی الحقیقت ناکارہ بزار اور بے دلیل باتیں ہیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے سوا چارہ نہ تھا" خود بتاؤ کہ یہ شخص بحکم اسلام اشد مرتد بے لگام ہوا یا نہیں؟ اور جو ایسا ہوا خود سمجھو کہ اوسے مطاع ٹھہرانا اپنے سیاہ سپید کا اختیار دینا کیسا ہے؟ کیا اسلام دشمنی مسلم بیخ کنی اوس کے مونھ سے ظاہر نہ ہوچکی کیا اوس نے جو کچھ اسلام اور ارکان اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین کے متعلق کہا اوس سے آشکارا نہ ہوا کہ اوس نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اصرار بسیار کہ بے اس کے کام نہ چلے گا ایک کافر کو محرری کا عہدہ دینے پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے فرمایا تمہیں اوس سے کیا تعلق؟ خدا تم سے سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر رکھا۔ کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو یار نہ بناؤ میں نے عرض کی اوس کا دین اوس کے لئے ہے مجھے تو اوس کی محرری سے کام ہے اس پر صاف فرمایا کہ میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ اللہ نے اونھیں خوار کیا نہ اونھیں عزت دوں گا جبکہ اللہ نے اونھیں ذلیل کیا نہ اونھیں قرب دونگا جبکہ اللہ نے اونھیں دور کیا" جب حضرت

Marfat.com

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ" بصرہ کا کام بے اوس کے نہ چلے گا"۔ اس پر فرمایا مات النصرانی والسلام یعنی فرض کر دو کہ وہ نصرانی مرگیا اب اس کے بعد کیا کرو گے جو جب کرو وہ اب کرو۔ کسی مسلمان کو مقرر کر کے اوس سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ایک فرمان بھی تحریر فرمایا تھا جس میں ہے لیس لنا ان نأتمنھم وقد خونھم اللہ ولا ان نرفعھم وقد وضعھم اللہ ولا ان نحن نعھم وقد امرنا بان یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون۔ ہمیں جائز نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اونہیں خائن بتاتا ہے یا ہم اونھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ نے اونھیں پستی دی یا اونہیں عزت دیں حالانکہ ہم حکم فرمائے گئے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر نصرانی کو باوجود اصرار، محرری نہیں دیتے اسے حرام فرماتے ہیں کہاں یہ۔ اور کہاں یہ کہ آج ایسے شخص کو جو اسلام و مسلمین کا بیخکن ہے، اون کا ایسا دشمن پرفن ہے جس کے مونھ سے دشمنی بار بار ظاہر و آشکار ہو چکی، جو اسلام کو کفر۔ کفر کو اسلام ٹھہراتا ہے، اوسے اپنا والی اپنی جانوں کا مختار بنانا چاہا جاتا ہے۔ کہ" اس کے عقائد سے بیزار ہیں۔ بیزار رہیں گے مگر اپنی جانیں اوس کے سپرد کیوں نہ کردیں"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔ اس کا جواب بھی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے سمجھ لو۔ کہ اوسکے عقائد سے ہم بیزار ہیں بیزار رہیں گے یعنی اوسکے عقیدے اوس کیلئے ہیں ہمیں تو اوسکی اس تحریک سے کام ہے۔ پھر لطف یہ کہ اوسکی تحریک مذہبی تحریک ہے۔ جسے زبردستی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی نہیں۔ اس کا انکار آفتاب کے انکار سے زیادہ بدتر ہے۔ اوس کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ تحریک مذہبی ہے۔ اوس نے ایک اسلام اور گڑھا ہے۔ جسے رواج دینا چاہتا ہے اور اس اسلام کو کفر ٹھہراتا ہے۔ بہت کثیر عبارات اوسکی ایسی پیش کی جا سکتی ہیں اس وقت صرف ایک ہی عبارت پیش کی جاتی ہے۔" جو بات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے"۔ اور اوس نے اپنا دین اپنا عقیدہ اپنا مذہب بھی کھول کھول کر بتایا ہے۔ اور ۲۴ اصول میں بھی اوسے رکھا ہے اگرچہ وہاں لفظ دین و مذہب وعقیدہ نہیں لکھا ہے تحریک کے ۱۴ نکات سے بھی ایک عبارت پڑھ لیجئے" (۲) قرن اول یا قرون اولیٰ کا عمل اسلام ہی صحیح اسلام ہے خاکسار سپاہی رسول (خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طریق عمل کے سوا کسی شئے کو دین اسلام نہیں سمجھتا (۳) مولوی کا آجکل کا بنایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹانے اور اسکی جگہ نبوی اسلام پھر رائج کرنے کیلئے اٹھا ہے"۔ کہئے۔ جب وہ تحریک

Marfat.com

مذہبی ہے۔ اور سپاہی اوسکو رواج دینے کا پابند اور حلفنامہ یا عہدنامہ جو ہو وہ جب یہ سب کچھ دیکھ کر لکھے گا تو کیونکر اوس کے دین و مذہب سے علیحدہ رہ سکیگا۔ اور اگر کوئی بالفرض بے دیکھے بھالے بے سوچے سمجھے دستخط کریگا تو بعد علم اگر رہے گا تو کیسے اوس کے دین سے علیحدہ رہے گا۔ اوس کا دین تو اسی عمل کا نام ہے وبس۔ اوس کی تصریحات بے شمار سے یہ آشکار۔ جو مشرقی کے گروپ میں شریک ہوگا تو رع ہی کو بیٹھ نہ دے گا بلکہ عقل سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھے گا جبکہ اس کے اقوال پر مطلع ہو کر شرکت کریگا۔ کہ بیخ کن اسلام و مسلمین سے خدمت ایمان و مومنین کی امید باندھنے اور اوسے بلکہ اوسی کو اس کا اہل جاننے والے ایسے ہی ہیں جیسے پہلے گاندھی کی آندھی میں پتے کی طرح اڑتے پھرنے اور اوسے مربی بیکس مسلمانوں کا حامی و یار و یاور مسیحا مردہ قوم کو جلانے والا۔ آب چشمۂ حیوان پلانے والا۔ فخر قوم، ایک خدا سے ڈرانے والا۔ رحمت خدا اسکو مبعوث من اللہ نبی بلفوہ مسجود ملائکہ کہنے اور یہ لکھنے والے ہمیں امید ہے ہم کامیاب ہوں گے ضرور۔ کہ ہیں ہماری مدد پر مہاتما گاندھی بجائے خطبہ جمعہ گاندھی کی مدح کے گیت گانے اوسے مقدس ذات ستودہ صفات کہنے والے ، اوس کی مدح میں ایسے ہوش گمانے والے حمد الٰہی کا مصرع اوس کی مدح میں پڑھنے والے۔ یہ شعر گانے والے ؎

تعریف کوئی کرے اونکی یہ نادر ست + خاموشی از ثنائے تو حد ثنا تست

جب گاندھی کی آندھی کا گرد و غبار بکرم کردگار دفع ہوا اور آنکھیں کھلیں اور اپنی زبوں تر حالت اور سراسر نقصان نظر آیا اور سمجھے کہ ہم بڑے عظیم جال میں پھانسے گئے تھے۔ اور ہمارے حلیف در اصل ہمارے حریف تھے۔ وہ برادران وطن نہ تھے بلکہ ہمارے خون کے پیاسے تھے۔ جنھوں نے ہمیں سبز باغ دکھلا کر اور طرح طرح بہلا کر ہمارا اچھا ہی نہ کھایا بلکہ سرا پا ہمیں چوس کر جھچوڑی ہڈی کی طرح کر چھوڑا۔ جب بھیانک سیاہ رات کی تاریکی دور ہوئی اور خدا نے نور کا تڑکا کیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس ہماری عشق بازی کسی کالی بلا کے ساتھ ہی جیسا جب نے نتیجہ افسوس لعوں ہی اب آنکھیں بند کرکے اندھا دھند اتباع اطاعت محبت کا نتیجہ ہوگا۔ تاریکی دور ہونے دو نور کا تڑکا ہونے دو۔ کچھ دیر جاتی ہے کہ صبح ہوتی ہے اور معلوم ہو جائے گا ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت + کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

اللہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور اس فتنہ اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۴۳ ۔ از بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ خلیل الرحمن صاحب حنفی مستری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید نے عمرو سے یہ سوال کیا (سوال)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تمام جہاں کو آج بھی مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (عمرو کا جواب) علم بہ تحت (فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ) تسلیم لیکن مثل کف دست تمام جہاں بہ تحت ملاحظہ بہ نص یا عطا بہ ثبوت نص ہے تو تسلیم ہو سکتا ہے اور نبی کریم روحی فداک حیاۃ النبی نہیں۔ عمرو کے جواب پر زید نے کہا کہ میں اس کو بالکل نہیں مانتا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمرو کا جواب بروئے شرع ٹھیک ہے زید جس کے انکار پہ شریعت کا حکم ہے فقط بینوا توجروا

الجواب

بے شک بے شبہہ، بے ریب حضور پرنور شافع یوم النشور محبوب اعظم رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چاہنے والے رب کریم کی عطا سے مطلع علی الغیب ہیں۔ اوس حی قیوم عز جلالہ کی ہر صفت کے مظہر اتم آج قبر مبارک میں حی ہیں۔ بے شک تمام جہاں کو اور اوس میں جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثال کف دست مبارک ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جو کچھ کہا گیا سب نصوص قرآن و حدیث سے ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ عٰلم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اس لئے اس فقیر نے اپنی ایک غزل نعت شریف میں سرکار سرہر کار دونوں عالم کے "تاجداروں کے تاجدار" سے عرض کیا ہے مسلط کردیا تم کو خدا نے اپنے غیبوں پر۔ رسول مرتضیٰ تم ہو نبی مجتبیٰ تم ہو۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ۔ اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ ان کے سوا بھی بہت آیات قرآنیہ ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ آشکارا کہ سرکار دولت مدار سید ابرار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ عزوجل نے علم غیب ذرہ ذرہ کا عطا فرمایا ہر تر و خشک کا علم بواسطہ قرآن عظیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہوا پھر خود سرکار نے بار بار اس کا اظہار فرمایا۔ کبھی فرمایا علمت مافی السمٰوٰت والارض۔ کبھی ارشاد ہوا تجلی لی کل شیئ وعرفت۔ کبھی فرمایا ان اللہ زوی الی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا کبھی فرمایا ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بیشک اللہ عزوجل نے سارا جہاں میرے لئے اٹھایا (یعنی مجھ پر ظاہر فرما دیا میرے سامنے کردیا) تو میں اوسے اور جو کچھ اوس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرما رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مبارک کو دیکھ رہا ہوں۔ عمرو نصوص دیکھے اور اپنے بے جا توقف سے باز آئے اور زید بے قید جو کہتا ہے میں اس کو بالکل نہیں مانتا اوس سے اوسکی مراد مطلقاً انکار از علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے

Marfat.com

کہ حضور کیلئے بھی ذرا بھی علم غیب بعطاء الٰہی نہیں مانتا۔ اگر یہ مراد تو یہ تو قرآن عظیم کی آیات کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور نبی کے تو معنی ہی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ بہت غیوب ہیں کہ حضور نے دوسروں کو بتائے بعض غیوب کے علم کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو ہر مومن کو بعض علم غیب بعطائے خداوندی پھر بعطائے نبوی ہے جیسے فرشتے۔ حور و غلمان جنت نار وہاں کے بعض بعض احوال واحوال بعض حالات قیامت۔ کوثر۔ صراط۔ میزان وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں یہ نہیں مانتا کہ حضور مثال کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تو حدیث دیکھے اور اپنا عقیدہ درست کرے۔ انکار سے توبہ کرے۔ کسی چیز کا اقرار جس طرح خود نہیں کیا جا سکتا یوہیں من عند نفسہ انکار بھی تو نہیں ہو سکتا اوس نے انکار کیا۔ توبہ کرے۔ یوہیں اوس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے انکار کیا اس سے توبہ کرے۔ حدیث میں فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق حضرت شیخ محقق ترجمۂ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:-

بدرستیکہ خدائتعالیٰ حرام کردانیدہ است بر زمین خوردن وے تنہائے پیغمبراں الیس پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی۔ تا آنکہ روزی دادہ می شود الخ جلد ۱ ص ۲۸۴ فصل ثالث

اوس سے اوپر فصل ثانی میں فرمایا ص ۲۸۳ قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء گفت آں حضرت بدرستیکہ خدا حرام کردانیدہ است بر زمین تنہائے پیغمبراں را کنایت است از حیات چنانکہ صریح در فصل ثالث آید حدیث ابی درداء وحیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا را است و دریں حدیث کہ فرمود ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اشارتست بداں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ وحصول علم و ادراکست حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہماں است کہ گفتہ شد وتحقیق ایں مسئلہ در تاریخ مدینہ کہ مسمیٰ است بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کردہ شدہ است ازاں جا باید جست۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فتاوی حدیثیہ میں حضرت ابن عربی سے تائید نقل کرتے ہیں۔ لایمتنع رویۃ ذات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانہ وسائر الانبیاء احیاء ردت الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس واذا کان القطب یملأ الکون کما قالہ التاج ابن عطاء اللہ فما بالک بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یلزم من ذلک ان الرائی صحابی لان شرط الصحبۃ

Marfat.com

الرؤیۃ فی عالم الملک وھذہ رؤیۃ وھو فی العالم الملکوت وھی لا تقید صحبۃ والا لثبتت لجمیع امتہ لانھم عرضوا علیہ فی ذلک العالم فرأھم ورآوہ کما جاءت بہ الاحادیث واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴ ۔ از نینی تال مسئولہ قاضی ظفر اللہ خاں گھڑی ساز بڑا بازار ۱۹۴۱ء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں :۔

ع۱ زید داڑھی منڈاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی داڑھی منڈانے کا حکم دیتے۔

ع۲ تذکرہ میں یہ کہتا ہے کہ پیغمبر کی حیثیت ایک لیڈر جیسی ہے جیسا کہ اس زمانہ کا گاندھی لیڈر۔ اپنے زمانہ کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسے لیڈر تھے۔

ع۳ زید مذکورہ بالا برج بھی کھیلتا ہے یعنی تاش پر روپیہ کی بازی لگا کر کھیلا جاتا ہے جس میں کافی روپیہ کی ہار جیت ہوتی ہے۔ آیا یہ برج شرعاً قمار یا جوا ہے یا نہیں اور زید مذکور ماہ رمضان المبارک میں بازار اور شارع عام پر سگریٹ پیتا ہوا نکلتا ہے اور پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے نیز نماز کا بھی پابند نہیں ہے۔ اب ایسے شخص کو ممبری میونسپلبورڈ ڈسٹرکٹ بورڈ اسمبلی وغیرہ جس سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اغراض وابستہ ہوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجنا اور اسکو ووٹ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب فقہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جواب مرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا بالتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل۔

داڑھی

الجواب

داڑھی شعار اسلام ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت کریمہ ہے زید نے وہ کلمہ بکا حضور علیہ التحیۃ والثنا پر افترا کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی چیز کے لئے اپنے پہلے حکم کے خلاف حکم دیتے داڑھی منڈانا شعار کفار ہے۔ رکھنا شعار اسلام۔ شعار اسلام کو مٹنے اور وضع کفار کو اختیار کرنے کا حکم دیتے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کفار کی وضع پسند فرماتے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اس نے دوسرا کلمہ شنیعہ فظیعہ خبیثہ لعینہ کفریہ بک کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس پر ان عظیم جبل وبال کے ہوتے ہوئے پھر اس کا دامن اور پتھروں کے نیچے دبا ہونے کا کیا ذکر۔ کہ وہ جوا کھیلتا ہے ضرور وہ حرام جوا ہی ہے رمضان مبارک میں شارع عام پر سگریٹ پیتا ہے پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے اور ان سب میں بڑھکر یہ کہ نماز کا پابند

Marfat.com

نہیں ماعلی مثلہ بعد الخطا ایسے شخص کو ذلیل کار سربراہ کار بنانا حرام ہے۔ قال تعالیٰ یاایھا الذین
اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا الآیہ وقال تعالیٰ لا تتخذ و
عدوی وعدوکم اولیاء تفسیر مدارک میں فرمایا ای لا تتخذوھم اولیاء تنصرونہم
وتستنصرونہم وتواخونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المسلمین۔ تفسیر کبیر میں ہے
ان اللہ تعالیٰ امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین اسی میں ہے لا تتخذو
اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بہم والتودد الیہم تفسیر علامہ ابو سعود وفتوحا
الٰہیہ میں ہے نھوا عن موالاتہم لقرابۃ او لصداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصا
والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بہم فی الغزو وسائر امور الدینیۃ نیز کبیر میں زیر آیہ شریفہ
الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الآیۃ ان المسلمین کانوا یشاورونہم فی ا
ویوانسونہم لما کان بینہم الرضاع والحلف ظنا منہم انہم ان خالفوھم فی الدین ف
ینصحون لہم فی اسباب المعاش فنہاہم اللہ تعالیٰ بھذہ الایۃ عنہ آلخ ایسے شخص کو وال
بنانا اس کے سپرد اپنے دینی دنیوی کام کرنا حرام ہے۔ قال تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ وال
امنوا الآیۃ ایسا شخص تو ایسا شخص فاسق مسلمان کی تعظیم وتقدیم بے عذر معقول ومقبول ناجائز
فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یاثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ
شرعا اسے ووٹ دینا اس کی مدد کرنا اور یہ اس لئے ہے کہ اسے اپنا ناصر ومعین مددگار یار دیا
ہے اور یہ سب حرام علماء اعلام ائمہ کرام کی عبارت سے واضح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

الکلام الاوضح

تصنیف لطیف حضرت مولنا مفتی نقی علی خاں صاحب والد ماجد امام اہلسنت مجدد مایۂ حاضرہ
مولنا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز
سورۂ الم نشرح کی بے نظیر تفسیر ہے۔ ایسی جامع اور مدلل تفسیر اردو زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔
اس کتاب میں ۸۷ کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔
صفحات ۲۲۸۔ قیمت 12-50

ملنے کے پتے:
- مکتبہ رضا ایوان عرفان۔ بیسلپور ضلع پیلی بھیت
- مکتبہ قادری۔ مسجد نو محلہ۔ بریلی — جامعہ حبیبیہ ۱۴۰، اترسوئیا، الہ آباد
- مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ محلہ سوداگران۔ بریلی

Angle Printers, 272 Chak, Allahabad Phone 53968

Marfat.com

فتاویٰ مصطفویہ

مصنفہ حضور امام الفقہاء سیدنا ومولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ

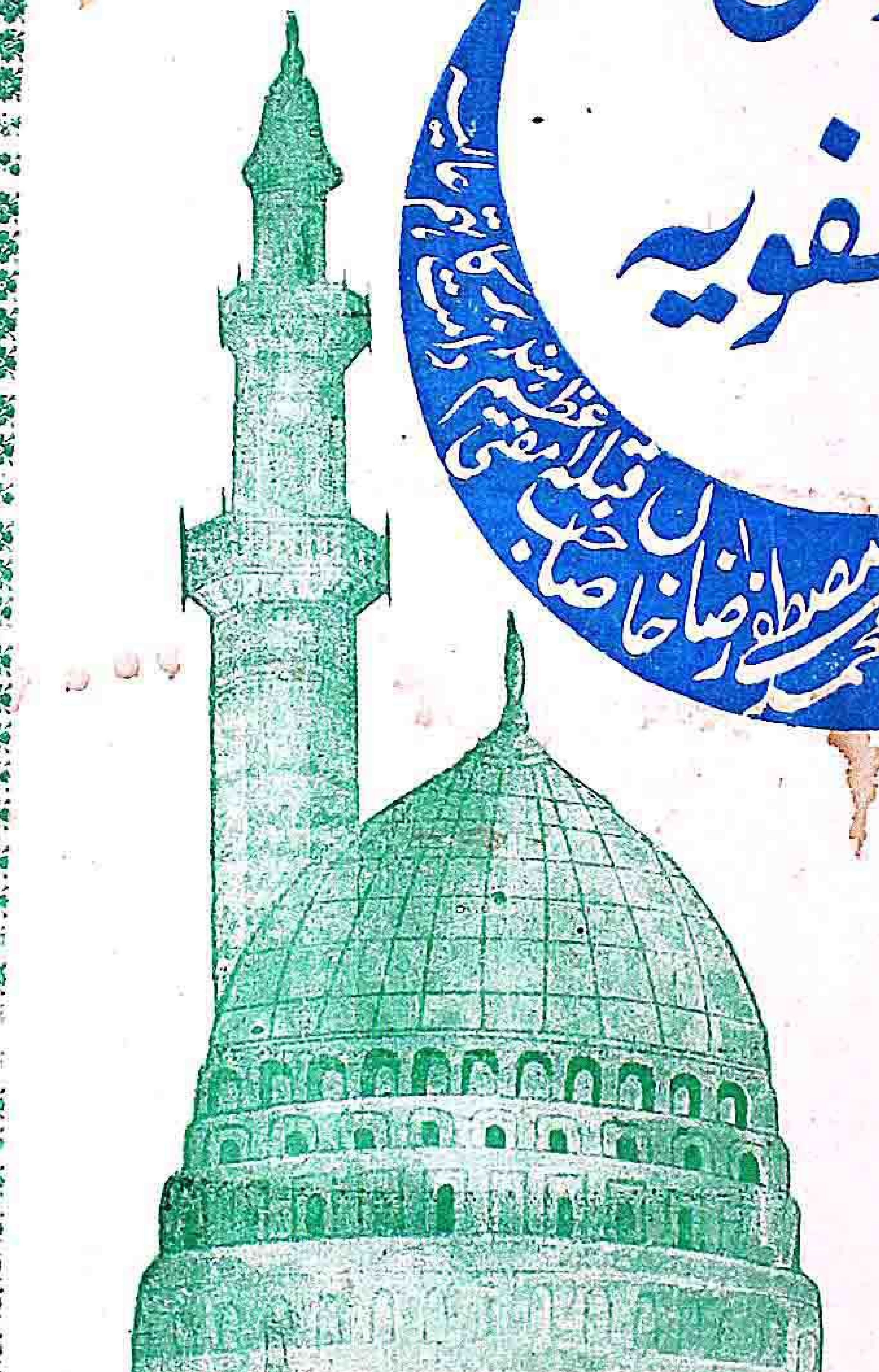

Marfat.com

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

الحمد للہ کہ حضرت امام الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے
فتاوی مبارکہ کا دوسرا حصہ کتاب الصلوٰۃ واحکام مسجد شائع ہو گیا

فتاوی مصطفویہ

حصہ دوم

: (مصنفہ) :

حضور امام الفقہاء مولانا مولوی الحاج شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ

دامت برکاتہم العالیہ

: ناشر :

مکتبہ رضا۔ بیسلپور۔ پیلی بھیت (یو۔پی)

مطبوعہ: تاج آفسٹ پریس ۳۹۶ بخشی بازار الہ آباد

Rs 12 P 50

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی حبیبہ الکریم

"تاجدار اہلسنت شاہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کے فتاویٰ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔
۱۳۴۹ھ سے ۱۳۵۹ھ تک کے فتاوی کی نقل کا ایک رجسٹر جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب نے حضرت مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک اجازت لیکر جناب مولانا الحاج خالد میاں صاحب کے ذریعہ حاصل کر لیا اور بڑی محنت سے اس رجسٹر میں مندرجہ فتاوی کو باب باب کیا پھر پورے رجسٹر کی نقل کر ڈالی پھر کتاب الصلوٰۃ کی نقل کا رجسٹر سے مقابلہ کیا گیا۔ مقابلہ کے وقت آیات واحادیث وفقہی عبارات میں جہاں بھی ضرورت ہوئی قرآن کریم وکتب احادیث وکتب فقہ وغیرہ سے براہ راست بھی کر لیا گیا۔ مقابلہ کے بعد کاتب کے پاس کتابت کیلئے کتاب الصلوٰۃ بھیج دی گئی بعد کتابت وتصحیح پھر دوبارہ حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ اور حضور کی حرم محترم سیدہ مخدومہ محترمہ بڑی بی صاحبہ سے بھی طباعت کی متبرک اجازت حاصل کر کے یہ مبارک مجموعہ فتاوی زیور طباعت سے آراستہ ہونے جا رہا ہے۔ یہ فتاوی صرف عام مسلمین یا طالبان علم دین ہی کے لئے مفید نہیں بلکہ علماء کرام اور مفتیان عظام کے لئے بھی نہایت مستند ومعتمد قابل استفاضہ واستفادہ علوم ومعارف کا ایک بے بہا خزینہ ہے۔ تحقیق وتدقیق کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت سلاست بیان وشاقت زبان کے لحاظ سے بھی آپ اپنی مثال ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ علامۂ اجل۔ فقیہ اجل۔ محدث اتم۔ شہزادۂ وتلمیذ مجدد اعظم حضرت مفتی اعظم عالم دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک قلم کا ایک نشاہکار ہے۔ اگرچہ تصحیح میں کوشش کی گئی ہے مگر پھر بھی غلطی ممکن ہے کبھی کاتب صاحب لاپرواہی یا تصحیح میں بے اعتنائی سے غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ بہرحال کہیں کسی قسم کی غلطی پر اطلاع پائی جائے تو یہ نقل وکتابت کی غلطی سمجھی جائے اس سے پہلے جناب ڈاکٹر فیضان علی اور مولوی عرفان علی صاحب مرحوم رضوی بیسلپوری) اور ان کے برادران صاحبان الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح شائع کر چکے ہیں اسکے بعد فتاوی مصطفویہ کی کتاب الایمان اور اب یہ فتاوی مصطفویہ کی کتاب الصلوٰۃ انکی تیسری پیشکش ہے۔ مولائے کریم ان حضرات کو دوسری کتابوں کی اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد اعظم رضوی مصطفوی مفتی رضوی دار الافتاء بریلی

۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب الطہارت

مسئلہ ۱ از قصبہ سیواہی ضلع گورکھپور مرسلہ جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری مہتمم مرکز دارالاشاعت۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صاحب بہار شریعت نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حوض دہ در دہ سے چھوٹا ہے اور کسی شخص نے اس حوض میں بلا دھوئے ہوئے ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو اس پانی سے وضو درست نہیں ہوگا مگر زید کہتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ بالا صاحب بہار شریعت نے غلط تحریر فرمایا ہے اور فتاویٰ قاضیخان جلد اول وغیرہ سے عبارت مندرجہ ذیل صاحب موصوف کے خلاف اور اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کرتا ہے (۱) جلد فتاویٰ قاضی خان بہامش عالمگیریہ صفحہ ۱۵ المحدث والجنب اذا ادخل یدہ فی الاناء للاغتراف ولیس علیہا نجاسۃ لا یفسد الماء وکذا اذا وقع الکوز فی الجب فادخل یدہ فی الجب الی المرفق لاخراج الکوز لا یصیر الماء مستعملاً الخ پس التماس ہے کہ صاحب بہار شریعت حق پر ہیں یا زید کا دعویٰ حق ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے۔ بہار شریعت میں مسئلہ صحیح لکھا ہے فتاوی امام قاضی خان کی عبارت بہار شریعت کے مخالف نہیں۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت دہ در دہ سے کم گھرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دیگا تو مستعمل ہو جائے گا اور فتاویٰ قاضی خانیہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا یہ دونوں صحیح ہیں۔ ایک دوسرے کے معارض نہیں اگر زید اس عبارت کے آگے یہ لفظ بھی دیکھ لیتا تو مسئلہ سمجھ جاتا اور بہار شریعت کے مسئلہ کو غلط بتانے کی جرأت نہ کرتا عبارت مذکورہ سوال کے آگے بالکل اوس کے متصل ہی ہے وکذا الجنب اذا ادخل یدہ فی البئر لطلب الدلو لا یصیر الماء مستعملاً لمکان الضرورۃ پھر کچھ آگے ہے ولو ادخل یدہ او رجلہ فی الاناء للتبرد یصیر الماء مستعملاً لانعدام الضرورۃ۔ اخراج کوز تو ضرورت ہی ہے اغتراف بھی عاقل ضرورت ہی سے کرتا ہے کہ پانی نکالنے کا کوئی ظرف موجود نہیں للاغتراف خود ضرورت بتا رہا ہے اغترف نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ادخل یدہ فی الاناء للاغتراف تو خانیہ کے ان دونوں مسئلوں میں ضرورت ہے اور بے شک ضرورت کے وقت محض ہاتھ ڈالنے سے حکم استعمال نہ ہوگا اسی مسئلہ اغتراف کو اگر عالمگیری میں دیکھا ہوتا تو وہاں

Marfat.com

للضرورۃ ملجاتا عالمگیری میں یہ مسئلہ یوں لکھا اذا ادخل المحدث او الجنب او الحائض التی طہرت یدہ فی الماء للاغتراف لایصیر مستعملا للضرورۃ کذا فی التبیین خود امام قاضی خان نے دونوں مسئلوں کے بعد تحریر فرمایا ہے لمکان الضرورۃ جس کا تعلق دونوں سے ہے نہ صرف صورت اخیرہ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۔ وضو کرنے کے بعد نماز سے قبل بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا وضو کرتے میں بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ مگر وضو کرتے میں اور اس کے بعد نماز سے قبل دنیا کی باتیں کرنا نہ چاہئے مستحب یہ ہے کہ دنیوی باتیں نہ کرے وضو کرتے میں وضو کی مسنون دعائیں پڑھے اور بعد وضو تحیۃ الوضو وغیرہ نماز میں مشغول ہو فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳۔ غسل کی نیت کیا ہے اور غسل کرتے وقت کیا پڑھا جاتا ہے۔ غسل تہبند باندھ کر افضل ہے یا برہنہ۔

جواب۔ غسل بنیت طہارت کریں مگر طہارت حاصل ہونے کے لئے نیت ضروری نہیں۔ یونہی اگر پانی سارے جسم پر بہالیں گے طہارت ہو جائے گی غسل پھر از سر نو نیت طہارت کر کے کرنا لازم نہ ہوگا غسلخانہ میں جانے سے پہلے ستر کھولنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیں غسلخانہ میں جاکر کوئی دعا پڑھنا نہ چاہئے۔ تہبند باندھ کر غسل بہتر ہے۔ مگر احتیاط کریں کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے اس طرح تہبند جسم سے علیحدہ کر کے پانی ڈالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۔ از نبی پور ضلع بھروچ مرسلہ موسیٰ ابراہیم بخش صاحبان۔ ۲۰ رجادی الآخرہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک کنواں بڑا ہے جس کی گولائی پانی سے ۵ انگل اوپر ناپ لینے سے پونے چھتیس ہاتھ اور دو انچ ہوتی ہے اور اوس کا وسط یعنی قطر گیارہ ہاتھ دو انگل ہے اور یہ پانی کے ساتھ کی دیوار سے ناپ لیا ہے جو ناپ لینے والے ہیں وہ اعتماد سے کہتے ہیں کہ گولائی میں اگرچہ ۵ انگل پانی کے اوپر سے لیا ہے لیکن پانی کے ساتھ ناپ لیا جائے تو بھی قریب قریب وہی ناپ ہے جو مذکور کیا جو ہاتھ گولائی اور وسط کے لکھتے ہیں وہ ہاتھ کا ناپ ۱۸ انچ کا ہے مذکورہ کنواں دہ در دہ ہے یا نہیں اگر اس میں کوئی جیسے چوہا گرے اور پھٹ جائے تو اس میں سے پانی نکالنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اوس کا دہ در دہ بلکہ اوس سے زائد ہونا ظاہر ہے چوہا یا کوئی جانور اس میں گر کر مرے اور پھولے پھٹے یا کوئی نجاست گرے پانی اوسوقت تک ناقابل استعمال نہ ہوگا جب تک اوس نجاست کا اثر رنگ یا بو یا مزہ میں ظاہر نہ ہو ہاں جب اون اوصاف میں سے کوئی وصف اوس نجاست سے بدلے گا تو پانی فاسد ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اعلیحضرت سیدنا الوالد الماجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اپنے رسالہ مبارکہ الھنی المیر فی الماء المستدیر میں ثابت فرمایا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ دور تقریبًا ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہیے پینتیس اعشاریہ ۴۹ ۴۴ ؍ ۲۵ ، ۳۴۹ تو قطر پانچ گز ساڑھے دس گرہ بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی ۱۱٫۲۸٫۴ ہاتھ تو یہاں تو دور پونے چھتیس ہاتھ سے بھی دو انچ زائد ہے ہم نے حساب کیا تو اپنے حساب سے مسئلہ کا جواب لکھا پھر اعلیحضرت قدس سرہ کا فتاویٰ مبارکہ دیکھا بحمدہ تعالیٰ اوس سے معلوم ہوا کہ پونے چھتیس نہیں ساڑھے پینتیس ہاتھ کے قریب بھی دور ہوتا تو بھی وہ دہ در دہ ہوتا۔ جسے تفصیل درکار ہو وہ اعلیحضرت قدس سرہ کا رسالہ مذکور مطالعہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵ از راجکوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام۔

حوض اوپر سے دہ در دہ نہیں ہے اندر سے ہے تو اس حالت میں وضو درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

جب اوپر سے حوض دہ در دہ نہیں ہے تو بے وضو ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا ہاں اگر ہاتھ علیحدہ پانی سے دھو کر ڈالے اور ہاتھوں سے پانی لے کر وضو کرے مستعمل نہ ہوگا اگر کوئی ظرف وہاں نہیں ہے جس سے پانی نکال کر ہاتھ دھویا جائے تو اس صورت میں انگلیوں کو ملا کر ایک ہاتھ سے پانی نکال کر داہنا ہاتھ دھوئے اور اوس کے بعد دوسرا ہاتھ دھو کر وضو کرے مگر چلو سے پانی نکالتے وقت وضو کی نیت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۔ اگر سر پر بال ہوں (یعنی زلفیں)، تو مسح کرنے کی حالت میں ہتھیلیوں کو پشت سر کی جانب سے واپس پیشانی کی طرف کو لانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

بال ہوں یا نہ ہوں اگر مسح اس طرح کرے گا کہ ہر ہاتھ کی تین تین انگلیاں مقدم راس پر رکھ کر دو دو انگلیاں اور ہتھیلیاں اوٹھاتے ہوئے گردن تک اون تین تین انگلیوں کو لیجائے گا تو پورے سر کا مسح جب ہی ہوگا جبکہ ہتھیلیوں سے سر کے دونوں جانبوں کا مسح کرے گا اور اگر مسح اس طرح کرے گا کہ تین تین انگلیاں اور ہتھیلیاں مقدم راس سے اس طرح جانب گردن لے جائے گا کہ سر کے

Marfat.com

دونوں جانب بھی پوری پوری ہتھیلیوں کے نیچے آتی جائیں گی تو اس صورت میں یوں ہی پورے سر کا مسح
ہوگیا پیچھے سے آگے لانا بیکار ہے۔ اور اولیٰ یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷ ۔ از بمبئی کھڑک پائے دھونی ۶۵ مرسلہ ایوب عبدالرحمن صاحب۔ ۲۱ محرم الحرام ۵۷ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حوض دہ در دہ کیا مراد ہے اور برائج الوقت گز یافٹ
کے حساب سے کتنی مساحت اور کتنا عرض وطول دہ در دہ کیلئے درکار ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب
(۲) ایک حوض نقشہ ذیل کی مساحت کے مطابق موجود ہے آیا یہ دہ در دہ کی حد میں شمار ہوگا یا نہیں۔
جواب دیجئے اور اجر اللہ تعالیٰ لیجئے۔ فقط۔

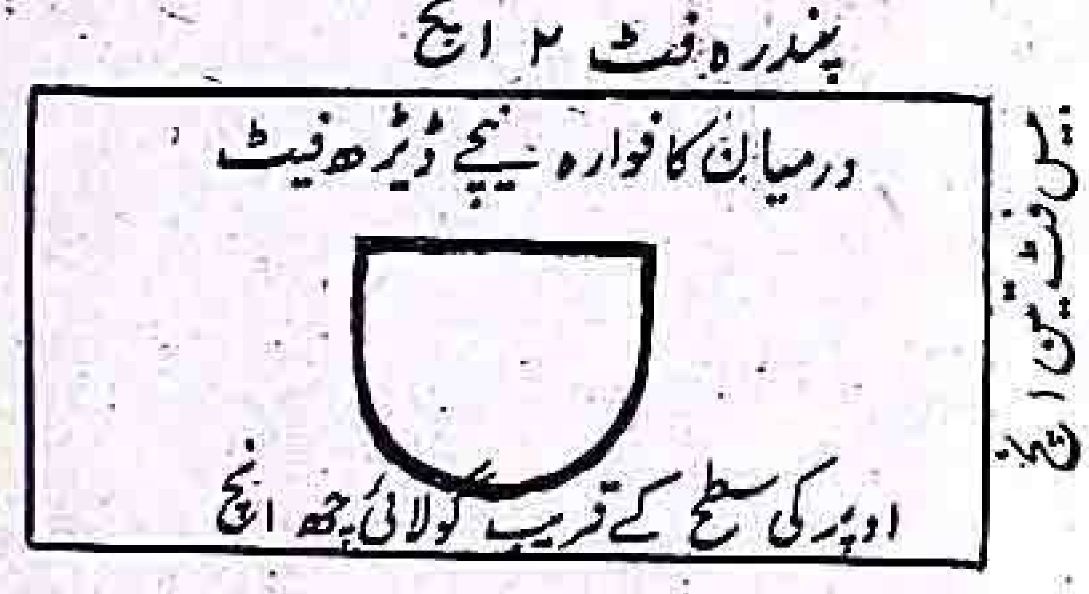

الجواب

دہ در دہ وہ حوض ہے جس کی مساحت ہاتھ سے سو ہاتھ گز سے ۲۵ گز فیٹ سے سوا دو سو فیٹ ہو مربع
ہونا کچھ ضرور نہیں اگر مثلاً سو ہاتھ طول ہو ایک ہاتھ عرض جب بھی دہ در دہ ہوگا عمق اتنا ہونا چاہئے کہ
لپ میں پانی لینے سے زمین نہ کھلے قال الامام فقیہ النفس قاضی خان ادخلہ اللہ تعالیٰ دار الجنان و
ادخلنا بہ وامطر علیہ شآبیب الرحمۃ والرضوان فی الخانیہ خندق طولہ مأتہ ذراع
او اکثر فی عرض ذراعین قال عامۃ المشائخ لایجوز فیہ الوضوء وقال بعضھم یجوز اذا کان ماء
الخندق کثیرا بحیث لو بسط یکون عشرا فی عشر اھ مختصرا قال شیخنا المجدد سید الوالد الماجد
فتاوٰہ الشریفۃ العطایا النبویۃ بعد نقل ہذہ العبارۃ قلت وھو المختار درر عن عیون
المذاھب والظہیریۃ وصححہ فی المحیط والاختیار وغیرھما الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ جواب سوال اول سے اس کا بھی جواب روشن کہ جب دہ در دہ کیلئے سوا دو سو فیٹ ہی
درکار ہے تو یہ تو تین سو فیٹ چھ انچ ہے۔ دہ در دہ سے کہیں زیادہ بیچ کا فوارہ جو ایک طرف تو فقط
انچ ہے اور ایک طرف زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ فیٹ اس حوض کی دہ در دہ مقدار سے زیادہ مقدار کو
بہت کم نہیں کرتا نہ کہ اسے دہ در دہ سے بھی کم کر دے۔ ضرور وہ حوض اس فوارہ کے باوجود دہ در دہ
سے زائد ہے۔ اور اگر فوارہ کا پایہ نیچے سے اتنا عریض بھی ہوتا کہ نیچے کی طرف حوض دہ در دہ سے کم ہو

جب بھی جبکہ سطح بالا دہ در دہ سے زائد یا دہ در دہ ہوتی سطح بالا کا پانی نہ نجاست پڑنے سے ناپاک ہوتا نہ وضو وغسل سے مستعمل ہاں جہاں سے دہ در دہ سے کم ہوتا اوس جگہ کا پانی نجاست سے ناپاک وضو وغسل سے مستعمل ہوتا۔ فی التجنیس اعلاہ عشر فی عشر واسفلہ اقل وھو ممتلئ یجوز التوضی فیہ والاغتسال فیہ وان نقص لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواں میں چوہا گرا اس کے چند روز کے بعد اوس کنواں سے مٹی برآمد کی گئی بعد نکالنے مٹی کے اوس کنوئیں سے پانچسو ڈول پانی پھینکا گیا اور اس کنوئیں میں دس گیارہ ہاتھ پانی ہے جو کہ تقریباً دس گیارہ سو ڈول پانی ہے اور اس کنوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جس قدر پانی نکالا جاتا ہے اتنا ہی پھر ہو جاتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کنواں پاک ہوا یا نہیں۔ اور چوہا جو نکلا تو وہ گلا ہوا تھا یہاں تک کہ گوشت پوست کنوئیں ہی میں رہ گیا تھا۔ زید کہتا ہے کہ جبکہ کنوئیں سے مٹی نکالی گئی اور پانی پانچسو ڈول پھینکا گیا تو کنواں پاک ہوگیا یہاں تک کہ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا بھی کفایت کرتا اس طرح چھپکلی یا مثل اس کے پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے۔ فقط۔ بینوا توجروا۔

المستفتی ابو صالح محمد حاذق الفرقی کان اللہ تعالیٰ لہ ضلع مونگیر۔

الجواب

جس قدر پانی اوس کنوئیں کا نجس ہوا سب جب تک نہ نکلے اوس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اوس کنوئیں میں ہزار ڈول پانی ہے تو جبتک ہزار ڈول پانی نہ نکل جائے گا کنواں پاک نہ ہوگا۔ مٹی اور پانچسو ڈول پانی نکل جانے سے جس نے کنوئیں کو پاک بتایا اوس نے غلط بتایا خدا معاف فرمائے۔ تین سو ڈول پانی کا انداز جہاں کے کنوؤں کے لئے ہے۔ یہ حکم وہاں کیلئے ہے عام نہیں کہ جہاں پانچ چھ سو جہاں ہزار بارہ سو ڈول پانی ہو وہاں بھی تین سو ساٹھ ڈول نکال دینا کافی ہو۔ بغداد مقدس کے کنوؤں میں تقریباً اتنا ہی پانی ہوتا تھا کہ تین سو ساٹھ ڈول نکالنے سے ٹوٹ جاتا تھا وہاں کیلئے یہ حکم فرمایا گیا۔ جیسے امام اعظم نے کوفہ کے کنوؤں کیلئے سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جب وقت وقوع نجاست ہزار ڈول پانی کنوئیں میں ہے تو یہ سارا ہی پانی نجس ہے۔ تو پانچسو یا کم وبیش ہزار سے کم نکالنے پر سارا نجس پانی نہ نکلا اور جب سب نجس پانی نہ نکلا تو کنواں کیونکر پاک ہوا۔ مٹی اگر بالکل نہ نکلتی اور ہزار ڈول پانی نکلتا تو کنواں پاک ہوتا کہ مٹی نکالنا واجب ہی نہیں ہے۔ پانی بالکل نکالا جاتا اور مٹی جتنی نکال دی گئی اس سے بہت زیادہ نکال دی جاتی تو بھی کنواں پاک نہیں ہوتا۔ عبارات علماء سے سب روشن ہے۔ غنیہ میں فرمایا۔ ان کانت البیر معینا لا یمکن نزحها الا بعسر وحرج عظیم اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وقت ابتداء النزح ثم ان المشائخ

اختلفوا کیف یقدر ما کان فیها اذ ذلک ۔ قال بعضهم تحفر حفیرۃ مثل عمق الماء وطوله وعرضه وتجصص فیصب الماء حتی تملاء الحفیرۃ وقال بعضهم یرسل فیها قصبة ویجعل لمبلغ الماء علامة ثم ینزح منها عشر دلاء مثلا ثم تعاد القصبة فینظر کم نقص فینزح لکل قدر منها عشر دلاء وهذان القولان مرویان عن ابی یوسف وعن ابی حنیفة ینزح حتی یغلبهم الماء وقال بعضهم وهو روایة عن ابی حنیفة ایضا یحکم ذوا عدل من اهل البصارۃ بالماء فینزح منها بحکمهما فان قالا ان ما فیها ذلک الوقت الف دلو مثلا نزح ذلک قال صاحب الهدایة وهذا الاخذ بقول العدلین اشبه بالفقه قال فی الکافی انه الاصح اذ الرجوع الی اهل البصیرۃ اصل فی کثیر من الصور کما فی الحکمین والشاهدین وتقویم المتلف قال الله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ اوسی میں ہے وروی عن محمد انه قال ینزح منها مائتا دلو الی ثلثمائة دلو انما اجاب بذلک بناء علی کثرۃ الماء فی ابار بغداد کذا فی المبسوط ۔ والمروی عن ابی حنیفة انه اذا نزح منها مائة دلو یکفی وهو بناء علی ابار الکوفة لقلة الماء فیها کذا فی الکفایة فعلی هذا لا ینبغی الفتوی بالمأتین ونحوها مطلقا. بل ینظر الی غالب ابار البلد وهو الایسر علی الناس والاول هو اعتبار مقدار الماء فی کل بئر علی حدۃ احوط فتاویٰ خانیہ میں فرمایا یرسل بعضه فیرسل فیها وتجعل علی الماء علامة ثم تنزح منها دلاء ثم ینظر کم انتقص فتنزح الباقی بحساب ذلک ولا یجب نزح الطین لمکان الحرج عالمگیریہ میں ہے انتفخ حیوان او تفسخ ینزح جمیع ما فیها صغر الحیوان او کبر هکذا فی الهدایة اوسی میں ہے اذا وجب نزح جمیع الماء ولم یمکن فراغها لکونها معینا ینزح مأتا دلو کذا فی التبیین وهذا الیسر کذا فی الاختیار شرح المختار والاصح ان یوخذ بقول رجلین لهما بصارۃ فی امر الماء فای مقدار قالا انه فی البئر ینزح ذلک القدر وهو الاشبه بالفقه کذا فی الکافی وشرح المبسوط للامام السرخسی والتبیین درمختار میں ہے ان تعذر نزح کلها لکونها معینا فبقدر ما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی یوخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارۃ بالماء به یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا الیسر وذاک احوط ۔ ردالمحتار میں ہے قوله وقیل ۔ ضعف هذا القول فی الحلیة وتبعه فی البحر بانه اذا کان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیده واین ذلک بل المأثور عن ابن عباس وابن الزبیر خلافه حین افتیا بنزح الماء کله حین مات زنجی فی بئر زمزم (الی قوله) مر ویأتی ان مسائل الابار مبنیة علی اتباع الآثار علی انهم قالوا ان محمدا افتی بما شاهد فی ابار بغداد فانها کثیرۃ الماء وکذا ما روی عن الامام من نزح مائة فی مثل ابار الکوفة لقلة مائها فیرجع الی القول الاول لانه تقدیر ممن له بصارۃ وخبرۃ بالماء فی النواحی لا الکوت ذلک لازما فی آبار کل جهة ۔ چھپکلی یا چوہا موی جانور کر پھول پھٹ جائے سب پانی نکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

کتاب الصلوٰۃ

مسئلہ ۱ ـ از ترسائی علاقہ کاٹھیاوار ـ مرسلہ مسلمانان اہلسنت والجماعت بتوسط حضرت مولانا مولوی محمود جان صاحب جامجودھپوری ـ ۲۶ ذو القعدہ ۱۳۴۸ھ ـ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید امام مسجد ہے اس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ بسم اللہ کی ترکیب بھی نہیں جانتا اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ مساجد کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہے اور اگر اتنا نہ جانو تو میرے برابر البتہ ان کو جانو ـ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قول کے قائل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یا نہیں اور غیر نبی کو نبی کے مرتبہ سے برابر جاننا کفر ہے کہ نہیں اور جو لوگ زید کو اس قول کا قائل جان کر اس کی حمایت کریں اور اوسے امامت سے معزول نہ کریں اور اوس کے پیچھے نماز پڑھیں ـ ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ یہ کہیں کہ جن لوگوں نے زید کی بلا اجازت کہ جو امام مقرر ہے اور دوسرے کو اپنا امام بنالیا اور اوس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں اس لئے کہ زید امام مقرر کی بلا اجازت دوسرے امام نے نمازیں پڑھائیں ان لوگوں کا یہ قول شرعاً کیسا؟ قابل قبول ہے یا مردود و باطل اگر اون کا یہ قول مردود و باطل ہے تو شرعاً ان لوگوں پر کچھ الزام ہے یا نہیں ـ بینوا توجروا ـ

(۲) زید اکثر اوقات نمازمیں اپنے وعظ میں یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک ورم کر گئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پتھر کو آگ پر گرم کر کے ورم کو اوس پتھر سے سینکتے تھے ـ پتھر نے بارگاہ رب العزت جل وعلا میں عرض کی کہ الٰہی تیرا رسول مجھے اپنے فائدے کے لئے آگ پر بار بار گرم کرتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے ـ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ میں تیرا بدلا لوں گا چنانچہ فرشتوں نے اللہ عزوجل کے حکم سے اوس پتھر کو جبل اُحد کی طرف پھینک دیا ـ جنگ اُحد کے دن اوسی پتھر کو حبشی نے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جس سے حضور کا دندان مبارک شہید ہوگیا ـ اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں ـ ایسے بے علم شخص کو ہمیشہ کے لئے امام رکھنا باوجود اس کے کہ قوم آسودہ حال ہے وہ بہتر سے بہتر دوسرا امام رکھ سکتی ہے مگر پھر بھی زید کو امامت سے علٰحدہ کیا نہیں جاتا آیا ان لوگوں پر کچھ مؤاخذہ شرعی ہے یا نہیں اور ایسے شخص سے وعظ کہلانا کہ جس سے گمراہی پھیل رہی ہے جائز ہے یا ناجائز ـ

الجواب

زید بے قید اپنے اوس ملعون قول بد تر از بول کے سبب کافر ہوگیا ـ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ـ وہ سخت بے باک نہایت ناپاک جری ہے اللہ کے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

پر مفتری ہے۔ ائمہ مساجد کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد مرتبہ والا کہنا یا اونھیں حضور کے برابر ٹھہرانا دونوں یقیناً حضور کی توہین ہیں اور توہین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر حضور پر عمداً افترا کفر ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی غلام کو کسی حاکم سے برتر یا اوس کے ہمسر کہنا حاکم کی توہین ہے۔ نہ کہ کسی ادنیٰ غلام کو بادشاہ عالی مقام کا ہمسر یا اوس سے برتر بتانا احکم الحاکمین رب اکبر کے حبیب ومحبوب بادشاہ عرش پایۂ گاہ سلطان دارین باعث تخلیق کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ادنیٰ غلام کو ہمسر اور اون سے برتر کہنا کیونکر سخت شدید شنیع اخبث توہین اور اشد تر کفر نہ ہوگا اوس پر توبہ رجوع فرض ہے اوسے لازم کہ نئے سرے سے مسلمان ہو از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی بیوی سے اگر بیوی رکھتا ہو نکاح جدید بمہر جدید کرے اگر وہ راضی ہو اور عورت اگر راضی نہ ہو تو اوسی اوس پر کوئی دسترس نہیں رہی وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اپنا مہر جب چاہے اوس کی چانڈھوک کرلے سکتی ہے۔ اوس کے اس شنیع کلمہ خبیثہ پر مطلع ہو کر جو اوس کی حمایت کرتے ہیں سب توبہ کریں اور سب تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی اوس کے پیچھے نماز باطل محض امام مقرر وہ کب رہا جبکہ کافر ہوچکا کیا کفر کے بعد بھی امامت برقرار ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اوسے امامت سے معزول کرنا کیا معنی معزول تو وہ کیا جائے جو بدستور قائم ہو وہ تو معزول ہوچکا وہ جو اوسے بدستور اپنا امام مانے جاتے ہیں کچھ عقل سے بھی واسطہ رکھتے ہیں اور اس جہالت کا کیا کہنا کہ امام مقرر کی اجازت جو نماز کسی اور کے پیچھے پڑھی جائے وہ ہوگی ہی نہیں احمق لوگ جو خود اپنی بے علمی اور جہالت سے بکتے ہیں اوسے فتویٰ شریعت جانتے ہیں حالانکہ حدیث کا ارشاد ہے مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلٰئِکَۃُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو بے علم کے فتویٰ دے اوس پر ملائکہ زمین و آسمان لعنت کرتے ہیں۔ یہ تو اوس کیلئے ہے جو بے علم کے فتویٰ دے اگرچہ صحیح پھر اوس کا کیا پوچھنا جو غلط و باطل بکے اور اوسے فتویٰ شریعت جانے والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ لوگ ارشاد حدیث اَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا کے مصداق ہیں اون سب پر توبہ فرض ہے۔ واللہ ھو الموفق وھو تعالیٰ اعلم۔

(۴) یہ قصہ بھی نرا من گھڑت ہے کہیں یہ روایت نہیں نہ ہرگز کسی طرح معقول اللہ اکبر ہر کافر تو پتھر سے یہ اور ہزار ہا طرح اور نفع لے سکے مگر اللہ کا حبیب ومحبوب اگر اوسے اپنی عنایت سے نوازے تو وہ اٹھا شاکی ہو اور اللہ عزوجل اپنے محبوب کیلئے پتھر سے کام لینے کو ناروا ٹھہرائے بدلہ کسی ظلم کا لیا جاتا ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم پتھر پر ظلم کرنے والے ٹھہرے۔ والعیاذ باللہ کیسا دریدہ دہن ہے جلد بتائے کہ اوس نے یہ قصہ کہاں سے کس معتمد ومعتبر کتاب سے اخذ کیا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ ہرگز ثبوت نہیں کر سکے گا وہ مفتری علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے سخت جھوٹا کذاب جری وبیباک ہے اس حدیث کا مصداق ہے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

Marfat.com

مسئلہ ۲ ۔ از ڈینہ تحصیل جہلم مرسلہ جناب صوفی محمد فاضل صاحب مالک اسلامی دوکان۔ ۹ ر شوال ۸۵ھ

مکرم ومحترم حضرت مولانا صاحب زاد عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دوسرا رمضان شریف جارہا ہے اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا اس دفعہ بھی کافی شور ہوا علاقہ میں دو فریق ہو گئے آپ براہ الطاف مفصل واضح کر دیں تاکہ اختلاف دور ہو اور کبھی فتویٰ آچکے ہیں لیکن معتبر سب پر آپ کا فتویٰ ہوگا۔

(۱) دو تین آدمی مسجد میں آئے جبکہ فرض عشا ادا ہو چکے تھے ساتھ جماعت کے اور جماعت تراویح شروع تھی انھوں نے فرض علیحدہ علیحدہ پڑھ کر جماعت تراویح میں شامل ہو گئے جب تراویح ختم ہوئیں تو ان کے ذمہ کچھ تراویح باقی تھیں وہ بقایا تراویح چھوڑ کر جماعت وتر میں شامل ہو جائیں یا پہلے بقایا تراویح ادا کریں اور جماعت وتر چھوڑ دیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز وتر میں شامل ہو جائیں اور بعد کو تراویح پوری کریں اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ جماعت وتر تابع جماعت تراویح کے ہے اس واسطے وتر کی جماعت نہ چھوڑے (صغیری) بعض کہتے ہیں کہ اگر فرض عشا جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے۔

(۱) کتاب بہار شریعت مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم ابو العلا امجد علی صاحب اعظمی حصہ چہارم ص۳۳ مسئلہ اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے باقی پھر ادا کرے جبکہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے۔ (۲) کتاب بہار شریعت ص۳۳ حصہ چہارم مسئلہ۔ اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح با جماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار ردالمحتار)

(الف) ہمارے علاقہ میں رواج ہو گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو چند قرآن مجید جو عموماً ۸ رعدد یہ سے زیادہ نہیں ہوتے اور نہایت بوسیدہ ہوتے ہیں کیونکہ حضرات علما کو وہ پھر دیئے جاتے ہیں جب کوئی فوت ہوا میاں صاحب کے گھر سے وہ پھٹے ہوئے قرآن جو اسی غرض کے واسطے رکھے ہوئے ہوتے ہیں دام چکائے اور لے آئے بعض اوقات مسجد سے بھی دیئے جاتے ہیں تقسیم کیوقت وہ پھر ملاں صاحب کے حصہ میں بدستور رواج آجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن مجید مسجدوں کے نام سے تقسیم ہوتے ہیں فلاں حضرت فلاں مسجد کے امام ہیں انھیں دیا جائے مسکینوں کا نام تک نہیں جب امام صاحب کے حصہ میں آیا انھوں نے پھر طاق میں جا کر ڈال دیا اور کوئی فوت ہوا تو انھوں نے پھر پیسے بٹور لئے یہ کہاں تک جائز ہے۔ ایسے قرآن مجید بیچنے خریدنے والوں کو کیا کچھ وعید ہے یا نہ جس مردے کے پیچھے دیئے جاتے ہیں کوئی ثواب ہے یا نہ۔ یہ مصحف قابل تلاوت نہیں ہوتے۔

(ب) اسی طرح مردے کے پیچھے کچھ نقدی اور غلہ بھی دیا جاتا ہے جس کو اسقاط یا حیلہ کہا جاتا ہے اس کی

Marfat.com

تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر ہوتی ہے۔ بموجب حیثیت مردہ (چونکہ یہ رواج عام ہے اگر ایک مسجد دے تو دوسرا خواہ غریب ہی ہو اوس سے بڑھ کر دیگا یعنی ایک روپیہ) ایک روپیہ یا آٹھ آنے یا چار آنے مسجد دیجائے گی۔ تمام مسجدوں کے علمار اکٹھا کر کے ایک لائن میں بٹھائے جاتے ہیں وہ مونہہ سے بولتے ہیں کہ فلاں گاؤں کی مسجد دو تقسیم کنندہ دیئے جاتے ہیں اگر ایک گاؤں کے دوسرے گاؤں کی مسجد میں نہیں دیتے تو جب ان کا کوئی مرجاتا ہے ان کو نہیں دیتے۔ آئے دن ایسے تنازع ہوتے رہتے ہیں کیا اگر اسقاط جائز ہے تو یہ تقسیم جائز ہے اگر جائز نہیں تو جو دیدہ و دانستہ یہ فعل کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ یہ رواج اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ گردہ کے گردہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور خبر رسانی کے عجیب عجیب سلسلے قائم کر رکھے ہیں کہ آج کہاں کوئی فوت ہوا اسی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اگر اسقاط کا مصرف صحیح نہیں تو کیا دینے والا فضول خرچ نہیں فضول خرچ کے واسطے کیا وعید ہے مردے کے پیچھے ایسی خیرات دینے سے مردے کو کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ صدقہ فقیروں اور مساکین کا مال ہے جو شخص متمول ہو (بنک میں روپیہ جمع ہو) وہ صدقہ کھائے شرعاً اس کے واسطے کیا حکم ہے جان بوجھ کر زکوٰۃ نہ دیتا ہوا اور صدقہ بھی کھائے ایسے آدمی کی امامت جائز ہے۔

الجواب

جس نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اوس میں جماعت نہیں مگر تبعاً کہ وہ من جہتہٖ نفل ہے۔ وتر میں جماعت رمضان ہی میں یا بہ تبعیت فرض ہے کہ بہ تبعیت رمضان یا بہ تبعیت تراویح اور مشہور یہی ہے کہ بہ تبعیت جماعت فرض یا بہ تبعیت جماعت تراویح ہے علمار کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ تراویح بھی بجماعت پڑھے یا نہ پڑھے اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح بجماعت پڑھ سکتا ہے جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر بجماعت نہیں پڑھ سکتا اور بہ تبعیت رمضان ہے تو اوس کے یہ معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہرصورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں ہیں اگر بہ تبعیت جماعت تراویح ٹھہرائیں جب بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ تبعیت فرض سے جماعت وتر کچھ کھو نہیں نکلتی رمضان کے تابع کہو تو اوس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بہ تبعیت عشا یا بہ تبعیت تراویح ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اوس میں جماعت علی الاستقلال ہے فانہ لم یقل بہ احد وتر کا نماز مستقل غیر تابع عشا ہونا اور بات ہے اور اوس میں جماعت کا استقلال اور بات اس خلاف کا ثمرہ یہ نہیں کہ جن کے نزدیک جماعت وتر تابع جماعت فرض ہے وہی بحالت فوت جماعت عشا جماعت وتر سے ممانعت کریں اور جن کے نزدیک اوس کی جماعت تابع جماعت تراویح ہے۔ وہ اُس نے جبکہ جماعت تراویح فوت نہ کی ہو یا اد

Marfat.com

جن کے نزدیک تابع رمضان ہے اوسے مطلقاً جماعت وتر کی اجازت دیں بلکہ اس خلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جس نے فرض ایک امام کے پیچھے پڑھے اور تراویح دوسرے امام کے پیچھے یا فرض وتراویح دونوں ایک امام کے پیچھے اور وتر دوسرے کی اقتدار سے یا فرض جماعت سے اور تراویح بے جماعت پوری یا کچھ جماعت سے یا بالکل نہ پڑھیں تو جو اوس کی جماعت تابع جماعت فرض ٹھہراتے ہیں وہ امام فرض کے پیچھے ان سب صورتوں میں اوس کی جماعت جائز بتاتے ہیں دوسرے کے پیچھے اجازت نہیں دیتے اور جو جماعت تراویح کے تابع بتاتے ہیں وہ امام تراویح کے پیچھے بشرطیکہ اس نے تراویح سب یا کچھ جماعت سے اوا کی ہوں اور جو اوسے رمضان کے تابع ٹھہراتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام فرض کے پیچھے پڑھے یا امام تراویح کے یا کسی اور امام کے خواہ تراویح سب یا کچھ جماعت سے پڑھی ہوں یا علیحدہ یا بالکل نہ پڑھی ہوں ننیہ میں فرمایا اذالم یصل الفرض مع الامام فعن عین الائمۃ الکرابیسی انہ لایتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذالم یتابعہ فی التراویح لایتابعہ فی الوتر۔ اوسی میں فرمایا لو صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام وھو الصحیح حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانہ یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابعہ فی التراویح وفی القنیۃ لو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لیس لھم ان یصلوا التراویح جماعۃ لانھا تبع للجماعۃ ردالمحتار میں تاتارخانیہ اوس میں تتمہ سے ہے سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحدہ اوالتراویح فقط ھل یصلی الوتر مع الامام قال لا اھ اس کے بعد شامی میں فرمایا ثم رأیت القہستانی ذکر تصحیح ما ذکرہ المصنف من جواز الوتر جماعۃ لمن صلی التراویح منفرداً ای والفرض جماعۃ ۱۲ جد الممتار ثم قال لکنہ اذا لم یصل الفرض معہ لایتبعہ فی الوتر۔ اعلیحضرت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ نے حاشیہ شامی جد الممتار میں فرمایا فالمتحصل مما ذکران من صلی الفرض بجماعۃ یجوز لہ الدخول فی جماعۃ الوتر سواء صلی الفرض خلف ھذا الامام او خلف غیرہ سواء صلی التراویح وحدہ او خلف ھذا الامام او خلف غیرہ بل ومن لم یصلھا راسا کما یشملہ اطلاق قولہ ولو لم یصلھا بالامام یصلی الوتر فانہ یصدق بانتفاء القید والمقید کلیھما فلیحرر واللہ تعالی اعلم۔ والمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر۔ مجمع الانہر میں ہے لو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا التراویح بجماعۃ ولو لم یصلھا مع الامام صلی الوتر بہ لانہ تابع لرمضان وعند البعض لا لانہ تابع للتراویح عندہ وفی القہستانی یجوز ان یصلی الوتر بالجماعۃ وان لم یصل شیئا من التراویح مع الامام او صلاھا مع غیرہ وھو الصحیح صغیری اور اوس کی اصل کبیری میں یہ مسئلہ ہماری نظر میں دو جگہ ہے کہ اگر کسی کا ایک تراویح یا دو تراویح یا اکثر فوت ہو گئے اور امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو یہ امام کیساتھ وتر پڑھے یا اپنی باقی تراویح ادا کرے

Marfat.com

دونوں جگہ اس کا کہیں پتہ نہیں کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ جماعت وتر تابع جماعت تراویح کے ہے۔ صغیری وکبیری کی عبارت یہ ہے۔ ان فاتتہ مع الامام ترویحۃ او ترویحتان او اکثر ھل یقضیھا قبل الوتر او یوتر ثم یقضیھا ذکرہ فی الذخیرۃ اختلف المشائخ فی زماننا قال بعضھم یوتر مع الامام ثم یقضی مافاتہ من التراویح احراز الفضیلۃ الجماعۃ مع ان التراویح تجوز بعدہ وقال بعضھم یصلی التراویح المتروکۃ ثم یوتر انھیں میں دوسری جگہ زیر فروع ہے فاتتہ ترویحۃ او ترویحتان وقام الامام الی الوتر یوتر مع الامام ثم یقضی مافاتہ ان میں یہ کہاں ہے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہو اور نہ یہاں یہ ہے کہ جماعت وتر تابع جماعت تراویح ہے۔ اس صورت مسئلہ کو فوت جماعت فرض سے کیا تعلق وہ صورت ان دونوں کتابوں میں زیر فروع اسی مسئلہ مذکورہ سے متصل ذکر فرمائی ہے کہ اور جبکہ فرض امام کیساتھ نہ پڑھے ہوں تو امام عین الائمہ کرابیسی سے منقول ہے کہ نہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے نہ وتر الخ پھر اس صورت میں بھی کبیری میں بعد بیان اختلاف حکم و وجہ ہر حکم یہ تحریر فرمایا کہ لاشک ان تاخیر الوتر اولی وان فاتت الجماعۃ فیہ فان الانفراد بہ اولی علی قول الجمھور کما سیأتی انشاء اللہ تعالیٰ

بے شک تاخیر وتر اولیٰ ہے اگرچہ وتر کی جماعت جاتی رہے کہ وتر میں انفراد ہی بر قول جمہور اولیٰ ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

نیز صغیری میں بعد بیان اختلاف فرمایا ولاشک ان تاخیر الوتر اولی وکذلک الانفراد بہ کہاں یہ اور کہاں وہ کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ جماعت وتر جماعت تراویح کے تابع ہے اور جماعت وتر جماعت تراویح کے تابع ہے اس سے لزوم جماعت وتر یا بہرحال بے کراہت اوس کا جواز کیونکر نکلا کہ اگرچہ فرضوں کی جماعت کھوئی ہو مگر وتر جماعت ہی سے پڑھے تابع ہونے کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو رمضان میں اون کی تبعیت سے وتر بھی بجماعت پڑھ سکتے ہیں نہ یہ کہ وتر بہرحال جماعت ہی سے پڑھیں ہاں صغیری کی یہ عبارت واذا لم یصل الفرض مع الامام قیل لا یتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یصل معہ التراویح لا یتبعہ فی الوتر والصحیح انہ یجوز ان یتبعہ فی ذلک کلہ الخ میں اس کا ایہام ضرور ہے کہ اگرچہ فرض بے جماعت پڑھے ہیں وتر میں شامل ہو سکتا ہے مگر یہ نرا وہم ہے اس کا کوئی قائل نہ ہوا کتب فقہ دیکھی جائیے دور کیوں جائیے کبیری ہی دیکھ لیجئے اختصار کے سبب یہ وہم پیدا ہوگیا۔ تصحیح دو قولوں سے ایک کی ہوتی ہے یہاں کوئی دوسرا قول ہی نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پھر اگر ہوتا بھی تو اصحاب تصحیح اوس کی تصحیح اگر ہوتی تو علامہ ابراہیم حلبی صاحب صغیری یہ فرما سکتے کہ والصحیح الخ کہ خود اصحاب تصحیح سے نہیں کہ خود کسی قول کی تصحیح کریں بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے خود کبیری ملاحظہ کیجئے اوس میں پہلے امام عین الائمہ کرابیسی سے یہ نقل فرمایا کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ نہ تراویح جماعت سے پڑھے نہ وتر یونہی جس نے امام کیساتھ تراویح نہ پڑھیں وہ وتر بھی امام کے ساتھ نہ پڑھے پھر اس میں خلاف نقل فرمایا کہ فرمایا

Marfat.com

قال ابو یوسف البانی اذا صلی مع الامام شیئا من التراویح یصلی معہ الوتر وکذا اذا لم یدرک معہ شیئا منھا امام ابو یوسف البانی نے فرمایا کہ اگر کچھ تراویح بھی امام کیساتھ پڑھی ہوں تو اوس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے۔ یونہیں اگر کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں وتر اوس کے ساتھ پڑھے پھر فرمایا وکذا اذا صلی التراویح مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ یعنی یوں ہی جبکہ امام کے سوا کسی اور امام کیساتھ تراویح پڑھیں تو اوسے امام وتر کے ساتھ وتر پڑھنا چاہیئے وھو الصحیح ذکرہ ابو اللیث یہ صحیح ہے امام ابو اللیث نے اسی کو صحیح فرمایا آگے فرمایا وکذا قال ظہیر الدین المرغینانی لو صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام۔ وھو الصحیح یوں ہی امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ اگر عشا تنہا پڑھی تو اوسے جائز ہے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ وھو الصحیح۔ اور یہی صحیح ہے حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانہ یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابعہ فی التراویح۔ یہاں تک کہ اگر امام کے فرض پڑھ لینے اور تراویح شروع کر دینے کے بعد آیا تو پہلے فرض علیحدہ پڑھ لے پھر تراویح میں امام کی اتباع کرے۔ کبیری میں اس کا کہیں نشان ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے حاشا کہیں نہیں اس کا کہیں پتہ ہی نہیں تصحیح کیسی۔ اونھوں نے پہلے امام عین الائمہ سے تین حکم نقل فرمائے۔ (۱) جس نے فرض بے جماعت پڑھے ہوں وہ تراویح میں امام کی اتباع نہ کرے۔ (۲) یوں ہی وتر میں (۳) جس نے تراویح میں اتباع امام نہ کیا ہو وہ وتر میں بھی اتباع نہ کرے یہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اوس میں اختلاف ذکر کیا۔ پھر امام ابو اللیث سے امام ابو یوسف البانی کے اس قول کی تصحیح نقل فرمائی کہ تراویح ایک کے پیچھے پڑھیں تو دوسرے کے پیچھے وتر پڑھ سکتا ہے یوں ہی پہلے میں بھی اختلاف تھا اور قول آخر یعنی جواز جماعت تراویح بحال فوت جماعت فرض صحیح تھا۔ اسے لکھا اور اسکی امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیح نقل فرمائی دیکھئے امام عین الائمہ کرابیسی کے جواب میں اونھوں نے ان دونوں مسئلوں میں امام ابو اللیث و امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیحین نقل فرمائیں اور جہاں سادہ خلاف قول تھا وہاں سادہ نقل فرمایا۔ اون کا وہ دوسرا مسئلہ کہ جس نے فرضوں کی جماعت کھوئی ہے وہ وتر جماعت سے نہ پڑھے خلاف سے ہی پاک تھا اسی لئے اوس کے خلاف کوئی سادہ قول بھی نقل نہ فرمایا اگر اوس کے خلاف کوئی قول ہوتا تو ضرور نقل فرماتے۔ ابحمدہ تعالیٰ روشن تر ہوگیا کہ صغیری کی عبارت سے جو وہم ہوتا ہے وہ نرا وہم ہے ہرگز اون کی مراد یہ نہیں کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں جب بھی وتر جماعت سے پڑھے یہی صحیح ہے اسکا صحیح ہونا درکنار یہ کسی کا قول ہی نہیں فالحمد للہ علی کشف الغمۃ والمعنی وھو ولی النعمۃ وکتبت علی تلک العبارۃ الموھمۃ علی ھامش الصغیری قولہ فی ذلک کلہ یعنی اتباعہ فی التراویح صحیح فیما اذا لم یصل الفرض جماعۃ وکذا اتباعہ فی الوتر فیما اذا لم یصل التراویح بالجماعۃ لا ان اتباعہ فی الوتر یصح فیما اذا لم

یصل الفرض مع الامام فافهم وتدبر وتثبت وتشهد. لماقلنا اقتصاره فی التصریح علی لفظہ التراویح هذا
کلہ کتبتہ بتوفیق اللہ تعالیٰ تفقہا ثم بعد تحریرہ بشہر او ازید ظفرت بصغیری مکتبۃ
سیدنا الوالد الماجد رحمہ اللہ تعالیٰ فراجعتہا فوجدت بحمد اللہ تعالیٰ ماحاشیۃ علی تلک العبارۃ
الموھمۃ. اجاب عنہا بعینہ ما اجبت وبحث ما بحثت وللہ الحمد وھذا مانصہ قولہ والصحیح انہ
یجوز ان یتبعہ فی ذلک کلہ لیس ھو رحمہ اللہ تعالیٰ من اصحاب التصحیح وانما ھو ناقل ویرشدک
مطالعۃ شرحہ الکبیر الملخص منہ ھذا الصغیر ان التصحیح للامام الفقیہ ابی اللیث وللامام ظہیر الدین
المرغینانی وانہما انما یرجعان الی تصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی التراویح وجواز الاتباع
فی التراویح وان لم یتبع فی الفرض ولا اثرفیہما لتصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی الفرض فراجعہ
صفحہ ۳۱ فالواقع ھھنا نشأمن اقتصار مخل فلیتنبہ. لیس لغرق بینہما الافرق اللسان کانہ ھوفانظر الی
ھذا التوارد ومن انا وایش انا ما ھذا الا بفضل اللہ فیض خدمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا
ثم بعد ما مضی علی ھذا برھۃ من الزمان ظفرت بکرم اللہ تعالیٰ بباب الوتر والنوافل من فتاواہ
المنیفۃ المبارکۃ قدس اللہ تعالیٰ سرہ وافاض علینا برہ فراجعتہ فوجدت فیہا ھذا الفتوی بالعربیۃ
ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی الرجل الذی اقتدیٰ بالامام فی التراویح وقد صلی الفرض فی بیتہ او
مع غیر الامام ھل یصلی الوتر بالجماعۃ امرلا والوتر بالجماعۃ تابع لرمضان ام لجماعۃ الفرض۔

الجواب۔ من صلی الفرض منفردا لایدخل فی جماعۃ الوتر ومن صلاھا جماعۃ ولوخلف غیر ھذا
الامام فلہ ان یأتم بہ فی الوتر ای وان لم یکن ادرک التراویح معہ ھو الصحیح المعتمد فی الغنیۃ
شرح المنیۃ للعلامۃ ابراھیم الحلبی اذا لم یصل الفرض مع الامام آلخ رمزت ھذہ العبارۃ بتمامہا فی
صدر فتوای) وقال فی ردالمحتار قولہ لولم یصلہا ای التراویح بالامام لہ ان یصلی الوتر معہ (الی
قول القہستانی لایتبعہ فی الوتر کمامر) **قلت** وعزاہ القہستانی للمنیۃ وھی منیۃ الفقہاء لامنیۃ
المصلی کماظنہ بعض المتصدین للفتوی فی عصرنا فنسبہ الی عدم مطابقۃ النقل للمنقول عنہ۔ قال الشامی
فقولہ (یعنی المصنف) ولو لم یصلہا ای وقد صلی الفرض معہ لکن ینبغی ان یکون قول القہستانی معہ
احترازا عن صلاتہا منفردا **قلت** فیکون علی وزان قول الغنیۃ المار اذالم یدرک معہ شیئا منہ
فانما اراد بہ الانفراد لامایشمل الادراک مع غیرہ بدلیل قولہ عطفا علیہ وکذا اذاصلی التراویح
مع غیرہ قال الشامی اما لوصلاھا (یعنی الفریضۃ) جماعۃ مع غیرہ ثم صلی الوتر معہ لاکراھۃ
تأمل انتہی **اقول** معلوم ان الضمیر فی قولہ لایتبعہ للامام مطلقا لالخصوص ھذا الامام فان من

صلى الفرض جماعة منفردا ليس له ان يدخل فى جماعة الوتر لا مع هذا الامام ولا مع غيره فكذلك فى قوله معه و بالجملة فالمتحصل شيئان **احدهما** ان المنفرد فى الفرض ينفرد فى الوتر وما وقع فى منهية الدر الفريد فى مسائل الصيام و القيام و العيد للفاضل المفتى محمد عنايت احمد عليه رحمة الاحد ان من لم يصل الفرض بجماعة فله ان يدخل فى جماعة الوتر وعزاه لحاشية الطحطاوى فسهو وانا قد راجعت المعزى اليه فلم اجده ناصا بما ظن نعم قد تشم من بعض كلماته رائحة ذلك حيث قال عند قول الدر المختار لو تركها الكل (يعنى جماعة التراويح هل يصلون الوتر بجماعة فليراجع قضية التعليل فى المسئلة السابقة (اى لو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح جماعة) بقولهم لا نها تبع ان يصلى الوتر جماعة فى هذه الصورة لانه ليس بتبع للتراويح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله تعالى انتهى حلبى انتهى فقد يوهم قوله ولا للعشاء جواز الوتر بجماعة ولو لم يصل هو بل الكل الفرض بها لكنه كما علمت خلاف المنصوص فان الذى فى رد المحتار عن شرح النقاية عن المنية ان لم يصل على ما مر كان ادخل فى الرد على هذا الايهام واما ما ذكر انه ليس بتبع عند الامام فنعم ونعم الجواب عنه ما افاد المولى المحقق ابن عابدين ان اصالته فى ذاته لا تنافى كون جماعته تبعا قلت الا ترى ان الظهر و العصر من اعظم الفروض المستقلة والجمع بينهما من توابع الوقوف بعرفة ولو فى حجة نافلة فافهم قال الشامى على انهم اختلفوا فى افضلية صلاتها بالجماعة بعد التراويح اه اى فكانت جماعته ادون حالا من جماعة التراويح المسنونة عند الجمهور حتى لو تركها الكل اثموا فكيف بجماعة الفرض الواجبة على الصحيح الرجيح فساغ ان يكون تبعا فى الجماعة وان كان اصلا فى الذات حتى افسد تذكره المكتوبات قت على ان التعليل بالقضية المذكورة تعليل بالنفى وهو عندنا من التعليلات الفاسدة كما صرحوا به فى الاصول وحصر العلة فى التبعية ممنوع محتاج الى البيان هذا. والاخران من صلى الفرض بجماعة يجوز له الدخول فى جماعة الوتر سواء صلى الفرض خلف هذا الامام او غيره كما قرر الشامى و سواء صلى التراويح وحده او خلف هذا الامام او غيره كما نصوا عليه قلت بل ومن لم يصلها راسا كما يشمله اطلاق قولهم ولو لم يصلها بالامام يصلى الوتر فانه يصدق بانتفاء القيد والمقيد جميعا وليحرر اما ما ذكروا ان جماعة الوتر هل هى تبع لجماعة التراويح ام لا جنح الفاضلان الحلبى و الطحطاوى فى حواشى الدر الى الثانى كما سمعت واستظهر الشامى الاول قائلا ان سنية الجماعة فى الوتر انما عرفت تابعة للتراويح قلت وهذا هو الاظهر فان شرعية جماعته لو كانت لاصالته دائمة لا تختص برمضان ثم رأيت العلامة البرجندى نص فى شرحه للنقاية ان الجماعة فيه بتبعية التراويح على ما هو المشهور اه فقد ثبت رواية واعتضد دراية وترجح شهرة فانقطع النزاع فاعلم

Marfat.com

ان هذا كله لو ترك الكل جماعة التراويح كما قدمنا من الغنية عن القنية اما اذا جمع القوم وتخلف عنها ناس ثم ادركوا الوتر مع الامام فلا شك ان لهم الدخول فى جماعة الوتر اذا كانوا صلوا الفرض بجماعة كما سمعت نعم ذهب بعض كالامام على بن احمد وعين الائمة الكرابيسى الى تبعيته لجماعة التراويح فى حق كل مصل بمعنى ان من لم يدركهما مع الامام لا يتبعه فى الوتر لكنه كما علمت قول مرجوح قلت وبهذا التحقيق ظهر التوفيق بين كلام العلامة البرجندى المذكور وكلام الفاضل شيخى زاده فى مجمع الانهر شرح الملتقى الابحر حيث قال لو لم يصلهما (يعنى التراويح) مع الامام صلى الوتر به لانه تابع لرمضان وعند البعض لا لانه تابع للتراويح عنده وفى القهستانى ويجوز ان يصلى الوتر بالجماعة وان لم يصل شيئا من التراويح مع الامام او صلاها مع غيره وهو الصحيح اه ما فى المجمع فانه صريح فى ان القول بتبعية للتراويح قول مرجوح خلاف للجمهور وصريح ما فى البرجندى انه هو القول المشهور ووجه التوفيق ان التبعية فى كلام المجمع ماخوذة بالنظر الى كل احد فى خاصة نفسه ولذا ابنى عليه منع من لم يدركهما مع الامام عن دخوله فى الوتر وفى كلام البرجندى بمعنى وقوعه بعد اقامة الناس جماعة التراويح وان لم يدركها بعض القوم فليكن التوفيق وبالله التوفيق ثم انما المعنى بتبعيته لرمضان ان جماعته غير مشروعة الا فيه لا سلب بتبعيته عما سواه مطلقا حتى ينافى تبعيته لجماعة التراويح بل والفرض فان فيه ما قد علمت فاذن لا خلاف بين التبعيتين الا على قول البعض المرجوح هكذا ينبغى التحقيق والله تعالى ولى التوفيق.

نعم وقع فى شرح المنية الصغير ما نصه اذا لم يصل الفرض مع الامام قيل لا يتبعه فى التراويح ولا فى الوتر وكذا اذا لم يصل معه التراويح لا يتبعه فى الوتر والصحيح انه يجوز ان يتبعه فى ذلك كله حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض وشرع فى التراويح فانه يصلى الفرض اولا وحده ثم يتابعه فى التراويح وفى القنية لو تركوا الجماعة فى الفرض ليس لهم ان يصلوا التراويح جماعة اه فاوهم ذلك عند بعض الناس ان الحلبى صحح جواز اتباع الامام فى الوتر وان لم يتبع فى الفرض وانا اقول ليس هو رحمه الله تعالى من اصحاب التصحيح وانما وظيفته النقل عن ائمة الترجيح ومعلوم ان شرحه الصغير انما هو ملخص شرحه الكبير وهذه عبارة الكبير بمرأى عين منك لا ترى فيه تصحيحا اصلا ناظرا الى هذا المتوهم وانما فيه تصحيحان الاول من الامام الفقيه ابى الليث لجواز اتباع الامام فى الوتر سواء صلى التراويح كلها او بعضها معه او مع غيره او وحده منفردا وهذا محمل قوله يجوز ان يتبعه فى ذلك كله والثانى عن الامام ظهير الدين المرغينانى لجواز الاتباع فى التراويح وان لم يتبعه فى الفرض وعليه يتفرع الفرع المذكور فى الشرحين معا حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض. فالتوهم الحاصل فى عبارة الشرح الصغير انما منشؤه ما وقع فيه

ههنا من الاختصار المخل الا ترى انه اقتصر فى التفريع المذكور كاصله الكبير على قوله يتابعه فى التراويح ولو كان مراده بقوله فى ذلك كله مايشمل المتوهم لزاد ايضا والوتر۔ وبالجملة فالمعروف المعلوم من تصحيحات الائمة هو الذى بينه فى شرح الكبير وهذا المتوهم لا يعرف له تصحيح ولا ترجيح فلا يعارض ما نص عليه فى منية الفقهاء وحكم به حكما جازما من دون ذكر خلاف۔ فعليك بالتبصر والانصاف۔ و لك ان تقول ان الامام معروف باللام وضمير يتبعه راجع اليه والمعرفة اذا اعيدت معرفة كان المراد عين الاول غالبا۔ فالمعنى اذا لم يصل الفرض مع هذا الامام فله ان يتبعه فى الوتر۔ اى لا يجب لاتباعه فى الوتر ان يكون اتبع هذا الامام بعينه فى الفرض وهذا صحيح لا شك۔ ويؤيد هذا الفهم ان القهستانى لما قال اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه فى الوتر احتاج الشامى الى ابانة مراده۔ وان المقصود مع امام ما لا مع خصوص هذا الامام و ان جادل مجادل فنقول الشرح الصغير مطالب بتصحيح نقل هذا التصحيح الذى لا يعلم له اثرا اصلا فى كتاب قبله حتى فى الكبير الذى كان اصله والله الموفق فقد تحرر بما تقرر ان جماعة الوتر تبع لجماعة الفرض فى حق كل احد من المصلين ولجماعة التراويح فى الجملة لا فى حق كل فرد لرمضان بمعنى انما تكره فى غيره لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحد كما فى الدرر عن الدرر حتى جاز اقتداء ثلثة بامام بلا كراهة فى الاصح كما فى حاشية العلامة الطحطاوى على مراقى الفلاح شرح نور الايضاح للعلامة الشرنبلالى رحمة الله تعالى على العلماء جميعا اتقن هذا فلعلك لا تجد هذا التحرير فى غير هذا التقرير وما توفيقى الا بالعليم الخبير۔ والله سبحٰنه وتعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم فالحمد لله حمدا موافيا لنعمه الظاهرة كيف منح على بعين اكثر ما منح على الجلى بفضله الوفى والله تعالى اعلم۔

جواب سوال دوم

(الف) یہ رواج برا ہے۔ بازار بھاؤ سے جو کاغذ کی قیمت ہوگی وہی اسقاط کے حساب میں آئے گی وہ بھی جب جبکہ مستحق کو پہنچے اور اگر اسقاط میں وہ قرآن عظیم نہیں دیئے جاتے بلکہ یوں ہی بغرض ایصال ثواب دیئے جاتے ہیں تو جبکہ وہ ناقابل تلاوت ہیں تو قرآن عظیم دینے سے جو مقصود ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) اسقاط تو چاہئے۔ باقی یوں تقسیم یہ سرے ہی سے ناجائز ہے جبکہ اس میں مستحق نامستحق کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ ایک جگہ کی مسجد کا امام مستحق ہے اور سے دیا گیا تو یہ دینا ٹھیک ہوا دوسری جگہ کا نا مستحق ہے اور سے دیا گیا یہ جائز نہ ہوا نہ اوس کے دیئے اسقاط صحیح۔ اور پھر اس خیال سے کہ وہاں کے

لوگوں نے ہمارے یہاں کے امام کو دیا تھا ہم وہاں کے امام کو دیں نہ دیں گے تو مفت نزاع ہوگا یہ دینا خالصاً خدا کیلئے دینا بھی نہ ہوا جو اس پر لڑتے ہیں جاہل ہیں گناہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا لحاظ بھی رہے کہ نامستحق کو نہ دیا جائے مستحقین ہی کو پہنچے جب بھی اس طریقہ کو ضروری خیال کرنا ٹھیک نہیں۔ کہ جب مساکین ہی کو دینا ہے تو وہ جہاں کے ہوں اور اپنے محتاج اقربا کا خیال مقدم پھر الاقرب فالاقرب نیز الاحوج فالاحوج پر نظر بہتر۔

امام زمرۂ فقراء و مساکین میں وہی داخل ہوگا جو فقیر و مسکین ہو۔ امامت مسکینی نہیں کہ جو امام ہو مسکین ہو۔ جو امام مسکین ہے اوسے فدیہ لینا جائز ہے جب کہ ہاشمی نہ ہو۔ جو مسکین نہیں اوسے حرام ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ نہ اوسے دینا جائز نہ اوسے دیئے فدیہ ادا ہو۔ نہ میت کو اس کا کوئی ثواب کہ نامستحق کو دینے کا کوئی ثواب ہی نہیں صدقات واجبہ تو فقراء مساکین کے لئے ہیں غنی متمول کو نہ دینا جائز نہ اوسے لینا حلال۔ جو غنی ہوکر لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں فرض مسلمین کا ابطال کرتے ہیں باطل طور پر مسلمانوں کے اموال کھاتے ہیں اور قرآن عظیم کے ارشاد لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ کا خلاف کرتے ہیں۔ پھر بے ضرورت سوال حرام ہے اگرچہ صدقات واجبہ نہ مانگے اور یہ تو دُہرا حرام ہوا۔ ایسے سائل کو دینا حرام ہے اگرچہ صدقۂ واجبہ نہ دے لانہ تعاون علی الاثم والعدوان۔ وقال تعالیٰ لاتعاونوا علی الاثم والعدوان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی الہ وصحبہ بارک وسلم فرماتے ہیں لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی جو غنی ہوکر صدقات واجبہ لیتا ہے وہ بھی مانگ کر وہ طرح طرح حرام کار شدید گنہگار مستحق نار داخل زمرۂ فساق و فجار ہے۔

جس پر زکاۃ فرض ہے اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتا مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبار ہے اوسے قرآن عظیم مژدہ عذاب نار ہے کہ وہ سونا چاندی جن کی اس نے زکوٰۃ نہ دی جنھیں اوس نے کنز ٹھہرایا اٹھانے کی جگہ نہ اٹھایا اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ نہ کیا وہ جہنم کی آگ سے تپائے جائیں گے پھر ایسوں کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھ اون سے چہنکے جائیں گے کہ یہ مواضع بقدر ان کنوز کے وسیع کردیئے جائیں گے اور یہ کنوز تپا کر ان کی پیشانیوں پہلوؤں پشتوں پر رکھ رکھ دیئے جائیں گے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور اون سے ارشاد ہوگا یہ ہے وہ جسے تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا زکوٰۃ میں نہ دیا تھا) تو چکھو اس کا بدلہ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ تفسیر امام جلیل جلال الدین سیوطی قدس سرہ میں ہے لاینفقونہا فی سبیل اللہ ای لا یؤدون منہا حقہ من الزکوٰۃ والخیر ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھرنی واجب لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً درمختار وغیرہ اسفار میں فرمایا کل

صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم یجب اعادتہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳ - از بہیڑی مسئولہ بعض غیر مقلدین ۲۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۵۰ھ۔

(۱) جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کو نماز شروع میں کسنے پڑھائی اور موافق کس امام کے مقلدوں کے پڑھائی۔

(۲) رفع یدین اور آمین بالجہر کس موقع پر کہی ہے اور کس موقع پر منع فرمایا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور فرضیت صلوٰۃ سے پہلے نماز پڑھتے تھے یہی دیکھو کہ نماز لیلۃ الاسرا فرض ہوئی اور فرض ہونے سے پہلے کہ وہ بعد عروج ہوا قبل عروج الی السماء حضور علیہ صلوات ربہ العزیز الغفور نے بیت المقدس میں نماز باجماعت پڑھی حضور نے امامت فرمائی اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اقتدا کی اذان واقامت بھی ہوئی جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بعد فرضیت دو روز صبح لیلۃ الاسرار سے امامت کی ہے وہ برائے تعلیم صلوٰۃ نہیں بلکہ برائے تعلیم اوقات تھی حضور کو نماز حضور کے رب عزیز غفور جل جلالہ وعم نوالہ نے سکھائی جس نے انہیں ذرے ذرے قطرے قطرے کا عالم بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام شافعی وامام احمد وامام نسائی وترمذی وابوداؤد وغیرہ نے جو احادیث امامت جبرئیل روایت کی ہیں اون سے یہ ظاہر وباہر ہے نسائی کی ایک حدیث مواہب لدنیہ اور اوس کی شرح علامہ زرقانی سے نقل کریں عن جابر بن عبد اللہ ان جبرئیل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلمہ مواقیت الصلوٰۃ صبیحۃ لیلۃ الاسراء فتقدم جبرئیل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظھر حین زالت الشمس واتاہ حین کان الظل مثل شخصہ فصنع کما صنع (فی الظھر) فتقدم جبرئیل فصلی العصر (فی اول وقتہ) ثم اتاہ حین وجبت الشمس فتقدم جبرئیل فصلی المغرب (لاول وقتھا) ثم اتاہ حین غاب الشفق فتقدم جبرئیل فصلی العشاء (اول وقتھا) ثم اتاہ حین انشق الفجر فتقدم جبرئیل فصلی الصبح اول وقتہ ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع کما صنع بالامس (من تقدمہ والنبی خلفہ والناس خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فصلی الظھر (فی الوقت الذی صلی فیہ العصر بالامس) ثم اتاہ حین کان ظل الرجل مثل شخصیہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العصر (فی اخر وقتھا) ثم اتاہ حین وجبت الشمس فصنع کما صنع بالامس فصلی المغرب (فی اول وقتھا کما صلاھا امس)

فنمنا ثم قمنا ثم نمنا ثم قمنا فاتاہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العشاء ثم اتاہ حین امتد الفجر (فی افق

السماء) واصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ وصنع کما صنع بالامس فصلی الغداۃ ثم قال ما بین ھاتین
الصلاتین (فی الیومین) للصلوٰۃ وقت۔ اس سوال سے غیر مقلد کو کیا فائدہ۔ محض بیکار سوال ہے یہ اگر
قطعاً معلوم ہوتا کہ اس طرح حضور نے نماز پڑھی اور اسی طرح پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال مبارک ہوا تو ائمہ
میں اختلاف ہی کیوں ہوتا ہر امام اپنے اجتہاد سے جس نتیجہ پر پہنچتا ہے وہ ظن غالب ہوتا ہے جو فقہیات میں
ملتحق بالیقین ہے نہ کہ یقین وجزم وقطع اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس نماز خاص کا علم قطعی بھی ہوتا
حضور قبل فرضیت صلوٰۃ پڑھا کرتے یا جو لیلۃ الاسرا ء بیت المقدس میں پڑھی جس میں انبیاء کی امامت فرمائی یا وہ
جن میں بعد فرضیت دو دن حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امامت کی۔ تو اس کے علم قطعی سے غیر مقلد
کیا پاتا۔ کہ نسخ کا امکان موجود۔ جب اوس طریقہ سے کچھ مختلف طریقہ پر پھر حضور کا آخر وقت پڑھنا کسی امام
پہنچتا وہ اوس حدیث سے جب کہ وہ ناسخ ہو سکتی پہلے طریقہ کے منسوخ ہونے کا قول کرتا اور جسے نہ پہنچی وہ اوس
طریقہ پر کاربند رہتا۔ ابتدائے اسلام میں بعد فرضیت صلوٰۃ تو سوا مغرب باقی تمام نمازوں کی دو دو رکعتیں تھیں یہ
کیا غیر مقلد یہ دیکھ کر آج بھی سب نمازوں کی سوا مغرب کے دو دو رکعتیں ہی فرض جانے گا۔ دو دو ہی پڑھا
کریگا۔ روایت ابن خزیمہ وابن حبان وبیہقی از حضرت سیدتنا عائشہ سے روشن کہ جب تک مکہ معظمہ تشریف رکھی
فجر، ظہر، عصر، عشاء سب میں دو دو ہی رکعت فرض پڑھے۔ اول اول مدینہ طیبہ میں بھی پھر جب مدینہ طیبہ میں
مطمئن ہو کر تشریف رکھی تو سوا فجر اور نمازوں ظہر وعصر وعشاء میں زیادت فرمائی گئی فجر میں بوجہ طول قرأت
زیادت نہ فرمائی گئی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرضت صلوٰۃ الحضر والسفر رکعتین رکعتین
فلما قدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ واطمئن زید فی صلوٰۃ الحضر رکعتان رکعتان وترک
صلوٰۃ الفجر بطول القرأۃ وصلوٰۃ المغرب لانھا وتر النھار اسی بنا پر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں
امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ان الصلوٰۃ فرضت لیلۃ الاسراء رکعتین الا فی المغرب ثم زید
بعد الھجرۃ الا الصبح ابتدائے اسلام کے احکام پر نظر کی جائے تو دو دو رکعتیں غیر مقلد پڑھا کرے
اور اسی کو فرض جانے۔ بہت باتیں ایسی ملیں گی جن پر غیر مقلد کو اوس کے طور پر عمل ناگزیر ہوگا۔ مثلاً نماز میں
کلام مسجد میں مستعمل جوتیاں پہنے آنا بلکہ نجاست سے ملوث جوتیاں پہنے نماز پڑھ لینا ولا حول ولا قوۃ
باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع وعدم رفع دونوں مروی اور بیک وقت دونوں پر عمل ناممکن
لہٰذا کسی ایک کی ترجیح درکار اور وہ بے مرجح ممکن نہیں تو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اور قیاس
سے چارہ نہیں اون کی طرف مصیر ناگزیر جو قیاس کا منکر ہے تو اوسے یہاں کسی پر عمل ممکن نہیں مگر بات بے

Marfat.com

ا۔ کہ اوس کی ہوا جسے اڑا دے وہ اڑ جائیگا جو باقی رہ جائے گا وہ اوس پر عمل کرے گا مگر اس عمل سے حاصل
کچھ نہ ہوگا۔ اوس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا خالی ہوا شوافع کے دامن میں وہ نہیں آسکتا اور حنفیہ سے تو گریزاں
ہا ہی حنفیہ عدم رفع کو بعض اصول سے مرجح ٹھہراتے ہیں شوافع رفع کو دوسرے اصول پر اپنا مذہب اور یہ متبع ہوئے ہوا
نفس لا الی ھؤلاء و لا الی ھؤلاء بے اصل باتیں بناتا اور اٹکل پچو ہوائی گھوڑے دوڑاتا ہے اور اگر کہے کہ
ہم بھی شافعی اصول پر عمل کرتے ہیں تو ان کی تقلید کا پھندا ابھی اپنے گلے میں ڈال لیا اور پھر بھی ہوائے نفس کی
مصیبت سے پیچھا نہ چھوٹا۔ کہ جس میں نفس نے چاہا شافعی اصول اختیار کر لیا اور جہاں چاہا اوسے چھوڑا حنفیہ کا
ورجب چاہا اوسے چھوڑا مالکیہ کا دامن تھاما جب چاہا اوسے چھوڑا حنبلیہ سے رشتہ جوڑ لیا اور جب چاہا اوسے
چھوڑا پھر شافعیہ کا اخذ کر لیا۔ یوں ہی چک پھیریاں کرتے رہے۔ اس عمر بھر کے طواف کا نتیجہ اور اوس کے ثواب
کا ثمرہ علاوہ یہ ہوائیہ لقب پایا۔ یک در گیر و محکم گیر پر عمل نہ کیا تو حاصل کیا ہوا یہ کہ غیر مقلد گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔
جہاں جاتا ہے دُر دُر پھٹ پھٹ سنتا ہے۔ دربارہ رفع یدین حنفیہ و شافعیہ میں اختلاف ہے شوافع رفع کو
اپنے اصول سے مرجح ٹھہراتے ہوئے قائل ہیں عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ ثم کبر فاذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک واذا
رفع من الرکوع فعل مثل ذلک ولا یفعله حین یرفع رأسه من السجود یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو دونوں دست مبارک اپنے دونوں دوش اقدس تک اٹھاتے
پھر تکبیر تحریمہ فرماتے پھر جب ارادہ رکوع فرماتے تو پھر اوسی طرح رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو پھر ایسا
ہی رفع یدین فرماتے اور سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتے۔ اخرجه الستة عن الزهری
عن سالم عن ابیه عبد اللہ ابن عمر۔ یہ حدیث چھ ان اصحاب صحاح نے زہری سے اونھوں نے سالم سے
اونھوں نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ بن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ یہ حدیث ایک جماعت
صحابہ سے مروی ہے۔ جیسے حضرت مولیٰ علی و حضرت ابو ہریرہ و حضرت وائل بن حجر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوافع
نے اس کی سند عالی سمجھی تو اپنے اصول ترجیح بعلو الاسناد کی بنا پر اس حدیث کو مرجح ٹھہرایا اور اپنا معمول بہ
بنایا۔ حنفیہ نے اپنے اصول ترجیح بفضل فقه الراوی لا بعلو الاسناد سے اس کے معارض اس حدیث کو اپنے مذہب
مہذب عدم رفع کی بنا رکھی۔ عن عبد اللہ ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه
عند تکبیرۃ الافتتاح ثم لا یعود۔ یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ
الصلاۃ والسلام تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر نہ فرماتے رواہ الامام الاعظم وامام الاوزاعی
حین روی حدیث ابن عمر المذکور امامه عن حماد عن ابراهیم النخعی عن علقمة والاسود عن عبد اللہ

Marfat.com

ابن مسعود امام اوزاعی اور امام اعظم دار الحناطین مکہ معظمہ میں مجتمع ہوئے امام اوزاعی نے دریافت کیا ما بالکم لا ترفعون عند الرکوع والرفع منہ یعنی آپ لوگ (اہل عراق) رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھ کر کیوں رفع یدین نہیں کیا کرتے امام نے فرمایا لاجل انہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ شیئ اس لئے کہ اس رفع کے بارے میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کچھ درجہ صحت کو نہ پہنچا۔ امام اوزاعی نے کہا کیف لم یصح وقد حدثنی الزھری الخ کیسے صحیح نہ ہوا کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی وہی حدیث مذکور ابن عمر مع سند پڑھی امام نے فرمایا حدثنا حماد عن ابراھیم الخ یہی حدیث مع سند فرمائی۔ اس پر امام اوزاعی نے تعجب سے فرمایا واعجبا احدثك عن الزھری عن سالم عن ابیہ وتقول حدثنی حماد عن ابراھیم میں تو آپ سے حدیث زہری عن سالم عن ابن عمر بیان کرتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی حماد نے اون سے ابراہیم نے۔ امام نے فرمایا کان حماد افقہ من الزھری وکان ابراھیم افقہ من سالم وعلقمۃ لیس بدون ابن عمر فی الفقہ وان کانت لابن عمر صحبۃ ولہ فضل صحبۃ ولولا سبق ابن عمر لقلت علقمۃ افقہ منہ والاسود لہ فضل کثیر وعبد اللہ عبد اللہ۔ یعنی حماد زہری سے اور ابراہیم نخعی سالم سے افقہ ہیں اور علقمہ حضرت ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں اگرچہ حضرت ابن عمر کیلئے صحبت و فضل صحبت ہے اور اگر حضرت ابن عمر سابق نہ ہوتے تو میں فرماتا کہ علقمہ اون سے افقہ ہیں۔ اور اسود کیلئے بڑا فضل ہے یا فضل کثیر ہے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود تو عبد اللہ ہیں۔ نیز حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق آخر مروی الا اصلی بکم صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ۔ وفی لفظۃ فکان یرفع یدیہ فی اول مرۃ ثم لا یعود اخرجہ ابو داؤد والترمذی عن وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ۔ قال الترمذی حدیث حسن واخرجہ النسائی عن ابن مبارك عن سفیان الثوری الخ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوۃ رواہ الدار قطنی وابن عدی عن محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم عن علقمۃ بن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نیز ہمارا متمسک یہ حدیث ہے عن البراء انہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعھما حتی انصرف رواہ ابو داؤد باسنادہ۔ نیز یہ حدیث عن جابر ابن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ رواہ مسلم نیز یہ حدیث عن عبد اللہ ابن عمر وابن عباس انھما قالا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترفع الایدی فی سبع مواطن عند افتتاح الصلاۃ وعند استقبا

Marfat.com

القبلۃ والصفا والمروۃ والموقفین والجمرتین اور ایک روایت میں یوں لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن اس رفع یدین کے بارے میں جو طرق و آثار ہیں وہ اس قدر ہیں کہ اون کا احصا صعب و دشوار ہے۔ اور کلام بھی بسیار ہے اوس حدیث متمسک شوافع کے جواب ہمارے علما یہ دیتے ہیں۔

(۱) وہ محمول علی الابتدا رہے کہ ابتدا ہی میں ایسا تھا پھر منسوخ ہوگیا جیسے رفع یدین سجو دکہ ہمارے اور امام شافعی کا اتفاق سجدہ کے وقت کا رفع یدین منسوخ ہے اب وہ مسنون نہیں علی ہذا القیاس یہ رفع یدین رکوع۔ اور اس کے مؤید حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے روی عنہ انہ رأی رجلا یصلی فی مسجد الحرام یرفع یدیہ فی الصلاۃ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ فلما فرغ من صلاتہ قال لہ لا تفعل فان ھذا شیئ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ترکہ۔ یعنی آپ نے مسجد حرام میں کسی شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کر کہ یہ ایک شی ہے جسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا پھر اوسے ترک فرمایا نیز حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی کہ فرمایا رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا وترک فترکنا۔

(۲) حضرت عمر و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جن سے وہ رفع یدین کی روایتیں ہیں خود اون کا عمل اون روایتوں کے خلاف مروی اور جب راوی روایت کے خلاف عامل ہو اوس کی روایت متروک ہوتی ہے۔ کما عرف فی موضعہ نیز ان حضرات کا اپنی روایات رفع یدین کے خلاف پر عمل یعنی رفع یدین نہ کرنا باعلیٰ ندائے منادی کہ اونکی روایات رفع محمول علی الابتدا ہیں کہ پہلے پہلے ایسا ہوتا تھا پھر منسوخ ہوگیا اور نسخ کا انھیں علم ہوا تو منسوخ کو چھوڑا ناسخ کو معمول بہ بنایا حسن بن عیاش نے بسند صحیح اسود سے راوی کہ اونھوں نے کہا رأیت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود رواہ امام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت حضرت مجاہد سے مروی کہ حضرت مجاہد نے فرمایا خدمت ابن عمر عشر سنین فما رأیتہ یرفع یدیہ فی شیئ من صلاتہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ نیز حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت عاصم بن کلیب سے منقول کہ اونھوں نے کہا صلیت خلف علی سنتین فکان لا یرفع یدیہ الا فی تکبیرۃ الافتتاح یہی عاصم بن کلیب اپنے والد سے راوی ان علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رفع یدیہ فی اول تکبیر الافتتاح ثم لم یعد نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اونھوں نے فرمایا ان العشرۃ الذین شہد لھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالجنۃ ما کانوا یرفعون ایدیھم الا لافتتاح الصلاۃ۔ (۳) سرمایہ اعتماد رواۃ ہوتے ہیں حدیث عدم رفع کے راوی بدری ہیں۔ جو نماز میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے قریب رہتے تھے اور اوس

Marfat.com

حدیث متمسک شوافع کے رواۃ میں زیادہ ترغیر بدری جو حضور سے دور جگہ پہ کھڑے ہوتے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے اصحاب کے اقوال متعارض ہوں گے تو اخذ بقول الاقرب اولیٰ ہوگا۔ غرض جواب بہت ہیں اور دونوں جانب سے کلام بہت طویل الذیل۔ شوافع کی جانب سے ان احادیث و آثار اور ان کے طرق پر جن سے حنفیہ تمسک کرتے ہیں، کلام ہے جن کے جواب ہمارے علماء نے اپنی کتب مبسوطہ میں بسط و تفصیل سے دیئے ہیں۔ انہیں کہاں تک نقل کریں۔ غرض بعد این و آن چنین و چنان مقطع کا بند تو یہ ہے کہ رفع اگرچہ بالرفع ثابت مگر اوس کا دوام کہاں ثابت اور یہ کہاں ثابت کہ پہلے رفع نہیں ہوتا تھا پھر رفع فرمایا گیا۔ بلکہ ابھی اوپر یہ گزر چکا ہے کہ رفع کیا جاتا تھا پھر ترک فرمایا اور اوس کی ممانعت فرمائی بس سات جگہ اوسے باقی رکھا گیا۔ پھر ترک رفع وقت تعارض اخبار ہی اولیٰ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا واقع میں رفع ثابت ہوگا یا عدم اگر رفع ثابت ہوگا تو زیادہ بریں نیست کہ وہ سنت ہوگا اور اگر عدم ثابت ہوگا تو پھر رفع نماز میں ایک ناجائز کام ہوگا۔ ظاہر کہ ترک امر ناجائز اتیان سنت سے اولیٰ ہے رفع ثابت مانو جب بھی اوس کا ترک موجب فساد صلاۃ نہیں ہوسکتا اور عدم رفع ثابت ہوا اور رفع کیا گیا تو یہ اوس ترک سے بہت بڑھ کر ہوگا۔ نیز حنفیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب یوں مرجح ہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ کچھ اقوال و افعال نماز میں مباح تھے اس رفع کی جنس سے تھے اور اون کا منسوخ ہونا معلوم ہوچکا ہے۔ تو کیا دور ہے کہ یہ رفع عند الرکوع و عند الرفع عن الرکوع بھی اونھیں منسوخوں میں شامل ہو خصوصًا اس صورت میں کہ اوس حدیث مثبت رفع کے معارض احادیث ایسی ثابت ہیں جن کا رد نہیں۔ بخلاف عدم رفع کہ اس میں احتمال عدم شرعیۃ آہی نہیں سکتا لانہ لیس من جنس ما عہد فیہ ذلک بلکہ وہ تو جنس سکون سے ہے کہ جس کے مطلوب فی الصلاۃ ہونے پر اجماع ہے۔

مسئلہ ۴۔ از شہر بریلی محلہ جسولی مسئولہ ۲۲ رجب ۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلوٰۃ یعنی اذان کے بعد لوگوں کا بالفاظ صلاۃ و سلام کے مکرر اطلاع کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں و نیز قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں خدائے تبارک و تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر جواب قرآن و حدیث سے مرحمت فرمایئے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

اصل اباحت ہے اور حرمت یا کراہت عارض ہذا مما لایخفی علی المبتدی فضلا عن الماہر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم سے یہ امر ظاہر و باہر تو جس بات سے قرآن عظیم نے منع نہ فرمایا حدیث کریم نے اوسے ممنوع نہ ٹھہرایا ہو تو وہ اپنی اصل اباحت پر ہے یعنی مباح ہے

بے دغدغہ جائز اوسے ممنوع وناجائز بتانا ئی شریعت گڑھنا اور شرع مقدس پر افترا ہے یوہیں کراہت کے لئے بھی دلیل خاص درکار بے دلیل خاص دعوی کراہت باطل علما فرماتے ہیں لا بد لھا من دلیل خاص تو ایسے امر کے جائز ومباح جاننے والے غیر مکروہ ماننے والے سے یہ مطالبہ کہ کہاں قرآن میں اسے جائز فرمایا ہے کہاں حدیث میں اس کا جواز آیا ہے۔ حضور سے یا صحابہ سے کہاں ثابت ہوا ہے کہ اونھوں نے ایسا کیا ہے کھلا ظلم بھی ہے نرا جور نری جفا ہے۔ کہ وہ تو اصل اباحت سے کہہ رہا ہے جب علت تحریم و دلیل کراہت نہیں تو ظاہر ہے کہ روا ہے۔ اوس سے قرآن وحدیث میں اوس کا جواز دکھانے کا سوال ہی اولٹا ہے۔ قرآن وحدیث سے دکھانا تو اوس کے ذمہ ہے جو اوسے امر ممنوع کہہ رہا ہے۔ ایسا امر حرام ہے جس کا یہ دعوی ہے وہ بتائے کہ کہاں سے کہتا ہے قرآن سے یا حدیث سے دکھائے کہاں اوسے حرام فرمایا ہے۔ جانے دے اقوال ائمہ فقہا وعلما ہی سے دکھادے کہ سب نے یا فلاں فلاں بعض نے ایسے امور کو ممنوع لکھا ہے جنکی نسبت قرآن وحدیث میں کوئی خاص حکم جواز وعدم جواز نہیں فرمایا گیا ہے۔ کیا وہی امور حلال ہیں جن کے جواز کا بیان قرآن نے فرمایا یا حدیث میں آیا یا جن کا کرنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا صحابہ کرام علیہم رضوان المولی العلام سے ثابت ہوا۔ باقی سب مکروہ وحرام۔ کراہت تنزیہی کے ثبوت کو تو دلیل خاص درکار تا بحرام چہ رسد۔ ہاں اگر کوئی جواز کے ساتھ ایسے امر کی سنیت کا بھی مدعی ہو تو البتہ اوس سے یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ کہ حضور یا صحابہ سے یہ کہاں ثابت ہوا ہے تم نے بے ثبوت دعوی سنیت کیوں کیا ہے یہ تثویب واذان قبر دونوں ایسے ہی امر ہیں جن کے کرنے کی ممانعت کہیں قرآن حکیم وحدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان۔ یوہیں اذان قبر کی ممانعت ہرگز کسی صحابی سے بھی کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور یوہیں اس تثویب کی بھی۔ اور وہ جو باطل کوش بدعت وہابیت کے حلقہ بگوش دکھاتے ہیں مظنون فیہ ومتحمل فیہ۔ والظن لا یغنی من جوع والاحتمال لا یشبع پھر اگر قطعی طور پہ مانا جائے کہ اس تثویب کو بعض صحابہ نے روکا اس پر انکار فرمایا۔ تو صحابہ ہی سے یہ بھی بتایا جائے کہ ان کا وہ انکار اوس عہد کریم سے جس میں غفلت کا نام نہ تھا اذان کیساتھ ہی مسجد میں حاضری ہوتی۔ خاص نہ تھا حاجت وبلا حاجت اس پر مطلقا انکار فرمایا بعد عہد صحابہ تابعین کا فجر کے وقت یہ تثویب کہ برا اطلاع رائج کرنا اون صحابہ کے اس انکار کا مطلب نہایت روشن بیان کر رہا ہے اگر تثویب ایسی چیز ہوتی جس پر انکار مطلقا ہوتا تو تابعین کیوں کسی وقت رائج کرتے۔ کیا یہ مانعین خدا کو ہاں ہاں اوسی واحد قہار جبار کو سمیع وبصیر وعلیم وخبیر مان کر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے اس تثویب کو یا اذان قبر کو کہیں منع فرمایا۔ یا حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ممنوع ٹھہرایا یا فلاں صحابی نے اذان قبر کو یا قطعا اسی تثویب کو ممنوع کہا مکروہ رکھا۔ اگر ان میں سے کوئی اس کی جرات کرے تو آیت یا حدیث یا قول صحابی پیش کرے۔ ہم مجوزین

Marfat.com

اذان قبر یا اس تثویب کو سنت کب بتاتے ہیں جن سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تثویب مکرر اطلاع کرنا اور قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور جواز کیلئے حضور یا صحابہ کا کرنا ضرور نہیں۔ پھر عدم ثبوت ثبوت عدم نہیں یعنی جس بات کا کرنا ثابت نہ ہو اس لئے اوس کا عدم ثابت ہو یہ بھی ہرگز منقول نہیں محض خیال باطل عاطل ثانیاً۔ صلاۃ وسلام کا تو حکم قرآن عظیم نے مطلق ارشاد فرمایا ہے کسی وقت ومکان کے ساتھ مخصوص نہیں اوس میں وقت دون وقت کا کچھ مذکور نہیں۔ زمان دون زمان کا تو کوئی ذکر نہیں صلاۃ وسلام جس زمان وجس مکان جہاں اور جس طرح ہو جہراً یا سراً۔ وہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل ہے۔ اگر کوئی اذان کے بعد صلاۃ وسلام بلند آواز سے عرض کرتا ہے تو اوسی ارشاد صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے نیچے داخل۔ اور بیک کرشمہ دو کار اوس سے تنبیہ غافل بھی حاصل اور استعمال ذکر برائے آگاہی غافل موجود۔ مثلاً تنبیہ امام کیلئے سبحان اللہ کہا ہر غافل کی غلطی پر تنبیہ کیلئے سبحٰن اللہ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ العظمۃ للہ وغیرہ دائر وسائر یہ تو اس خاص طریقہ تثویب بالفاظ درود شریف کے متعلق آیہ کریمہ اب مطلقاً ہر تثویب کے متعلق سنئے وہ چاہے جن متعارف الفاظ سے ہو قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے ائمہ اعلام فقہاء عظام علماء کرام نے اسی حدیث سے تثویب اعلام بعد اعلام مکرر اطلاع کو حسن فرمایا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور نماز بر وتقویٰ اور غافلوں کو اوس کے قرب قیام کی اطلاع کیجئے اذان کے بعد سے اب تک غفلت کی اب نماز قائم ہونے والی ہے اب کچھ غفلت نہ کرو آؤ ورنہ نماز نہ ملے گی یا کامل نہ پاسکو گے۔ بر وتقویٰ پر تعاون۔ حضرت سیدی امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ النورانی نے اس تثویب (مکرر اطلاع) کے متعلق ارشاد فرمایا زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی البر والتقویٰ فکان مستحسنا۔ نیز قرآن کریم کا ارشاد کریم ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اور اوس سے بہتر کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور تثویب کا دعا الی اللہ ہونا آشکار در روشن از آفتاب نصف النہار نیز حدیث کا ارشاد فیض بنیاد ہے من دعا الی ھدی فلہ اجرہ واجر من تبعہ۔ جو ہدایت کی جانب بلائے تو اوس کے لئے دو اجر ہیں ایک اوس کا اپنا اور اوس کے متبع کا۔ اور تثویب ظاہر ہے کہ دعا الی الہدی ہے تو بحمدہ تعالیٰ قرآن وحدیث ہی سے تثویب کا جائز نہ فقط جائز بلکہ مندوب ومستحب ومستحسن خوب مرغوب وبہتر ہونا ثابت ہوا۔ سائل صاحب کی یہ ضد تو

Marfat.com

پوری ہوگئی اب وہ خود یا وہ اس قابل اپنے آپ کو نہ سمجھتے ہوں تو جتنے مانعین ہیں الوسب کو لفحواء اجمعوا شرکائکم جمع کرکے سب کی کوشش سے کوئی آیت ممانعت کوئی حدیث منع قرآن واحادیث نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پیش کریں۔ اوسی سمیع وبصیر علیم وخبیر عز جلالہ کو شہید اعتقاد کرتے ہوئے۔

رہی اذان۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ذکر الہی وذکر حضرت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اور ذکر الہی کی نسبت ارشاد ہے واذکروا اللہ عند کل شجر وحجر ہر پیڑ پتھر کے پاس یعنی ہر جگہ ذکر الہی کرو۔ تو قبر کے پاس اذان دینا داخل۔ پھر اذان ذکر اللہ ہے اور ذکر الہی دافع عذاب بلکہ خاص اذان کا دافع عذاب ہونا حدیث سے ثابت اذان ذکر حبیب علیہ الصلاۃ والسلام پر مشتمل اور ذکر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باعث نزول رحمت۔ اذان دافع وحشت و باعث جمعیت خاطر اور میت پر اوس وقت کی وحشت کا کیا پوچھنا والعیاذ باللہ تعالی۔ اذان سے تلقین اتم حاصل اور میت کو اوس وقت تلقین کی حاجت۔ اور تلقین نزد قبر بتصریحات علماء مستحب ومستحسن جس طرح ہو۔ حدیث میں ہے ما من شئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ عذاب الہی سے نجات دینے والی کوئی شئی ذکر الہی سے زیادہ نہیں۔ حدیث ہی میں فرمایا اذا اذن فی تربۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم جس جگہ اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اوس دن عذاب الہی سے مامون فرمادی جاتی ہے۔ حضور کا ذکر ذکر الہی اور ذکر الہی بلاشبہ باعث نزول رحمت الہی وسکون وراحت قلب قال اللہ تعالی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ذاکرین کی نسبت حدیث میں وارد حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ۔ جہاں ذکر صالحین ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتا پھر حضور تو سید الصالحین ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ خود ذکر سے دفع وحشت وحصول اطمینان ظاہر اور حدیث میں دفع وحشت کیلئے اذان ہونا ثابت جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ارض ہند میں نازل ہوئے اونھیں گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی جب حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی تو دفع ہوئی۔ امام اجل ابوسلیمان خطابی دربارۂ تلقین قبر فرماتے ہیں لا نجد لہ حدیثا مشہورا الی قولہ وکل ذلک حسن۔ امام اجل نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا یستحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعۃ قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہ ویشتغل القاعدون بتلاوۃ القرآن والدعاء للمیت والوعظ والحکایات لاھل الخیر والصالحین حضرت شیخ محقق نے بعض علماء سے نقل فرمایا کہ نزد قبر کسی مسئلۂ فقہی کا ذکر مستحب ہے پھر خود فرمایا کہ مسئلہ فرائض اور مناسب اور فرمایا کہ ختم قرآن کریں تو یہ اولی وافضل ہے ان امور مذکورہ میں یعنی تلاوت قرآن نزد قبر ودعا میت وعظ وذکر صالحین میں بالخصوص کون سی حدیث وارد ہے پھر یہ کیوں مستحب ومستحسن اور اذان کیوں ناجائز ونا روا ٹھہرے وہ کیوں مستحب نہ ہو۔ یہاں ہم نے ایذان الاجری سے کچھ تھوڑا بطور خلاصہ لکھا جسے تفصیل درکار ہو وہ لاجواب رسالۂ مبارکہ مذکورہ جواز اذان قبر ہی کے بارے میں ہے

اور مدت سے چھپا ہوا ہے جسے چھپے پچاس برس کے قریب ہوئے مطالعہ کرے ۔ اور مانع سے پوچھے کہ خدا کو سمیع و بصیر علیم و خبیر شہید و قدیر اعتقاد کرتے ہوئے بتائے کہ کس آیت کس حدیث میں اذان قبر کی ممانعت ہے ۔ اور کس آیت کس حدیث میں تلاوت قرآن و ذکر صالحین وغیرہ نزد قبر کرنے کا بالخصوص ارشاد ہے ۔ بعض علماء نے اذان عند القبر کو سنت فرمایا اور وہ بنظر عمومات شرع ضرور فرد سنت مگر ہم اوسے فرداً سنت نہیں جانتے یعنی ذکر سنت ہے اور اذان افراد ذکر سے ایک فرد نہ یہ کہ خود اذان ہی سنت ہے ۔ مگر مستحب و مستحسن قطعاً ہے جس سے ممانعت سخت جرأت ہے اور شریعت پر افتراء و تہمت ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

جواب کا دُوسرا رُخ

قرآن عظیم میں زیر زبر پیش جزم و تشدید لگانا حجاج ظالم کے وقت کی بدعت حسنہ ہے اس کا اس زمانہ میں کرنا بتصریح علمائے کرام واجب ہے اور ترک ناجائز ۔ کیا خدا کو سمیع و بصیر علیم و خبیر یقین کرتے ہوئے بالخصوص اس کے وجوب کا حکم خاص قرآن و حدیث سے وجوب کا نہ سہی استحسان و استحباب ہی سہی پیش کیا جاسکتا ہے ۔ کیا حضور سے یا حضور کے صحابہ سے اسے ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ مساجد کے گنبد و مینار کا کیا حکم ہے کیا انھیں عہد نبوی یا زمانہ صحابہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے یا اون کے بنانے کا حکم قرآن و حدیث سے پیش کیا جاسکتا ہے ۔ کیا یہ ناجائز ہے کیا ان کا دور کرنا ضروری ہے ۔ جو کچھ کہا جائے قرآن و حدیث و عہد نبوی و عہد صحابہ سے اوس کا ثبوت پیش کیا جائے ۔ مؤذن و امام و مدرس علم دین کی تنخواہ کا کیا حکم ہے کیا حدیث میں نہیں کہ ان اتخذت مؤذنا فلا تأخذ علی الاذان اجرًا ۔ اگر تم مؤذن بنائے جاؤ تو اذان پر اجرت نہ لینا باوجود اس ارشاد حدیث اور ممانعت تمام ائمہ متقدمین آج یہ زبردستی مانعین تثویب و اذان قبر اس تنخواہ کو جائز کیوں جانتے ہیں نہ صرف جائز بلکہ خود مؤذن ہو کر تنخواہ مؤذن امام ہو کر تنخواہ امام مدرس ہو کر تنخواہ مدرس کیوں لیتے ہیں ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بعض احکام تبدل و تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں اذان قبر کے متعلق تو قطعاً کوئی ممانعت نہیں اور اس تثویب کے متعلق جز نا ۔ اور تمام علماء متاخرین اس کے استحسان پر قرناً فقرناً اتفاق فرماتے آئے اذان قبر کو بعض نے سنت تک فرمایا ۔ اس اجرت بر قربت کی تو خود حدیث میں ممانعت ہے ۔ تمام متقدمین اسے منع کرتے رہے پھر اسے شیر مادر بنانا اور انھیں ناجائز بدعت بتانا پچ کہنا کس قدر ظلم عظیم ہے مگر ہے یہ کہ اس میں مانعین کا مالی فائدہ ہے اور ان میں مسلمانوں کا دینی و روحی فائدہ اوس میں ان کا تو کوئی فائدہ نہیں ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ اوسی جبار قہار دیان عز جلالہ کو سمیع و بصیر علیم و خبیر شہید و قدیر مانتے ہوئے یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ خدا کو حاضر ناظر کہنا قرآن کی کس آیت یا کس حدیث میں آیا ہے ۔ یا حضور یا صحابہ نے

Marfat.com

کہاں خدا کو حاضر ناظر فرمایا ہے۔ علماء نے حاضر ناظر کہنے کو کیسا بتایا ہے حاضر ناظر خدا کو کہنا جائز ہے یا کیا۔
یہ چند از ہزار مشتے نمونہ از خروار۔ فقط۔

مسئلہ ۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید گاؤں کی ایک مسجد میں پیش امام ہے اس امام نے اپنی مسجد میں نماز تراویح پڑھائی اور پھر دوسری مسجد میں جاکر دوسری مسجد میں نماز تراویح پڑھائی رمضان بھر اسی طرح کیا اور نماز جمعہ اور نماز عیدالفطر بھی ایک جگہ پڑھا کر پھر دوسری مسجد میں پڑھائی ایسے امام کیلئے کیا حکم ہے اور جن مقتدیوں نے دوسری مسجد میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے اون کی نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

ایسا شخص گنہگار ظالم حق اللہ و حق العباد میں گرفتار ہے دوسروں کے فرض کھونے والا۔ واجب کھونے والا سنت کا اون کے ذمہ باقی رکھنے والا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ نماز جمعہ اور نماز عیدالفطر تو ظاہر ہے کہ جب وہ ایک دفعہ پڑھا چکا اوس کا فرض اوس کا واجب ادا ہوگیا اب دوسری جگہ پڑھے گا متنفل ہوگا اور مفترض کو متنفل کے پیچھے اقتدا جائز نہیں جنھوں نے نماز جمعہ اور نماز عیدالفطر اوس کے پیچھے پڑھیں اون کا فرض و واجب ادا نہ ہوا جنھیں معلوم ہو کہ یہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تھا اور پھر امامت کی وہ اب ظہر ادا کریں۔ تراویح بھی قول صحیح پر ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں جو اپنی پڑھ چکا ہو۔ غرض جہاں بناء قوی علی الضعیف ہوگی اقتدا درست نہ ہوگی۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے۔ لا یصح اقتداء البالغ لغیر البالغ فی الفرض وغیرہ وھو الصحیح لان صلاۃ البالغ اقوی للزومھا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وھو اصل یخرج علیہ کثیر من المسائل (الی قولہ) وکذا لا یقتدی المفترض بالمتنفل لما قلنا وما فی الصحیح عن معاذ انہ کان یصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العشاء ثم یرجع الی قومہ فیصلی بھم تلک الصلوٰۃ فلیس فیہ انہ کان یصلیھا معہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرضا وما وقع فی روایۃ الشافعی لہ من قولہ ثم ینطلق الی قومہ فیصلیھا بھم ھی لہ تطوع ولھم فریضۃ ادراج من الشافعی بناء علی اجتھادہ ولھذا لا تعرف تلک الزیادۃ الامنہ جرعتہ اوسی میں ہے لو ام فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کرہ وکذا لو صلاھا مرتین ماموما فی مسجد واحد وان فی مسجدین اختلف فیہ حکی عن ابی بکر الاسکاف انہ لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اھل المسجد الثانی واختارہ ابو اللیث اوسی میں فرمایا اذا صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی نافلۃ غیر التراویح اختلفوا والصحیح انہ لا یجوز اھ مختصرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۔ بعد نماز عصر قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں یا بعد نماز فجر طلوع سے قبل قضا نماز پڑھنا

درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ قبل تغیر آفتاب قضا پڑھ سکتے ہیں اسی طرح قبل طلوع بھی بعد تغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۔ بارش کثرت سے ہو رہی ہے اس حالت میں اذان مسجد کے اندر یا حجرہ کے اندر پڑھنا درست ہے یہ بھی تحریر کر دیجئے کہ مسجد کے اندر پڑھے یا حجرے کے اندر پڑھے۔

جواب۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے چھتری لگاکر خارج مسجد اذان دیں اور اگر بیرون مسجد کوئی جگہ ایسی ہو جہاں بارش سے بچے وہاں رہے۔ حجرے یا دالان کے اندر گھس کر اذان دینے میں خصوصاً بارش کے وقت میں باہر آواز بھی کافی طور پر نہ پہنچے گی اور اذان کا مقصد ہی حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۔ جس پگڑی میں گوٹا لگا ہو اس کو باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ جائز ہے جبکہ گوٹا چار انگل سے کم ہو اور سچا ہو جھوٹے سے نماز مکروہ ہوگی۔

سوال ۹۔ جو شخص صلوٰۃ پڑھنے میں اعتراض کرے اور یہ کہے کہ معاذ اللہ مردے کو پکارتے ہیں اس پر شریعت سے کیا حکم ہوتا ہے۔ بینوا توجروا

جواب۔ ایسا شخص سخت بے ادب بدلگام ہے جو وہ بکتا ہے اوس پر توبہ فرض ہے اوسے تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی چاہیئے وہ بدنصیب شاید التحیات میں السلام علیک ایھا النبی بھی نہ پڑھتا ہوگا۔ غالباً یہ شخص وہابی ہے اگر ایسا ہے تو وہابی تو اس سے زائد گستاخیاں کرتے ہیں اس کی اوس سے کیا شکایت یا وہابی کی صحبت میں بیٹھنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۔ وہ کون سا رنگ ہے جس رنگ کا کپڑا پہنکر نماز نہیں ہوتی۔

جواب۔ زعفران وکسم کا رنگا مرد کو ممنوع ہے اوس سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۔ عورتیں جو رنگین کپڑے پہنتی ہیں ان کو کیا لازم ہے کہ رنگین کپڑوں کو پاک کر کے نماز پڑھیں

جواب۔ نہیں۔ ہاں ناپاک رنگ میں رنگین تو اپنے آپ ہی پاک کرنا ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۲۔ مرد رنگین پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا کرتا پہنتے ہیں ان کو لازم ہے کہ پاک کر کے نماز پڑھیں۔

جواب۔ نہیں مگر جب کہ ناپاک رنگ میں رنگے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۳۔ اذان محراب سے داہنی طرف پڑھی جاوے یا بائیں طرف۔

جواب۔ جدھر مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عیدین دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب یا کچھ اور اگر سنت ہے یا مستحب تو قبل خطبہ یا بعد خطبہ مع ادلہ بیان فرمائیں۔

Marfat.com

باعتبار شریعت جو حکم بھی ثابت ہو اگر کسی نے بغرض اہانت دعا کا انکار کیا تو اوس کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا
المستفتی ابوالوفا غلام عبدالقادر غفرلہ شاہدی بہاری

الجواب

دعا یقیناً اللہ کا ذکر، عبادت ہے کل دعاءٍ ذکر کما فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ دعا اعظم مندوبات واجل مطلوبات سے ہے۔ کسی زمان و مکان و وقت کیساتھ مقید و مخصوص نہیں جس آن میں جہاں ہو مامور بہ ہے قال اللہ تعالیٰ اذکرونی اذکرکم۔ وقال تعالیٰ اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی وقال تعالیٰ ادعونی استجب لکم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بالدعاء وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی واجتہدوا بالدعاء وقال علیہ التحیۃ والثنا اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم اور نماز کے بعد دعا آداب نماز سے ہے قرآن عظیم فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب اور نماز کے بعد دعا اور مجمع کثیر میں دعا یہ دونوں محل اجابت۔ حدیث میں ہے قلنا یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلوٰۃ المکتوبات علامہ علی قاری مکی نے اس کی شرح میں فرمایا ای عقیب الصلوٰۃ المفروضات والتقیید بھا لکونھا افضل الحالات فھی ارجیٰ لاجابت الدعوات نماز نفل کے بعد دعا کے لئے حدیث میں فرمایا الصلوٰۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتسکن وتقنع یدیک یقول ترفعھما الی ربک مستقبلا ببطونھما وجھک وتقول یا رب یا رب من لم یفعل ذالک فھو کذا کذا اور ایک روایت میں یوں ہے من لم یفعل ذلک فھو خداجٌ علامہ طاہر فتنی تکملہ مجمع البحار میں حدیث مذکور کی شرح کرتے ہیں ثم تقنع یدیک ھو عطف علی محذوف ای اذا فرغت منھما فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الامر نیز علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ای اذا فرغت منھما فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الطلب حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایجتمع ملؤ فیدعو بعضھم ویؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ اس لئے حصن حصین میں مجمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار فرمایا کہ فرمایا واجتماع المسلمین علامہ قاری نے اس کی شرح میں لکھا کل ما یکون الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ الخ تو بعد نماز عیدین دعا کا مستحب ومستحسن اور رغوب اور مرغوب ہونا تو ظاہر تر ہے رہا اس کا مسنون ہونا تو اس کا تابعین عظام کی سنت ہونا معلوم۔ حضرت سیدنا امام محمد کا کتاب الآثار میں ارشاد مبارک ہے اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال کانت الصلوٰۃ فی العیدین قبل الخطبۃ ثم یقف الامام علی راحلتہ بعد الصلوٰۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان واقامۃ بلکہ

Marfat.com

بعض احادیث پر نظر کرنے سے اس دعا کا ثبوت فعلی خود حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ملتا ہے نیز اس حدیث بخاری سے بھی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخرج العواتق وذوات الخدور والحیض ویعتزلن الحیض المصلی ویشہدن الخیر ودعوۃ المسلمین۔ بعد نماز دعا کا مسنون ہونا تو معلوم ہے مگر اس کی تصریح نظر میں نہیں کہ بعد نماز متصلا قبل خطبہ دعا ہو یا بعد خطبہ غرض نا جائز نہ یہ ہے نہ وہ ہمارا معمول بعد خطبہ ہی ہے مجھے جہاں تک یاد ہے اعلیحضرت قدس سرہ کا معمول بھی بعد خطبہ ہی تھا اور یہ یوں مناسب بھی ہے کہ اگر بعد نماز دعا ہو جائے تو بہت لوگ خطبہ سے محروم رہیں دعا ہوتے ہی چلے جائیں میرے نزدیک جب یہ معلوم نہیں ہے کہ عہد رسالت میں دعا کس کے بعد ہوتی تھی تو اگر دونوں کے بعد ہو تو زیادہ مناسب ہے کہ اس میں یقیناً سنت بھی ادا ہو جائے گی اور مکرر دعا کا دہرا ثواب بھی ہوگا ھذا اما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو سبحانہ جسے زیادہ تفصیل درکار ہو وہ اعلیحضرت سیدنا والد ماجد قدس سرہ العزیز کا رسالہ سرور العید مطالعہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کسی مسلمان سے دعا کا انکار بطور اہانت مظنون نہیں انکار کرتا ہوگا تو اس موقعہ خاص پر اس کے مسنون ہونے کا۔ اپنی جہالت سے انکار کرتا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵ ۔ از شاہجہاں پور رنگین چوپال مرسلہ جناب مولوی حکیم سلامت اللہ صاحب قادری رضوی ۲۱ رجمادی الآخرہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں ۔ زید ایک محلہ کی مسجد میں امام ہے فجر وعصر کی نماز کے بعد پورب دکھن کی طرف مونہہ کر کے دعا مانگتا ہے مقتدیان نے امام صاحب سے کہا کہ ہم نے مولوی بلغاری صاحب اور مولوی غلام محی الدین خاں صاحب پیش امام سابق جامع مسجد اور نیز بزرگان دین کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ سب صاحبان اتر کی طرف منہ کر کے دعا مانگا کرتے تھے جس پر زید مذکور نے جواب دیا کہ اگلے بزرگ سب گمراہ تھے۔ اور حضرت کے چچا ابوجہل بھی گمراہ تھے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا جرم ہے۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

نماز کے بعد انحراف چاہئے خواہ جنوباً کرے خواہ شمالاً اور اگر شمالاً یا جنوباً انحراف کا موقعہ نہ ہو تو قبلہ کو پشت کرے اور نمازیوں کی طرف مونہہ کرے حالت صلاۃ میں بوجہ استقبال قبلہ نمازیوں کی طرف پشت مجبوری تھی اب جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نمازیوں کی طرف پشت نہ ہونی چاہئے۔ لہٰذا انحراف کرے اور ہر بات میں تیامن مستحب ہے تو شمالاً انحراف احب ہے اور جائز جنوباً و شرقاً بھی ہے خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام

Marfat.com

سے بعد انصراف انحراف احادیث میں موجود اور عن یمینہ و عن یسارہ بھی۔ اور حضور کی تیامن کے ساتھ محبت اور اس کا اعتیاد کسے معلوم نہیں اور اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ لوگ انحراف عن یمین ہی کو حق اور اس کے سوا کو ناجائز نہ جاننے لگیں قولاً و فعلاً تنبیہ بھی فرمائی۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے اذا تمت الصلوٰۃ الامام فھو مخیر انشاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ و انشاء انحرف عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ صلی اللہ علیہ عند الاقبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ و ذلک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ والقبلۃ عن یسارہ و قیل معناہ حتی یقبل علینا بوجھہ قبل من ھو عن یسارہ فیفید الانصراف عن یمینہ لا انہ یجلس منحرفا بل یستقبلھم فی القعود بعد الانصراف عن یمینہ کما فی حدیث انس عن مسلم ایضا کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ و ما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث ابن مسعود قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ لا یعارض ذلک لان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام ذلک تعلیما للجواز مع محبتہ للتیامن واعتیادہ بہ وھو ای الجواز مراد ابن مسعود فانہ انما نھی ان یری الانصراف عن الیمین حقا لا یجوز غیرہ تو وہ جس نے دکھن کی جانب اور پورب کی طرف ہی وقت دعا مونھ کرنے کو حق جانا اور اور کو ناجائز نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی وہ اپنا حکم خود کہے۔ اس نے غلط و باطل فتویٰ دیا یا نہیں اللہ اکبر بوجہ محبت تیامن و اعتیاد تیامن حضور علیہ الصلاۃ والسلام تنبیہ کیلئے انحراف عن یسارہ بھی فرمائیں۔ اور انحراف عن یمینہ ہی کو حق جانیں اور انحراف عن یسارہ کو ناجائز ماننے سے نہی ارشاد بھی فرمائیں اور یہ حضور کے محبوب انصراف عن یمینہ ہی کو نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی بتائے تمام بزرگوں کو گمراہ ٹھہرائے اب بتائیے کہ وہ بحکم حدیث من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السمٰوات والارض۔ ملعون ملائکہ آسمان و زمین ہوا یا نہیں اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سارے بزرگوں کو گمراہ ٹھہرایا یا نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس پر توبہ لازم اگر توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز سے سخت احتراز لازم وہ توبہ کیساتھ تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ الموفق وھو تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔

مسئلہ ۱۶۔ مسئولہ ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۱ھ

جو شخص شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا ضروری اور لازمی اور لابدی سمجھتا ہے اور علاوہ ان دو سمتوں کے ناجائز آیا اس شخص کا ایسا سمجھنا یا عقیدہ رکھنا کیسا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

Marfat.com

۲۔ تکبیر کیوقت امام کو تکبیر کا سننا شمال و مغرب ہی کی طرف مونہہ کر کے ضروری و واجبی سمجھتا ہو اور امام سے یہ کہے کہ تاوقتیکہ تم شمال کی جانب رخ نہ کرو گے ہم تکبیر نہ کہیں گے اور نہ نماز پڑھیں گے اس لئے کہ شمال کی جانب قطب ہے اور جب تم جنوب کی طرف رخ کر کے بیٹھو گے تو اوسکی بے ادبی ہو گی آیا ایسا کہنا اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا ناجائز۔

۳۔ اور صرف پانی سے استنجاء کرنے کو ناجائز بتاتا ہو اور ڈھیلے کو ضروری قرار دیتا ہو اور امام سے کہے صرف پانی سے استنجاء کروگے تو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔

۴۔ ایسے امام کے پیچھے جو مذکورہ بالا باتوں کو ضروری نہ سمجھتا ہو مثلاً دعا کا ہر جانب رُخ کر کے مانگنا جائز سمجھتا ہو وغیرہ وغیرہ نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

دعا قبلہ رو مانگنا آداب دعا سے ہے مگر امام کو اوس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ جنوباً یا شمالاً اور اگر اوس کی گنجائش نہ ہو تو شرقاً تحویل کرے کہ مسلمانوں کو پشت نہ ہو لان حرمۃ المسلم الواحد ارجح عند اللہ من حرمۃ الکعبۃ کما فی الغنیۃ شرح المنیۃ للعلامۃ ابراھیم الحلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمال و مغرب کی جانب رخ کر کے دعا ضروری نہیں جو ایسا کہتا ہے غلط و باطل کہتا ہے قال تعالیٰ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ قطب کی جانب پیٹھ نہ کرنا چاہیئے اس لئے وہ جاہل جنوب کیطرف منہ کر کے دعا مانگنے کو ناجائز جانتا ہوگا اس صورت میں قطب کو پیٹھ ہو گی اور پورب کی طرف منہ کرنے میں قبلہ کو پشت ہو گی قبلہ کو مونھ یا پشت وقت رفع حاجت ممنوع ہے یوں ہی قبلہ رو صحبت نہ چاہیئے برہنہ غسل کیوقت بھی قبلہ کو رو و پشت نہ کی جائے ویسے قبلہ کی جانب بھی پشت ہونے میں حرج نہیں کہ شرع رفق و تیسیر پسند فرماتی ہے تنگی و تضیق نہیں پسند فرماتی حرج گوارہ نہیں فرماتی ایسا ہوتا تو بہت زیادہ دقت و حرج ہوتا جب قطب کی جانب پشت کرنا اوس جاہل کے نزدیک ممنوع ہے تو وہ رفع حاجت کے وقت کیا کرتا ہوگا کہ نہ قبلہ کی جانب رو و پشت کر سکتا ہے نہ شمال کی جانب ہی جب اور وقت پشت نہیں کر سکتا تو ایسے وقت برہنگی کی حالت میں وہ اسے کیسے جائز رکھے گا اور جب پشت کرنا جائز نہیں تو برہنہ ہو کر ادھر مونھ کرنا کیسے ناجائز نہ جانے گا جہالت عجب بلا ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

۲۔ اس سوال سے وہی علت بے ادبی معلوم ہوگئی یہ اوس کا بے ہودہ قول ہے اور ناجائز ہٹ نارواضد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ صرف پانی سے استنجا کرنے میں ترک سنت ہے مسنون یہی ہے کہ ڈھیلوں سے پاک صاف کر کے استنجا کرے مگر جو کوئی صرف پانی سے طہارت کرے اوس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں یہ اوسکی بیہودہ ہٹ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

۴۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے ظاہر کہ اوس کے پیچھے نماز میں کوئی اس وجہ سے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۷۱ء ۔ از بمبئی پوئی باوڑی بریل۔ انجمن رفیق الاسلام مرسلہ ممبران انجمن مذکورہ معرفت جناب شیخ نظام الدین صاحب سکریٹری۔ ۶ ؍ ذی القعدہ ۵۲ھ

جامع علوم شریعت وطریقت سید المفسرین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی مفتی قبلہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضہ وبرکاتہ۔ السلام علیکم۔ حضور والا مؤدبانہ درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھکر استفتاء ہذا کا جواب دیجئے کیونکہ یہی وہ اسباب ہیں جنکی بنا پر خدمت والا میں استفتاء روانہ کرنا پڑا اور ان ہی وجوہات سے میدان میں بھی نماز کا انتظام کیا گیا۔

کیا فرماتے ہیں حضور والا اس مسئلہ میں کہ شہر بمبئی کے محلہ بریل تکیہ مسجد میں نماز عیدین ہونے کے باوجود محلہ کے مسلمان قرب وجوار کے مسلمانوں کی معیت میں ایک کھلی جگہ میدان میں مالک جگہ سے اجازت لیکر نماز عیدین مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ادا کرتے ہیں۔

۱ء۔ شرعاً بمقابلہ محلہ کی مسجد کے کھلی جگہ میں نماز عیدین افضل ہے۔ ۲ء مسجد متذکرہ میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے مصلیوں کو عام گزرگاہ پر بیٹھکر نماز عیدین ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور نماز ختم ہونے کے بعد مصلیوں کو پولس اور عام گزرگاہ کا خیال کرکے فوراً اُٹھ جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے گزرگاہ کے مصلی خطبہ سننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ۳ء محلہ اور اس کے اطراف کی تمام مسجدوں میں تقریباً ایک ہی وقت میں نماز عیدین ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ لوگوں کو نماز نہیں ملتی۔ ۴ء۔ بریل اور اوس کے اطراف میں متذکرہ میدان کے سوا کوئی ایسی مسجد یا جگہ نہیں رہتی ہے جہاں باقیماندہ لوگ نماز عیدین ادا کرسکیں صرف میدان مذکور میں قرب وجوار کی تمام مسجدوں میں نماز عیدین ختم ہو جانے کے بعد نماز ہوتی ہے۔ ۵ء محلہ کی مسجد میں جگہ کی اتنی گنجائش نہیں جس میں تمام مسلمان طمانینت قلب اور اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کرکے خطبہ سُن سکیں۔ اب ازروئے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ مذکورہ بالا وجوہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیجئے کہ مثل سابق میدان مذکور میں نماز عیدین ہوتی رہے یا بند کردی جائے۔ اور مسجد میں ہوتے ہوئے میدان کی نماز جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

وجوہ مذکورۂ سوال سب درست اور قابل لحاظ ہیں اور کوئی وجہ نہ ہوتی جب بھی محلہ ہی کی مساجد نہیں بلکہ مسجد جامع سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کیلئے باہر میدان میں نکلیں اور جمع عظیم کیساتھ نماز عید ادا کریں مگر بوڑھے اور مریض ناطاقت لوگ۔ عامہ مشائخ کے نزدیک بھی مسنون ہے یہی تمام تر کتب معتبرہ فقہیہ میں مسطور ومزبور ہے

Marfat.com

غنیہ میں فرمایا الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعھم الجامع وعلیہ عامۃ المشائخ حضرت مولیٰ المسلمین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے مروی کان علیہ الصلاۃ والسلام یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی شرح منیہ میں ہے فان ضعف القوم عن الخروج امر الامام من یصلی بھم فی المسجد اگرچہ مسجد جامع اس قدر وسیع ہو کہ تمام لوگ اوس میں سما سکیں جب بھی حکم ہے جیسا کہ عبارت غنیہ میں مصرح ہے عیدین کی نماز بدستور وہاں جاری رکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۔ از بمبئی ینگ مسلم ایسوسیئشن پریل ۱۲ ہری بلڈنگ ایسٹ فلور روم ۱۵ مرسلہ سکریٹری معرفت مولوی نذیر احمد صاحب خجندی۔ ۹ رذی القعدہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذاتی مخاصمت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نمازیں ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کی کرنا چاہتی ہے۔ ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے۔ از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اس قضیہ سے متعلق ایک سوال انجمن رفیق الاسلام پوئی باوڑی بمبئی سے بھی آیا تھا جس کا جواب اسی ہفتہ میں بھیجا گیا ہے اوس استفتاء کے ساتھ ایک خط بھی تھا جسمیں اور خود استفتاء میں اس کی معقول وجوہ لکھی تھیں اور ظاہر کیا تھا کہ ان وجوہ سے ایسا چاہا جاتا ہے۔ ہرگز اس سے مقصود مخالفت و مخاصمت نہیں۔ مسجد کے منتظمین لوگوں سے کہتے ہیں کہ میدان کی نماز افضلیت و سہولیت کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ باہمی مخالفت و مخاصمت کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کے جواب کیلئے ایک تو منتظمین نماز میدان کا حلف کرنا لکھا کہ میدان کے منتظمین حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم نے میدان میں نماز عیدین کا انتظام باہمی مخالفت یا مخاصمت کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ نیز یہ کہ آپس میں نفاق پیدا ہونے کے ڈر سے میدان کی نماز عیدین کے منتظمین نے مسجد کی نماز عیدین منتظمین سے کہا کہ اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میدان کی نماز عیدین کا انتظام ہم نہ کریں تو اسے ہم منظور کرتے ہیں آپ ہی لوگ میدان کا بھی انتظام کیجئے۔ ہم لوگ ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی شخص مخالف نہ ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں جو خدمت بھی ہم سے لی جائے گی ہم اسے بخوشی منظور کریں گے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہماری مرضی ہی نہیں ہے اس لئے میدان کی جاری شدہ نماز عیدین بند کردی جائے۔ وہ معقول وجوہ بیان کرتے ہیں انھیں سن کر ماننا تھا اور خواہ مخواہ بدگمانی نہ چاہئے تھی۔ پھر وہ حلف کرتے ہیں۔ جسے سنکر اگر بدگمانی کی کوئی وجہ بھی ہوتی ناہم یقین کرنا تھا نیز برآں اس سے زائد اطمینان کی صورت اون کے پاس اور کیا تھی کہ اونھوں نے کہدیا کہ آپ انتظام کریں اور

Marfat.com

ہم سے جو خدمت لیں ہم اوسے بجالائیں گے۔ اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم میں کا کوئی مخالفت نہ کریگا۔ اس آخری ذریعہ اطمینان کو پیش کرتے ہیں مگر مسجد کے منتظمین تسلیم نہیں کرتے ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس سوال کا سرے سے منشا ہی غلط ہے۔ دوسرے فریق نے ہر طرح اطمینان دلایا کہ ہرگز وہ کسی مخالفت ومخاصمت کی بناپر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ ان معقول وجوہ کی بنا پر مگر یہ فریق یہی کہے جاتا ہے کہ نہیں وہ تو محض مخالفت ومخاصمت ہی کی بنا پر تفریق کرتے ہیں ایسی زبردستی پھر یہ کہ فرض کیجئے کہ اوس فریق نے یہ سب کچھ بناوٹ کی محض جھوٹ کہا واقعی وہ مخالفت ومخاصمت ہی کیلئے میدان میں نماز کا انتظام کرتا ہے تو اس سے وہ جماعت کیوں ناجائز ہوجائے گی بُری نیت کا الزام اون پر ہوگا۔ مگر جو اچھا کام وہ کررہے ہیں وہ اچھا ہی رہے گا۔ اوس میں اون کی اوس بُری نیت سے کوئی خرابی نہ آئے گی۔ علما کا تو یہاں تک ارشاد ہے کہ الاصل لایبطل بالعوارض حضور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اسائتھم جب لوگ کوئی اچھا کام کریں تو اون کے ساتھ اچھا کام کیا جائے اور جب کوئی برا کام کریں تو اوس سے بچا جائے۔ عیدین کی نماز میدان میں افضل ہے مسجد محلہ ہی نہیں مسجد جامع سے بھی اگرچہ مسجد جامع تمام لوگوں کو کافی ہو۔ تو جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں اگرچہ اون کی نیت کچھ بھی ہو تو اون کا ساتھ دینا چاہئے۔ اون کی اوسی بدنیت سے سنت تو معاذ اللہ بری نہ ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۲ه

مسئلہ ۱۹ :- از بمبئی مرسلہ ممبران مسلم ایسوسی ایشن بریلی معرفت مولوی نذیر احمد صاحب خجندی ۸ ذی الحجہ

قبلہ نما مولانا المحترم زید مجدکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسلم ایسوسی ایشن بریلی کے استفتار پر جناب والا کا جواب میری نظر سے گذرا میں اسکو جانتے ہوئے کہ رفیق الاسلام انجمن والوں نے اپنے استفتار میں غلط بیانیوں سے کام لیا بالخصوص اون کا فقرہ ۲ و ۳ و ۴ صراحۃً جھوٹ پر مبنی ہے اس قصہ میں پڑنا نہیں چاہتا صرف حضور والا سے شرعی نقطہ نظر سے بصورت ذیل دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا فقہائے کرام نے جبانہ وصحرا کے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں اس سے ہر محلہ کا کوئی خالی میدان جو آبادی میں ہو مراد ہے۔

۲۔ کیا کسی بڑے شہر میں ہر محلہ کے نمازیوں کو مسجدیں چھوڑ چھوڑ کر اونھیں محلہ کے میدانوں میں اوسی تعداد کی صورت میں جو مسجدوں کے اندر موجود تھا نماز عید ادا کرنے کا حکم ہے۔ (۳) تمام شہر کیلئے آبادی سے باہر مسجد کے طور پر بشرائط مخصوصہ مصلی عیدگاہ بنانے کا حکم ہے اور اوسی کی افضلیت کتب احادیث وفقہ میں مرقوم اور جبانہ وصحرا سے وہی مراد۔ نہ کہ مسجد سے قریب محلہ کا میدان جہاں اتفاقاً عمارت نہ بن سکی ہو۔ نماز عیدین کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بمبئی میں دس برس سے میدانوں میں بھی مسجدوں کے علاوہ نماز ہوتی ہے اور وہاں آج کل بیس پچیس ہزار نمازیوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مابہ النزاع میدان میں تو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو

Marfat.com

آدمی تھے پریل کی مسجد کے ایک جانب لال باغ کی وہ مسجد ہے جس کا میں امام ہوں اور یہاں پریل یا ڈٹی باڑی کی مسجد سے پون گھنٹہ بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے: دوسری جانب وادر کی مسجد ہے وہ ہم سے بھی پندرہ منٹ بعد پڑھتے ہیں لہذا ان کے استفتار کا فقرہ ۳ و ۴ صراحۃً کذب پر مبنی ہے۔

(۳) اگر بمبئی والے اسی طرح جداگانہ میدانوں میں نکل نکل کر اپنے محلوں ہی کی حدود اربعہ میں نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں تو کیا اجتماع امت اور غیر مسلموں پر اخوت اسلام سے رعب قائم کرنے کا وہ مفہوم ادا ہو جائے گا جو جبانہ وصحرا یا عیدگاہ کے الفاظ میں مخفی ہے۔

(۴) مذکورہ تینوں مسجدیں ہنوز کی آبادی سے گھری ہوئی ہیں اور بڑی سڑک کے کنارے پر ہیں۔ عید کے دن سڑکوں کا بھر جانا گلیوں تک نمازیوں کا پہنچ جانا گاڑیوں کا رکا رہنا اجتماع اسلامیان کی شان رکھتا ہے یہ ضمنی گلی کے کسی میدان میں کہاں ممکن ہے۔ فافہم وتدبر خوب یاد آیا غالبًا ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء میں اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے شہر دمن محلہ کباڑی واڑی کی عیدگاہ کے متعلق حسب طلب مرحوم مولانا ہدایت رسول ایک زبردست فتوی ارقام فرمایا تھا یہ قصہ اوسی سے ملتا جلتا ہے ذرا اوس فتوی کو بھی ملاحظہ فرمالیجئے گا۔

محب محترم ذو المجد والکرم زید مجدکم جواب تحریر فرماتے وقت امور مندرجہ ذیل ملحوظ خاطر رہیں اور حتی الوسع جلد ارسال فرمائیے۔

(۱) بمبئی میں کوئی مستقل عیدگاہ نہیں ہے اس لئے عیدین کی نماز مسجدوں ہی میں ادا کی جاتی ہے گیارہ سال سے میدانوں میں نماز عیدین کا انتظام ہوتا ہے جہاں بیس پچیس ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔

(۲) جس محلہ میں یہ نماز عید الفطر پر ادا کی گئی وہاں صرف سو یا ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ (۳) اگر محلہ محلہ یوہیں اجازت دیدی گئی تو اجتماع واتحاد مسلمین کا مقصد کیونکر پورا ہوگا۔ (۴) افتراق وتشتت کی صورت بہرنہج ظاہر تر ہے۔ مکرر آنکہ اس استفتار کے الفاظ پر پھر نظر ثانی فرمائیے اور حسب سوال جدید جواب سے میرے پتہ پر عزت بخشئے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں باہمی مخالفت وذاتی مخاصمت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نمازیں ہوتی ہیں اوسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کرنی چاہتی ہے ایسی جماعت کا شرعًا کیا حکم ہے از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا اجرکم اللہ تعالیٰ

الجواب

اگر فی الواقع ذاتی مخاصمت باہمی مخالفت کی بنا پر بعض لوگ تفریق جماعت کر رہے ہیں تو وہ اس تفریق چاہنے کے ملزم ہیں۔ اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا ہے تو وہ جھوٹ کے مرتکب جرم فریب دہی کے مجرم

Marfat.com

ہیں مسجد والے اگرکسی طرح میدان میں نماز عید کو تیار نہوں اور لوگ بھی اپنی اپنی مساجد ہی میں پڑھتے رہیں تو یہ مٹھی بھر آدمی خواہ مخواہ اپنی علیحدہ قائم کر کے تفریق کے ملزم کیوں بنیں۔ ایک مستحب کے لئے اپنے سر تفریق کا الزام نہ لیں اور جماعت میں منافرت نہ کریں جبانہ وصحراء مصلی سے کوئی خاص عمارت عیدگاہ مراد نہیں بلکہ بیرون شہر نماز کا میدان عام ازیں کہ وہاں کوئی عمارت بنام عیدگاہ بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو۔ بزبان برکت نشان حضور سید الانس والجان علیہ الصلاۃ والسلام الاتمان الاکملان بیرون مدینہ طیبہ کف دست میدان تھا سرکار طیبہ کے شرقی دروازہ مسجد اطہر کے باب السلام سے ہزار قدم کے فاصلہ پر کما فی الفتاوی الرضویۃ عن المواھب والزرقانی عن فتح الباری عن عمر ابن ابی شیبۃ فی اخبار المدینۃ عن ابی غسان الکنانی صاحب مالك رضی اللہ تعالی عنہ سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمۃ ومستخرج اسمٰعیل میں ہے عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یغدو الی المصلی فی یوم عید والعنزۃ تحمل بین یدیہ فیصلی الیھا و ذلك ان المصلی کان فضاء لیس فیہ شیئ یستتر بہ میدان کی نماز میں حکمت اظہار شعار اسلام وکثرت مسلمین ہے شوکت اسلام کا اظہار تو جمع عظیم سے ہی ہوگا مگر اظہار شعار اسلام چند ہی لوگوں کے اجتماع سے ہوجائے گا گھرے ہوئے مکان کی نماز میں نہ اظہار شعار اسلام اس درجہ ہوسکتا ہے نہ اظہار شوکت اسلام یہ حکمت صحرا کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ شہر میں اگر وسیع میدان ہو جہاں بکثرت مسلمان جمع ہوسکیں وہاں بھی حاصل تو جس طرح میدان بحیثیت میدان نماز عید کیلئے ملحوظ نہیں کہ مساجد بحیثیت مساجد اور نماز کیلئے بہتر اور میدان بحیثیت میدان نماز عیدین کے لئے بلکہ اوسی حکمت کی بنا پر میدان ملحوظ ہے۔ یوں ہی صحرا بحیثیت صحرا ملحوظ نہ ہوگا بلکہ وہ مکان جہاں اقامت صلاۃ عیدین میں وہ حکمت بن سکے اور شک نہیں شہر سے باہر صحرا میں اظہار شعار اسلام وشوکت اسلام بجمع عظیم اہل اسلام کیا جائے یہ یوں ہی ہے کہ شہروں میں اس قدر عظیم ترین میدان نہیں ہوتے اور اگر کہیں وسط شہر میں بڑا میدان ہو تو شہر کے اندر اظہار سے کہیں زائد اور مقصود شرع کے بہت ہی موافق ہوگا بمبئی ایک عظیم شہر ہے جس کے تین طرف سمندر ہے اون اطراف میں تو اس مقصد کو لیکر گزر نہیں رہی چوتھی طرف تو میلوں کوسوں فاصلہ پر شہر کے باہر اجتماع نہایت گراں ہوگا۔ لہذا اس وجہ کافی اجتماع نہ ہوگا تو اگر شہر کے اندر ہی کسی فضا میں جہاں عظیم اجتماع ہوسکے پڑھیں تو مساجد میں پڑھنے سے یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ حکمت اظہار شعار اسلام وشوکت وکثرت اہل اسلام اس میں صحرا کی طرح حاصل ہوگی اور اگر فضاء بمبئی میں اسٹیشنوں ریلوے لائنوں انگریزی کیمپوں فوجی بارکوں کی بنا پر میدانوں میں جمع عظیم کی گنجائش ہی نہ ہو یا گورنمنٹ سے اجازت نہ ہو تو فنا سے دور اگر اہل اسلام جمع بھی ہوں اور نماز عید پڑھیں تو اگرچہ اظہار شعار اسلام ہوا اگرچہ اس جمع عظیم سے شوکت اسلام وکثرت مسلمین کا

Marfat.com

اظہار ہو اگر بظاہر یہ ایسا ہی ہے جیسے مساجد میں پڑھ لیتے بلکہ اوس سے بھی کم کہ شہر کی مساجد میں مسلمانوں کا اجتماع کسی نہ کسی طرح کفار کی نظر میں آتا ہی ہے بخلاف اس کے کہ شہر سے منزلوں نہیں تو کوسوں دور جنگل بیابان میں اس اظہار سے وہ حکمت یقیناً حاصل نہیں ہوسکتی اور ہوئی بھی تو فناء شہر سے باہر جواز ہی نہ رہا وہاں نماز عید کا کیا ذکر کہ اوس کے لئے شہر یا فناء شرط ہے خارج فناء شہر نماز عید ناجائز صحراو جبانہ سے جنگل بیابان شہر سے جدا ہرگز مراد شرع نہیں بلکہ یقیناً شہر ہی کے متصل جو میدان ہو مراد ہے ہم بتا چکے کہ نفس صحرا بھی مراد شرع نہیں بلکہ وہ مقام مراد ہے جہاں اقامت صلاۃ عیدین بجمع عظیم ہو اور وہ حکمت حاصل ہو لہذا خواہ وہ میدان ہو جو متصل شہر مصالح شہر کیلئے ہوتا ہے جیسے فناء مصر کہتے ہیں خواہ وہ جو شہر کے اندر اتنا وسیع ہو کہ اہل اسلام اوس میں جمع ہوسکیں دونوں میں نماز عید مساجد میں علیحدہ علیحدہ متفرق پڑھنے سے بہتر ہوگی اور دونوں سے یکساں مقصود شرع حاصل ہوگا تو میدان شہر میں نکل کر نماز پڑھنا ادائے سنت واظہار شعار وشوکت وارادت کثرت ہے اگر وہاں کے مسلمان اسے نہیں سمجھتے اور مساجد ہی میں پڑھنا چاہتے ہیں تو مٹھی بھر لوگ بھی اونہیں کا ساتھ دیں کہ منافرت نہ ہو فان درء المفاسد اھم من جلب المصالح بلکہ یہ لوگ جو ریل کے میدان میں علیحدہ نماز عید پڑھنا چاہتے ہیں اوس میدان کی نماز میں کیوں نہ شرکت کریں جیسے سوال میں لکھا ہے کہ پچیس تیس ہزار کے مجمع کے ساتھ دس گیارہ سال سے ہوتی ہے ہاں اگر وہاں اب اور زائد کی گنجائش نہ ہو تو مجبوری ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہ کا وہ فتویٰ مجھے تلاش پر بھی دستیاب نہ ہوا میں اوسے دیکھوں اگر حضرت کا فتویٰ میرے خلاف ہوگا اور اوس سے مجھے اپنا خطا پر ہونا ظاہر ہوگا میں اپنی غلطی کا اعتراف کرلوں گا۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق لاتباع الحق والصواب وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰ از تحصیل ایبٹ آباد ڈاکخانہ سرائے نعمت خاں ضلع ہزارہ مرسلہ جناب سید سکندر شاہ صاحب امام مسجد شب یکم محرم الحرام ۵۳ھ۔

اگر امام برضا خود امامت چھوڑ دے تو قوم امام جدید کو قائم کریں تو کیا امامت سابقہ کا پھر امامت کا کوئی حق ہے یا نہ یا اوسکی نسل سے کوئی بیٹا یا برادر زادہ یا اور کوئی وارث اوس کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ دار ہوسکتا ہے یا نہ اور امامت وراثت قرار دی جاتی ہے یا قوم کی رضا پر موقوف ہے۔

الجواب

امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہو اور اوسے قوم یا متولی امام بنالے وہ امامت کریگا امام سابق کا بیٹا بھائی ہونا زبردستی امامت کا حق نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱ ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۵ھ

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا بایاں ہاتھ بچپن میں کولھو سے کٹ گیا تھا زید مسائل سے پڑھا لکھا آدمی ہے وہ گاؤں میں امامت کرتا ہے اور کوئی دوسرا آدمی گاؤں میں پڑھا لکھا نہیں ہے کیا زید کے پیچھے نماز درست ہے اور اوس کی امامت درست ہوگی۔

الجواب

واقف و عالم ہونا ہی درکار نہیں عامل ہونا بھی ضرور ہے۔ عالم نہ ہو مگر استنجا وضو صحیح کر لیتا ہو کافی ہے اگرچہ عالم نہ ہو۔ عالم ہو اور وضو وغیرہ میں کچھ خامی اوس سے رہتی ہو وہ قابل امامت نہیں۔ اگر وہ استنجا۔ وضو۔ غسل صحیح کر لیتا ہے تو نماز پڑھا سکتا ہے اور اگر اپنے آپ یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک ٹھیک نہیں کر سکتا صحیح وضو وغیرہ کرنے سے مجبور ہے مگر کوئی دوسرا اوس سے وضو وغیرہ ٹھیک کرا دیتا ہے تو اوس کے پیچھے اس صورت میں بھی کوئی حرج نہیں اور بہتر یہی ہے کہ کوئی سالم الاعضا جو امامت کا اہل ہو اوس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۔

سوال اگر امام برضائے خود امامت چھوڑ دے تو قوم امام جدید کو قائم کریں تو کیا امام سابق کو پھر امامت کا کوئی حق ہے یا نہ یا اس کی نسل سے کوئی بیٹا یا برادر زادہ یا اور کوئی وارث اس کے قائم مقام ہونے کا دعویدار ہو سکتا ہے یا نہ اور امامت وراثت قرار دی جاتی ہے یا قوم کی رضا پر موقوف ہے۔

الجواب

امامت کوئی میراث نہیں۔ جو اہل ہو اوسے قوم یا متولی امام بنا لے وہ امامت کرے گا۔ امام سابق کا بیٹا بھائی ہونا زبردستی امامت کا حق نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۔ از بنارس بازار سدانند انجمن اشاعۃ الحق مرسلہ عبد الغفور صاحب۔ ۶ رجمادی الآخر ۵۳ھ

جناب مخدومی مکرمی حضرت مولانا مفتی اعظم صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) بعد آرزوئے قدمبوسی و آستانہ بوسی کے بندہ ملتمس ہے کہ حضرت نے جو تقریظ فتویٰ امامت کی ترمیم کر کے تحریر فرمائی تھی وہ مع ایک نوازش نامہ کے ناچیز کو ملی حضرت کی اس بندہ نوازی کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ مولوی صفی الرحمن صاحب بنارسی کی خدمت میں حاضر ہوا تو اونھوں نے فرمایا مجھے اس میں کلام ہے ناچیز نے عرض کیا کون سا کلام ہے تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر فاسق فاجر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ داڑھی منڈانے والے اور کترانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا اعادہ واجب تو جب حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نماز ہو جاتی ہے تو واجب الاعادہ کیسا۔ یہ پہلا کلام ہے اور دوسرا کلام یہ کہ جس مکروہ تحریمی سے اعادہ واجب ہوتا ہے وہ کون مکروہ تحریمی ہے خارج نماز یا داخل

Marfat.com

نماز اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر بادشاہاں اسلام فاسق ہوتے تھے اور نماز پڑھاتے تھے اور لوگ پڑھتے تھے اور فرمایا کہ اگر اس کی تصریح عبارت فقہ سے ہو تو بریلی سے حاصل کیجئے ہم مان لیں گے۔ جناب مولوی صفی الرحمٰن صاحب سے ناچیز نے یہ بھی عرض کیا کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں بھی لکھا ہے کہ فاسق کے پیچھے جو نماز پڑھی اوس کا اعادہ واجب ہے۔ حضور سے التجا ہے کہ ان باتوں کا جواب ان کے لیے تشفی بخش ارسال فرمائیں۔

الجواب

جواز بمعنی صحت بھی ہوتا ہے اور بمعنی حل بھی فاسق و مبتدع جسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو ان کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یعنی صحیح ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے فرض گردن سے اتر جاتا ہے اور ناجائز ہے یعنی ان کے پیچھے پڑھنا انھیں امام بنانا حلال نہیں۔ ردالمحتار میں فرمایا جاز ای مع کراھۃ التحریم وہ حدیث جس کا مولوی صاحب نے ذکر کیا یہ ہے صلوا خلف کل بر و فاجر علامہ سیدی عبدالرؤف مناوی قدس سرہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا صلوا جوازاً خلف کل بر و فاجر ای فاسق فان الصلاۃ خلفہ صحیحۃ لکنھا مکروھۃ ایک اور حدیث ہمارے پیش نظر ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم براکان او فاجراً وان عمل الکبائر رواہ ابوداؤد کیا اس حدیث یا اوس کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور برخلاف جماہیر فقہا مبتدع کے پیچھے نماز جائز یعنی غیر مکروہ تحریمی مانی جائے گی؟ حدیث میں کل مسلم کا لفظ ہے اور مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو مسلم ہی ہے۔ جب ان حدیثوں کو دیکھتے فاسق کے پیچھے نماز غیر مکروہ بکراہت تحریم ٹھہرائیں گے تو مبتدع کے پیچھے مکروہ بکراہت تحریم کیونکر مانیں گے۔ عجب اون بعض فضلا سے جنھوں نے فاسق و مبتدع میں فرق کی ٹھہرائی جبکہ کل مسلم دونوں کو شامل۔ نیز فسق کے دونوں حامل ایک فاسق العقیدہ ایک فاسق العمل یہ مبتدع کے پیچھے پھر کیوں مکروہ بکراہت شدیدہ کہتے ہیں جیسے یہ مبتدع کے پیچھے باوجود دونوں مذکورہ حدیثوں کے مکروہ بکراہت شدید فرماتے ہیں یوں ہی ہم ہر فاسق کے پیچھے ان حدیثوں کا مطلب جواز ہے اور جواز بمعنی صحت مراد۔ اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ محقق مطلق مولانا العلامہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ ربہ الباری زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ نماز واجب است بر شما بجماعت پس ہر مسلمانے بر یا فاجر وان عمل الکبائر یعنی جائز است کہ بوے اقتدا کنند اگرچہ مکروہ است یا واجب است اعتقاد جواز آں و بعض استدلال کردہ اند بایں بوجوب جماعت و ایں بر تقدیر اینست کہ فسق وے بسر حد کفر نکشد و مرد صالح حاضر نباشد۔ فاسق شرعاً واجب الاہانت ہے اوس کی تعظیم حرام یہاں تک کہ زبان سے ذرا سی اوسکی مدح پر حدیث کا ارشاد ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی تعریف

ـی جاتی ہے تو رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔ اوسے امام بنانا تو اوس کی
ـلی ترین تعظیم ہے ظاہر ہے کہ یہ گناہ و حرام ہے اور نماز جب کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا ہو تو واجب الاعادہ
ـوتی ہے کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا جب بحالت نماز ایک گناہ کا ارتکاب کر رہا
ـ نماز اوس گناہ پر مشتمل ہوئی ۔ نماز امامت پر مشتمل اور امام فاسق اوسکی امامت ناجائز تو جس نے اوسے امام
ـلیا اوسکی نماز ایک ناجائز امر پر مشتمل ہوئی کراہت کیلئے اشتمال کافی ہے وہ مکروہ داخل ہو یا خارج مرد کو
ـشیم کا کپڑا پہننا گناہ ہے سونا استعمال کرنا ممنوع ہے اگر کوئی شخص ریشم کا کپڑا یا سونے کی انگشتری پہنے ہوئے
ـماز ادا کرے جیسے یہ نماز مکروہ ہوگی ایک گناہ کیساتھ ادا ہوئی یوں ہی فاسق کی امامت مکروہ ہے کیساتھ والی
ـماز ۔ صالح کی امامت واجب فاسق کی امامت میں ترک واجب وارتکاب حرام ہے فتاویٰ حجہ پھر غنیہ میں
ـہے لو استویا فی العلم والصلاح واحدھما اقرأ فقدموا الاخر اساؤا ولا یأثمون فالاساءۃ لترک
ـلسنۃ وعدم الاثم لعدم ترک الواجب لانھم قدموا رجلا صالحا فقہا نے کراہت امامت فاسق
ـکی دو تعلیلیں کیں ایک یہی کہ اون کی امامت اوس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم کیسی اوس کی تو اہانت واجب ہے
ـلہذا جو اوسے امام بنائے گا گنہگار ہوگا۔ اور نماز گناہ پر مشتمل ہوگی ۔ دوسری یہ کہ فاسق کو دین کی پرواہ نہیں
ـہوتی اس سے شروط صلاۃ میں کوئی خلل اور منافی صلاۃ کسی امر کا ارتکاب کچھ دور نہیں بلکہ اوس کے فسق کو دیکھتے
ـیہی غالب ہے اور فقہیات میں ظن غالب ملحق بالیقین ہوتا ہے نیز احکام فقہ غالب پر جاری ہوتے ہیں۔
ـنادر کو نہیں دیکھا جاتا علما فرماتے ہیں احکام الفقہ تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر فساق کا غالب
ـحال ایسا ہی ہے اور اون سے گمان غالب یہی کہ کسی منافی صلاۃ و مخل شروط صلاۃ امر کو کر بیٹھیں یا جو کرنا ضروری
ـہے اوسے نہ کریں۔ لہٰذا یوں بھی پس فاسق نماز مکروہ ٹھہری ۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز
ـمکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی مگر کراہت تحریم کی دلیل قوی ہے ۔ لہٰذا ہمارے نزدیک مختار یہی قول تحریم ہے۔ امام
ـفخر الدین زیلعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں کرہ امامۃ الفاسق لانہ لا یھتم لامر دینہ ولان فی تقدیمہ
ـللامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا غنیۃ المستملی میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں لو قدموا
ـفاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ بلوازمہ
ـفلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوٰۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا
ـلم تجز الصلوٰۃ خلفہ اصلا عند مالک وروایۃ عن احمد الا انا جوزناھا مع الکراھۃ لقولہ صلی اللہ
ـتعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم صلوا خلف کل بر وفاجر اوسی میں ہے قال اصحابنا لا ینبغی ان
ـیقتدی بہ الا فی الجمعۃ للضرورۃ فیھا بخلاف سائر الصلوات للتمکن من التحول الی مسجد آخر فیما سوی

Marfat.com

الجمعة وعليه يحمل عمل الصحابة والتابعين فی الاقتداء بالحجاج وعلی هذا فينبغی ان تكره الجمعة ايضا اذا تعددت الجوامع كما فی زماننا ويكره ايضا تقديم العبد والاعرابی وولد الزنا والاعمی وينبغی ان تكون الكراهة فی هؤلاء دون الكراهة فی الفاسق لانها امر محتمل غير محقق ولا غالب وهو الاخلال ببعض الشروط بناء علی الجهل الغالب فی العبد الخ اوسی میں ہے اذا تأملت وجدت سبب الكراهة فی الاعمی اخف من غيره ولذا لم يكره تقديمه عند الائمة الثلثة انما يكره تقديم الاعمی اذا كان غيره افضل منه ويكره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذا لم يكن ما يعتقده يؤدی الی الكفر اما اذا كان مؤديا فلا يجوز اصلا كالغلاة من الروافض۔ درروغیرہ میں ہے كره امامة الفاسق لانه لا يهتم بامر دينه ومبتدع ای صاحب هوی لا يكفر صاحبه حتی اذا كفر به لم تجز اصلا وان تقدموا جاز مع الكراهة لقوله عليه الصلوة والسلام صلوا خلف كل بر وفاجر۔ حسن عجیمی علی الدرر میں ہے قوله وفاسق يكره تقديم الفاسق كراهة تحريم وعند مالك لا يجوز تقديمه وهو رواية عن احمد وكذا المبتدع ويكره تقديم العبد والاعرابی وولد الزنا والاعمی والكراهة فيهم دون تلك الكراهة۔ شرح کنز ملا مسکین میں ہے كره امامة الفاسق وقال مالك لا تجوز الصلوة خلفه والمبتدع حاشیہ علامہ الوجود ابو مسعود میں ہے اما الفاسق فلانه لا يهتم بامر دينه وما فی المعراج من قوله الا فی الجمعة ان تعذر منعه يتبنی علی القول بعدم جواز تعدد الجمعة اما علی المفتی به من جواز التعدد فلا فرق نهر عن الفتح وان تقدموا جاز مع الكراهة لقوله عليه الصلوة والسلام صلوا خلف كل بر وفاجر درر ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية ان وجد غيرهم والا فلا كراهة بحر وفی النهر عن المحيط لو صلی خلف فاسق او مبتدع فقد احرز فضل الجماعة واقول علل الزيلعی الكراهة فی الفاسق بان فی تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا مفاده كون الكراهة تحريمية۔ نوح آفندی درمختار میں ہے ويكره تنزيها امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الا ان يكون ای غير الفاسق اعلم القوم فهو اولی ومبتدع ردالمحتار میں ہے واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان فی تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفی انه اذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يؤمن ان يصلی بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشی فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد فلذا حاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غير الفاسق طحاوی علی الدرر میں ہے قوله وفاسق والمراد الفاسق

Marfat.com

بجارحۃ بدلیل عطف المبتدع علیہ و تکرہ امامتہ ولو فی جمعۃ لوجود المندوحۃ بالانتقال الی امام اخر فیہا لان المفتی بہ جواز تعددھا الاان یکون ای غیر الفاسق وھو العبد والاعمی اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعا و مفاد ھذا الکراھۃ التحریم فی تقدیمہ۔ فتاوی خلاصہ میں ہے رأیت بخط شمس الائمۃ الحلوانی انہ یمنع عن الصلوٰۃ خلف من یخوض فی علم الکلام ویناظر صاحب الاھواء ویکرہ الاقتداء بمن کان معروفا باکل الربوا والفاسق اذا کان یوم الجمعۃ وعجز القوم عن منعہ قال بعضہم یقتدی بہ فی الجمعۃ ولا یترک الجمعۃ بامامتہ وفی غیر الجمعۃ ھم بسبیل من ان یتحولوا الی المسجد الاخر ویأثموا بذلك ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فہو محرز ثواب الجمعۃ لکن لا ینال ماینال خلف تقی۔ بزازیہ میں فرمایا ام الفاسق یوم الجمعۃ ولم یمکن منعہ قال بعضہم یقتدی بہ ولا تترك الجمعۃ بامامتہ وفیہ اثر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔ خانیہ میں فرمایا الفاسق اذا کان یؤم وعجز القوم عن منعہ تکلم الناس فیہ قال بعضہم فی صلوۃ الجمعۃ یقتدی بہ ولا یترك الجمعۃ بامامتہ لان فی الجمعۃ لا یوجد غیر (الی ان قال) ومن شرائط السنۃ والجماعۃ ان یری الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے ان تعذر منعہ یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھا ینتقل الی مسجد اخر وکان ابن عمر و انس رضی اللہ تعالی عنہما یصلیان الجمعۃ خلف الحجاج مع انہ کان افسق زمانہ۔ ان عبارات سے بعض میں کراہت تحریم کی نص گزری اور ان سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تقدیم مکروہ ہے ان سے یہ مراد نہیں کہ نفس تقدیم مکروہ ہے وبس۔ جیساکہ آجکل ہمارے بعض کرم فرما علماء کا خیال ہے کہ فاسق کو آگے بڑھانا یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اوس کی امامت اوسکی اقتدا مکروہ نہیں یعنی اوسے لوگ امام بنائیں نہیں اگر وہ بے اذن کے امام بنائے خود امامت کرے یا ان کے بڑھائے خود بڑھ جائے تو کچھ حرج نہیں کہ صرف تقدیم قابل الزام شی تھی وہ نہ پائی گئی اول تو یہ خود ہی واضح البطلان تھا پھر جب علماء سے کرہ امامۃ الفاسق۔ یکرہ الاقتداء بہم۔ جوزناھا مع الکراھۃ وغیرہ گزرا تو اوس خیال کا بطلان اور بھی زیادہ اوضح ہوگیا۔ وللہ الحمد۔ جوحضرات کراہت تنزیہہ کے قائل ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ صرف تقدیم مکروہ تنزیہی ہے بلکہ اقتدا بہ فاسق و امامت فاسق ہی کو فرماتے ہیں۔ بحر میں فرمایا و یکرہ الاقتداء بہم کراھۃ تنزیھۃ ان وجد غیرھم والافلا کراھۃ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ رسائل الارکان میں فرماتے ہیں یکرہ امامۃ الفاسق بعد الاعتماد علی الاتیان بشروط الصلوٰۃ علی وجہ الاحتیاط ثم الکراھۃ اذا وجد امام تقی وتقدم علیہ الفاسق واما اذا لم یجد فلاکراھۃ وان صلی خلف الفاسق او المبتدع جاز ویحرز ثواب الجماعۃ لکن لا یحرز ثواب المصلی خلف التقی ویکرہ امامۃ المبتدع فیجوز

خلفهم الصلوۃ لکن یکرہ کراھۃ شدیدۃ اھ مختصراً دیکھئے ان عبارتوں میں یکرہ الاقتداء اور یکرہ امامۃ
الفاسق فرمایا بلکہ بحر العلوم نے تو تقدم علیہ فرما کر نخل آرزو کی جڑ ہی کاٹ دی۔ الحمد للہ رب العالمین دربارۂ
تقدم فاسق اوس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اس کی نص صریح بھی پائی غنیہ میں ہے ان تقدموا جاز یعنی جازت
الصلوۃ ولو لهم مع الکراھۃ ولا تفسد وفی الفاسق خلاف مالک فان عندہ لا تصح امامتہ والاقتداء
بہ وکذا عند احمد فی روایۃ لان الامامۃ کرامۃ والفاسق لیس باھل لها الخ۔ جازت کے بعد
ولا تفسد فرمایا جو باعلی نداء منادی کہ یہاں جواز بمعنی صحت ہی مراد ہے ہرگز بمعنی حل نہیں اون کی اس عبارت
سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ تقدیم پر کراہت موقوف نہیں اور نفس تقدیم ہی مکروہ نہیں بلکہ بصورت تقدم بھی کراہت
ہوگی اور نماز مکروہ ہوگی۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہاں جواز بمعنی حل نہیں بلکہ بمعنی صحت یجوز خلفهم الصلوۃ
ای یصح۔ انھیں عبارات سے روشن ہوا کہ صحابہ جو اقتداء کرتے تھے اوس کا محمل کیا ہے شرح عقائد نسفی کہ
متداول کتاب میں ہے لا کلام فی کراھۃ الصلوۃ خلف الفاسق والمبتدع الخ طوالع الانوار میں ہے اما الفاسق
العالم فلا یکون الافضل لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ شرعاً والصلوۃ خلفہ مکروہۃ
تحریماً۔ **مقطع کا بند**۔ حاوی قدسی سے حضرت محترم جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رامپوری رحمہ
اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ اوضح البراھین علی عدم جواز الصلوۃ خلف غیر المقلدین میں ناقل۔ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ
تعالی اکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی او بدعۃ او فاسقاً واکرہ لرجل ان یصلی خلفهم اور فقیر غفرلہ اللہ
تعالیٰ کہتا ہے کہ متقدمین اکرہ برائے کراہت تحریم اور احب برائے وجوب استعمال فرمایا کرتے۔ رد المحتار
ج ۲ یقول المتقدمون اکرہ ای یحرم عندی واحب ذلک ای یجب عندی۔ بلکہ خود مجتہد کیلئے فرمایا کہ
مجتہد کبھی حرام کیلئے اکرہ کا استعمال کرتا ہے اوسی میں ہے لفظ قد یستعملہ المجتهد فی الحرام بلکہ خود امام
سے ایسا استعمال منقول۔ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام اعظم سے وقت خطبہ ذکر و درود کا
حکم پوچھا امام نے ارشاد فرمایا میرے نزدیک احب یہ ہے کہ سنیں اور خاموش رہیں۔ علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ
القدسی حدیقہ ندیہ ج ۲ میں فرماتے ہیں ذکر الشیخ الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر
قال سأل ابو یوسف ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اذا ذکر الامام ھل یذکرون ویصلون علی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال احب الی ان یستمعوا وینصتوا ولم یقل لا یذکرون ولا یصلون فقد احسن
فی العبارۃ واحتشم من ان یقول لا یذکرون ولا یصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ظاہر ہے کہ استماع
و انصات فرض ہے اور اوس وقت ہر وہ امر جو منافی استماع و انصات ہو ناجائز تو امام نے احب فرمایا اور
امام کی نہی ہے کہ استماع و انصات کا منافی مکروہ بکراہت تحریم ہے بلکہ امام کے اوس ارشاد کی تفسیر کیلئے خود ا

Marfat.com

ہی سے جو مروی ہو اکیوں نہ پیش کروں۔ فتاوی تاتارخانیہ میں فرمایا روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وابی یوسف رحمہ اللہ ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز فتح القدیر میں فرمایا روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز اغتنم ھذا التحریر الرشیق لعلک لا تجد مثل ھذا التحقیق الانیق فی غیرہ والحمد للہ تعالیٰ ولی التوفیق خیر الرفیق علی حسن التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم الی ابد الابد

مسئلہ ۲۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مولوی ہے اور بکر حافظ اور قاری ہے ان میں کس کو حق امامت کا حاصل ہونا چاہئے جواب بحوالہ کتب معتبرہ مع عبارت ودستخط ومہر

الجواب

اگر مولوی سنی ہے اور ایسا قرآن عظیم پڑھ لیتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے۔ حروف کے مخارج کو نکال لیتا ہے فن تجوید سے واقف نہیں۔ اور سنی حافظ ضروری مسائل طہارت وصلاۃ کا واقف ہے۔ مولوی اور حافظ دونوں ضروری مسائل طہارت وصلاۃ کا لحاظ رکھتے اور اون پر عمل کرتے ہیں تو مولوی اولیٰ بالامامت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵

قصبہ رچھا ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مرسلہ فقیر بخش متولی عیدگاہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عیدگاہ میں چراغ جلانا اس صورت میں متولی عیدگاہ اس جگہ رہتا ہو نماز اذان کبھی اندرون عیدگاہ اور کبھی بیرون عیدگاہ پڑھتا ہو جائز ہے یا ناجائز لہذا جواب باصواب مرحمت فرمایا جائے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں کہ بے ضرورت نہیں اگر عیدگاہ کے اندر پڑھتا ہو تو اسی صورت میں جلائے اگر بیرون عیدگاہ یعنی احاطہ عیدگاہ سے باہر نماز پڑھتا ہے تو نہ جلائے اس لئے کہ بلاضرورت ہے حسب بیان سائل جب زمانہ قدیم سے یہاں عمل درآمد ہے اور خلاف شرط واقف نہیں تو اگرچہ آمدنی وقف متعلق عیدگاہ سے جلایا جاتا ہے کچھ حرج نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

از راجکوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص یک چشم ہے اور امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اوس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جبکہ دو آنکھ والا موجود ہو حافظ بھی ہو دیگر مسائل وغیرہ سے

Marfat.com

بھی واقف ہو امید ہے کہ جواب سے مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیے گا عین بندہ نوازی ہوگی ساتھ قرآن شریف و حدیث نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

الجواب

یک چشم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں دوسرا شخص جب کہ اوس سے زیادہ اعلم ہے تو وہ اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷

از پونہ کیمپ جامع مسجد بابوت اسٹریٹ ۶۸۶ مرسلہ سید محمد امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین زادھما اللہ شرفا و تعظیما ان بابوں میں کہ۔

۱۔ جمعہ کیلئے زوال ہے یا نہیں۔ ۲۔ جمعہ کی پہلی اذان زوال وقت میں کہنا جائز ہے یا نہیں ۳۔ جمعہ کے روز زوال کے وقت سنتیں اور نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ ۴۔ جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا غیر عربی اردو آمیز ہو طول ہو یا مختصر کیا صورت افضل ہے۔ ۵۔ سنتیں مسجد ہی میں پڑھ سکتے ہیں یا مکان میں بھی۔ ۶۔ صف کے درمیان منبر یا ستون آجائے تو صف وہیں کی جائے یا پیچھے ہٹ کر۔ بحوالہ کتب حنفیہ احادیث و فقہ سے تمام مسائل سے حوالہ کتب و صفحہ تحریر فرمائیے ۶ کے مسئلہ پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زوال تو ہر دن ہوتا ہے ہمارے امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جمعہ کے دن بھی وقت زوال تطوع ناجائز ہاں امام ابو یوسف سے روایۃ مشہورہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن وقت زوال نفل جائز ہے یہی مذہب امام شافعی کا ہے ان کا متمسک یہ حدیث ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نھی عن الصلوۃ نصف النھار حتی تزول الشمس الا یوم الجمعۃ امام اعظم اس حدیث سے مطلقاً کراہت کا حکم فرماتے ہیں۔ ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع و حین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف للغروب حتی تغرب یہ نہی مطلق ہے اور محرم مبیح پر مقدم کسی وقت کی اذان کسی دن وقت سے پہلے جائز نہیں غنیہ میں ہے لایجوز الاذان لصلوۃ قبل دخول وقتھا لانہ غرور جمعہ کا خطبہ خالص عربی ہو خطبہ جمعہ میں اور کسی زبان کی آمیزش مکروہ اور خلاف سنت ہے مختصر پڑھے گا ہمارے امام کے نزدیک جب بھی خطبہ ادا ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ بروجہ سنت نہ ہوگا خطبہ قدر طوال مفصل ہونا سنت ہے اس سے زیادہ تطویل مکروہ۔ مختصر کے یہ معنی کہ مثلاً اگر کسی نے فقط الحمد للہ بہ نیت خطبہ پڑھا ہمارے امام کے نزدیک فرض خطبہ ہو گیا۔ عالمگیری میں فرمایا الخطبۃ تشتمل علی فرض و سنۃ فالفرض شیئان

Marfat.com

الوقت وھو بعد الزوال وقبل الصلوٰۃ حتی لو خطب قبل الزوال وبعد الصلوٰۃ لا یجوز ھکذا فی العینی شرح الھدایۃ والثانی ذکر اللہ تعالیٰ کذا فی البحر الرائق وکفت تحمیدۃ او تھلیلۃ او تسبیحۃ کذا فی المتون ھذا اذا کان علی قصد الخطبۃ۔ اوسی میں ہے اما سننھا (الی ان قال) الرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ من طوال المفصل ویکرہ التطویل خود حدیث میں فرمایا ان طول صلوٰۃ الرجل و قصر خطبتہ مئنۃ عن فقھہ فاطیلوا الصلوٰۃ واقصروا الخطبۃ۔ غنیہ میں فرمایا اقلہ قدر التشہد طول کی اقل مقدار بقدر تشہد ہے سنتیں مکان میں بھی پڑھ سکتے ہیں مکان میں پڑھنا بہتر ہے۔ صف میں خلل اگر بے عذر ہو نہایت ناپسند و مکروہ ہے احادیث میں اوس کے لئے وعید ہے۔ صف کا سیدھا رکھنا برابر ہونا بیچ میں کہیں ذرا کشادگی نہ ہو لازم ہے حدیث میں ہے صفوں کو برابر کرو۔ اور مونڈھوں کو مقابل کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ کشادگی کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اوسے ملائے گا اور جو قطع صف کریگا اللہ تعالیٰ اوسے قطع کر دیگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام صف کے کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے مت ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے ایک دن تشریف لائے ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دیگا۔ عالمگیریہ میں ہے ینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوٰۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبھم فی الصفوف بے عذر ایسی جگہ کھڑا ہونا نہ چاہئے جہاں کسی حائل سے قطع صف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۳۵۵ھ

مسئلہ ۲۸۔ از ناسک علاقہ بمبئی مرسلہ قاضی چراغ الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائرڈ مورخہ ۷ ارمضان المبارک

احکام جمعہ وعیدین

اکثر بلکہ تمام فقہ حنفی کی کتابوں میں نماز عید وجمعہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں مقرر فرمائی ہیں کہ اون میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ شرطیں (۱) مصر یا فناء مصر (۲) سلطان اسلام یا اوس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۳) وقت (۴) خطبہ (۵) جماعت (۶) اذن عام (نوٹ شرط دوم کے متعلق فقط دریافت کرنا ہے ہندوستان پر غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے متقدمین حنفیہ کے نزدیک شرط ہے کہ جمعہ کی نماز وہاں درست ہوگی کہ اوس جگہ مسلمان بادشاہ ہو یا اوس کا نائب اور متاخرین حنفیہ نے سلطنت

Marfat.com

چنگیزیہ کے زمانہ میں فتوی دیا ہے کہ کفار کی طرف سے شہر میں جو مسلمان حاکم ہووے تو وہ بمنزلہ سلطان کے قرار دیا جائے اور اوس کے لئے جائز ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے اون لوگوں کے بعد جو متاخرین حنفیہ ہوئے اونھوں نے اس سے بھی زیادہ وسعت دی چنانچہ فتاوی عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما کما فی معراج الدرایہ

یعنی وہ شہر کہ وہاں کفار کے حکام ہیں وہاں مسلمانوں کیلئے جائز ہے کہ جمعہ قائم کریں اور اہل اسلام اپنی رائے سے جسکو قاضی مقرر کرینگے وہ قاضی ہو جائے گا اور اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ مسلمان بادشاہ کی تلاش کریں۔ ایسا ہی معراج الدرایہ میں لکھا ہے تو ان متاخرین نے اہل شہر کا اتفاق بجائے اس کے قرار دیا ہے کہ گویا اسلام کی طرف سے بادشاہ مقرر کیا گیا اور ایسے منتخب شدہ قاضی کافی ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے۔ (فتاوی عزیزیہ) صاحب بہار شریعت مولانا مولوی مفتی امجد علی صاحب بہار شریعت حصہ چہارم جمعہ کے بیان میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک بات ضروری ہے جس کی طرف عوام کی بالکل توجہ نہیں ہے یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جس نے چاہا نیا جمعہ عید قائم کر دیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے اس لئے کہ جمعہ وعید کرنا بادشاہ اسلام یا اوس کے نائب کا کام ہے جہاں اسلامی سلطنت نہو وہاں طریقہ مذکور کے مطابق جو شخص مقرر کر دیا گیا ہو وہ قائم مقام سلطان کے سمجھا جاوے وہی جمعہ قائم کرے بغیر اسکی اجازت کے جمعہ ہو ہی نہیں سکتا قاضی کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ محلہ کے دو چار شخص کسی کو امام مقرر کریں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں شرائط مذکورہ کے مطابق اگر کسی شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت کے زمانہ میں اوسکی اولاد میں سے اوس کے خلف اکبر کو قاضی شہر منتخب کیا ہو اوس کی تقرری کا محضر طیار ہو رہے اوس پر شہر کے رؤسا نے دستخط کئے ہوں اوسے اپنا قاضی قبول فرمایا ہو تو ایسا شخص شرعاً قاضی ہو گیا یا نہیں۔

(۲) ایسے مقرر شدہ قاضی نے شاہی زمانہ سے جس جامع مسجد میں اور عیدگاہ میں نماز جمعہ وعیدین ادا ہوتی ہے وہیں ادا ہوتے کا اعلان متواتر دو سال تک شائع کیا ہو تو اوس جامع مسجد اور عیدگاہ کے سوائے شہر کی دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ وعیدین صحیح و درست ہوگی یا نہیں۔

(۳) فقہی احکام کے مطابق شہر کی دوسری مسجدوں میں (جامع مسجد کے سوا) بغیر اجازت قاضی محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) ایسے شہر میں جہاں اصول مذکورہ کے جمعہ وعیدین قائم ہوئے ہوں وہاں کے اکثر مسلمان عیدین کی نماز بلا عذر عیدگاہ میں نہ پڑھتے ہوں اگر مسجدوں میں پڑھ لیں تو اون کی نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

Marfat.com

(۵) ایسے شہر میں بغیر اجازت قاضی جمعہ وعیدین محلہ محلہ قائم کرنا گناہ ہے یا نہیں۔
(۶) شہر کی کچھ آبادی شافعی المذہب ہوں تو (پانچ معزز حنفیوں میں دو سَو شافعی المذہب) تو انھیں نماز جمعہ وعیدین جامع مسجد وعیدگاہ میں ادا کرنا چاہئے یا نہیں۔
(۷) ایسا مقرر شدہ قاضی اولی الامر میں داخل ہے یا نہیں اور امور مذہبی میں اوس کی فرمانبرداری واطاعت فرض ہے یا نہیں۔
(۸) جو مسلمان امور مذہبی میں اوسکی نافرمانی کرے اوس کیلئے شریعت نے کیا حد مقرر کی ہے۔
(۹) قاضی کے فرائض منصبی و اختیارات عہدہ کے لحاظ سے فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں کیا کیا مذکور ہیں مفصل بیان فرمایئے۔
(۱۰) شہر کے مسلمانوں نے قاضی کا انتخاب مقرری کے بعد خطیب مؤذن وفراشی وغیرہ اہل خدمات شرعیہ کی تقرری وتنزلی کا اختیار قاضی کو ہے یا نہیں۔
(۱۱) قاضی کی اجازت وحکم کے بغیر خطیب یا پیش امامان مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں۔
(۱۲) شاہی زمانہ کے سند یافتہ خطیب کی اولاد میں سے کوئی بدون اذن قاضی خطابت کرسکتا ہے یا نہیں۔
(۱۳) مرحوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی خطابت کے لائق نہیں ہو تو قاضی کسی دوسرے کو جو اس کام کا اہل ہو خطابت پر مقرر کرسکتا ہے یا نہیں۔
(۱۴) اسی موافق خدمات قضا واحتساب موروثی ہیں یا نہیں۔
(۱۵) آراضیات دیومیہ وغیرہ عطیات شاہی جو مشروط بخدمت مثلاً قضا واحتساب خطابت ومؤذنی وغیرہ ہوں وہ قابل ارث ہیں یا نہیں۔
(۱۶) جو شخص ان خدمات پر مقرر کیا جائے وہی تنہا ایسی مشروط بخدمت جائداد کا مستحق ہوتا ہے یا فرائض کے مطابق تمام ورثا بھی اوس میں شریک ہو سکتے ہیں۔
(۱۷) ایسی مشروط بخدمت جائداد آراضیات وغیرہ قابل ارث نہیں ہیں تو خدمتگار قاضی وخطیب مؤذن فراشی وغیرہ کے بھائی بند رشتہ دار وغیرہ حکومت کے ذریعہ ایسی مشروط جائداوں کو قابل ارث ٹھہرا کر تقسیم کراویں تو ایسی ستیاں ظالم وغاصب ہیں یا نہیں اور اون کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔
(۱۸) قاضی خطیب مؤذن وغیرہ اہل خدمات شرعیہ کے نام ہیں جو شخص ایسی خدمتوں پر مقرر کیا جائے وہی فقط ان ناموں سے خطاب کیا جاتا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہر شخص جسے ان خدمتگاروں سے ذرہ برابر بھی رشتہ یا تعلق ہو خود کو قاضی یا خطیب لکھتا ہے کہلواتا ہے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں مقرر شدہ قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد یا بھائی بند

یا رشتہ دار خود کو قاضی یا خطیب کہلوا سکتا یا لکھوا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص خود کو ان خدمتوں میں سے کسی خدمت کی طرف نسبت کرے تو ایسے شخص کو ایسی نسبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

(۱) جہاں سلطنت اسلامیہ نہیں وہاں عالم وافقہ علماء بلد جو سنی صحیح العقیدہ ہو قائم مقام سلطان ہے اوس ک قائم کئے نماز جمعہ قائم ہو سکتا ہے یا اسکے ماذون کیلئے مسلمانوں کو ایسے امور میں اوسی کی طرف رجوع لاز اور اپنے ایسے کام اوسی کی طرف سپرد کرنا چاہئے عوام ایک زمانہ سے خود سر وخود رائے ہو گئے ہیں اللہ عزوجل اونھیں اس سے توبہ کی توفیق دے اور اتباع شریعت اور اطاعت اولی الامر کی ہدایت عطا فرمائے۔ قاضی بنانا عوام کا کام نہیں۔ سلطان کا کام ہے یا اوس کے قائم مقام کا علماء قائم مقا سلطان ہیں جیسا اوپر مذکور ہوا وہ جس عالم اہل قضا کو قضا پر مامور کریں وہ قاضی ہوگا حدیقۂ ندیہ میں فتاو عتابی سے ہے اذا اخلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرج الیہم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالا اعلمہم فاذا استووا اقرع بینہم قال السمہوری ہذا من حیث انعقاد الولایۃ الخاصۃ فلا ینا وجوب الطاعۃ العلماء مطلقا۔ عالمگیریہ میں فرمایا اذا اجتمع اہل بلدۃ علی رجل وجعلوہ قاضیا یق فیما بینہم لا یصیر قاضیا ولو اجتمعوا علی رجل وعقدوا معہ عقد السلطنۃ او عقد الخلافۃ یص خلیفۃ وسلطانا کذا فی المحیط۔ قاضی بھی دوسرے کو قاضی نہیں کر سکتا جب تک کہ اوس کو استخلاف ک اذن نہ ہو۔ اوسی میں ہے السلطان اذا قال لرجل جعلتک قاضیا لیس لہ ان یستخلف الا اذا اذن ل فی ذلک صریحا او دلالۃ بان یقول لہ جعلتک قاضی القضاۃ لان قاضی القضاۃ ہو الذی یتصرف فی الق تقلید او عزلا کذا فی الذخیرۃ۔

(۲) جس نئی جگہ لوگ خود جمعہ قائم کریں گے جمعہ نہ ہوگا کہ اوسکی شرط سلطان ہے یا اوس کا ماذون و نائب ا جہاں یہ نہیں وہاں علماء قائم مقام سلطان ہیں اون کے اُن کی حاجت ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۳) اس کا جواب اوپر کے جواب میں واضح ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۴) جہاں حسب شرائط نماز عیدین وجمعہ ہوگی ہو جائے گی کہ عیدگاہ یا مسجد جامع اون کیلئے شرط نہیں ہاں یہی ہے کہ جمعہ جامع مسجد میں اور عیدین کی نماز عیدگاہ میں جمع عظیم کیساتھ ادا کریں اس سے شوکت اسلا اظہار ہوگا۔ تعدد جماعت جائز ہونا اور بات ہے مگر اظہار شوکت اسلام اس تفریق جماعت سے قطع رہتا ہے لہذا سوائے ضعیف اور مریض لوگوں کے اگر شہر کے تمام مسلمان ایک جاجمع ہو کر نماز عیدین ادا ک

Marfat.com

یہ بہت بہتر اور موافق سنت ہو۔ جمعہ بھی دس بیس جگہ نہ پڑھیں زیادہ سے زیادہ دو چار جگہ اس میں علاوہ اظہار شوکت اسلام اور بھی بعض مصالح ہیں یک جہتی مسلمانوں کا ربط ضبط میل ملاقات وداد اتحاد ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب بھی اوپر سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) شافعیہ کی نماز حنفیہ کے پیچھے اور حنفیہ کی نماز شافعیہ کے پیچھے ہو جاتی ہے جبکہ امام مقتدی کے مذہب کا لحاظ رکھے مقتدی کے خیال میں امام میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ اوسکی نماز اوس کے پیچھے اوس کے خیال میں جائز نہ ہو۔ شافعیہ کو اپنا جمعہ وعید علیحدہ قائم کرنے کے بجائے ساتھ ہی پڑھنا بہتر ہے جبکہ اون کے مذہب کی رعایت امام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اس سوال کا جواب جواب سوال اول میں گذر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸) اسکا جواب بھی اوپر گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۹) اس کیلئے درمختار ہدایہ وغیرہ کے معتبر اردو ترجمے دیکھ لئے جائیں جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ دریافت کرلی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱) اس کا جواب اوپر ضمناً گزر چکا ہے بغور دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) امامت یا خطابت میں وراثت نہیں ہے اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ علماء کا ماذون جمعہ وعیدین کی امامت کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) اس کا جواب اوپر کے جوابات سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴) موروثی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۵) نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۱۶) جو خدمت پر مقرر کیا جائے اور خدمت کرے وہی مستحق ہے وہ ترکہ نہیں کہ تقسیم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۷) یقیناً ظالم و غاصب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۸) جو غلط عرف رائج ہو جائے اوسے چھوڑنا چاہئے قاضی ایک نہایت معزز عہدہ شرع ہے اوس کا استعمال بر بنائے وجہ کیلئے برا ہے قاضی کی اولاد قاضی کہلواتی ہے قاضی کے خاندان والے قاضی کہلاتے ہیں عہدۂ شرعیہ کی ایسی مٹی خراب ہے کوئی شخص کلکٹر کی اولاد اور خاندان والوں کو کلکٹر نہیں کہتا اور نہیں کہہ سکتا مگر قاضی کے خاندان والے قاضی اور مفتی کے خاندان والے مفتی کہلاتے ہیں چاہے کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور کیسے ہی جاہل اجہل ہوں۔ والی اللہ المشتکی وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ خلیق احمد

مسئلہ ۲۹۔ ازقصبہ بہیڑی ضلع بریلی مسئولہ مرزا علی بیگ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

Marfat.com

(۱) ایک شخص جنازہ کی نماز پڑھنا جانتا ہے پھر نہیں پڑھاتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ گاؤں کی نکاح خوانی کے حقوق مجھے دیئے جائیں اور لوگ میری زمین کا لگان میری جانب سے اپنی جیب سے ادا کریں تو پڑھاؤں ایسے شخص کیواسطے کیا حکم ہے۔

(۲) ایک شخص ظہر کی سنتیں پڑھنے کھڑا ہوا پڑھ چکا تو معلوم ہوا اس نے فرضوں کی نیت باندھی تھی سہواً ایسا ہوا ہے تو اس کے فرض ادا ہوئے یا نہیں۔

الجواب

طاعت پر اجرت ٹھہرانا حرام ہے یہی اصل مذہب ہے متاخرین نے بخوف ضیاع بعض طاعات کا استثناء فرمایا وہ وہی ہیں جن میں ضرورت ظاہرہ ہے۔ پھر خاص طاعت ہی پر عقد کرنا تو براہی ہے۔ کسی کے نزدیک بھی نہ چاہیئے امامت صلاۃ جنازہ اون طاعات میں نہیں ہوگی۔ جن کا متاخرین کرام نے استثناء کیا۔ کہ اس میں جماعت شرط و واجب نہیں۔ ایک کے ادا کر لینے سے نماز ادا ہو جائے گی اور کوئی واجب ترک نہ ہوگا۔ خلاصہ میں فرمایا ان کان الامام علی طہارۃ والقوم علی غیر طہارۃ صحت صلوۃ الامام ولا تعاد الصلاۃ علیہ فی التجرید ھذا دلیل علی ان الجماعۃ لیست بشرط لصلاۃ الجنازۃ۔ بزازیہ میں فرمایا لان الجماعۃ لیست بشرط فیھا۔ حلیہ میں ہے۔ الجماعۃ فیھا لیست بشرط حتی لو صلی الامام بجماعۃ فیما و کان علی طھارۃ دونھم لا تعاد لان حق المیت تأدی بصلاۃ الامام وبالعکس تعاد لان صلاتہ غیر جائزۃ فکذا صلوتھم لانھا بناء علی صلاتہ۔ ہندیہ میں ہے الصلاۃ علی الجنازۃ تأدی باداء الامام وحدہ لان الجماعۃ لیست بشرط الصلوٰۃ علی الجنازہ کذا فی النہایۃ یہاں تک کہ اگر عورت اگرچہ جاریہ ہو امامت کرے جب بھی نماز کا اعادہ نہ ہوگا مردوں کی نماز اوس کے پیچھے نہ ہوگی مگر اوسکی اپنی ہو جائے گی اور وہ ادائے فرض کو کفایت کرے گی۔ برہان صاحب المحیط میں ارشاد فرمایا امت امرأۃ فی صلوۃ الجنازۃ لا تعاد۔ اشباہ میں ہے لا تؤم فی الجنازۃ ولو فعلت لسقط الفرض بصلاتھا۔ علامہ حموی نے فرمایا وان بطلت صلاۃ الرجال خلفھا۔ درمختار میں فرمایا لو ام بلا طھارۃ والقوم بھا اعیدت وبعکسہ لا کما لو امت امرأۃ ولو امۃ لسقوط فرضھا بواحد اس پر علامہ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا ای بشخص واحد رجلا کان او امرأۃ فھو تعلیل لمسألۃ العکس ومسئلۃ المرأۃ قال فی البحر والحلیۃ وبھذا تبین انہ لا تجب صلوۃ الجماعۃ فیھا الخ۔ ومثلہ فی البدائع دربارہ اجرت بر طاعت شامی میں فرمایا قد اتفقت کلمتھم جمیعا علی التصریح باصل المذھب من عدم الجواز ثم استثنوا بعدہ ما علمتہ فھذا دلیل قاطع وبرھان ساطع علی ان المفتی بہ لیس ھو جواز الاستیجار علی کل طاعۃ بل علی ما ذکروہ فقط مما فیہ ضرورۃ ظاھرۃ تبیح الخروج عن اصل المذھب من طرد المنع

Marfat.com

فان مفاهيم الكتب الخ اوسی میں ہے وقد اغتر بمافی الجوهرة صاحب البحر فی کتاب الوقف وتبعه الشارع
فی کتاب الوصایا حیث یشعر کلاهما بجواز الاستیجار علی کل الطاعات ومنها القرأة وقد رده الشیخ خیر الدین
الرملی فی حاشیة البحر فی کتاب الوقف حیث قال اقول المفتی به جواز الاخذ استحسانا علی تعلیم القرآن
لا علی القرأة المجردة کما صرح به فی التاتارخانیة حیث قال لا معنی لهذه الوصیة ولصلة القاری بقرأته
لان هذا بمنزلة الاجرة والاجارة فی ذلک باطلة وهی بدعة ولم یفعلها احد من الخلفاء وقد ذکرنا
مسئلة تعلیم القرآن علی استحسان اھ یعنی للضرورة ولا ضرورة فی الاستیجار علی القرأة علی القبر الخ
پھر اجرت بھی کیسی معقول کہ نکاح خوانی کے حقوق مجھے دیئے جائیں۔ نیز فتاوی عزیزیہ میں ہے۔ قاعدہ اجارہ
آن است کہ بر واجب ومندوب منعقد نمی شود وتعلیم القرآن فرض بالکفایہ ومندوب علی العین پس محل اجارہ نیست
وتعلیم قرآن را متاخرین جائز داشتہ اند کہ باجرت بقرآن کرد اما مراد ایشاں ہمیں تعلیم است کہ دروے افعال دیگر
ورا تعلیم مشروط باشند کہ محل اجارہ تواند شد نہ محض تعلیم مثلاً شخصے بیاید کہ مرا فلاں آیت تعلیم کنی وایں از وے مزدوری
خواہد کہ ایں اجرت بالاجماع بین المتقدمین والمتاخرین حرام است الخ اھ مختصراً اوسی میں فرمایا نکتہ دراں کہ اجارہ
ادائے بر طاعت خواہ فرض باشد خواہ نفل جائز نیست آنست کہ شخصے مباشرت طاعت شدہ است بحکم وعدہ الٰہی
مستحق اجرت اخروی گشتہ پس اگر اجر دنیوی را از مخلوق براں طلب نماید اجتماع اجرین وعوضین درحق یک
کس بیک فعل لازم خواہد آمد مثل آنکہ شخصے اجیر خاص یک کس قرار یافتہ او را نمی رسد کہ اجیر خاص شخص دیگر شود درہماں
مدت کذا فی الهدایة فتاوی بزازیہ میں فرمایا لا یحل اخذ الاجرة علی الامامة والتاذین بالشرط الخ یہاں
امامت صلاۃ جنازہ پر وہ اجرت ٹھہرا رہا ہے اور اجرت بھی کیا نکاح خوانی کے حقوق تو یہ ناجائز در ناجائز ہے
وَاللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اس صورت میں وہ فرض ہوئے کہ کھڑا اگرچہ سنتوں کے ارادہ سے ہوا تھا مگر تکبیر بنیت فرض کہی اور
اعتبار اوسی نیت کا ہے جو مقارن تکبیر ہو۔ عالمگیری میں ہے لو افتتح ثم نوی التطوع او العصر او الفائتة او
الجنازة وکبر یخرج عن الاول ویشرع فی الثانی والنیة بدون التکبیر لیس بمخرج کذا فی التاتارخانیه
عن العتابیة۔ ظاہر ہوا کہ یہ تو محض کھڑا ہوا ہے اگر سنتیں شروع بھی کر دیتا پھر فرضوں کی نیت سے دوسری
تکبیر کہتا تو نیت تطوع باطل ہو جاتی اور وہ شارع فی الفرض ٹھہرتا کہ نیز غنیہ میں فرمایا لو کبر ینوی التطوع
ثم کبر ینوی الفرض یصیر شارعا فی الفرض وتبطل نیة التطوع لان النیة من الافعال یصح تبدیلها اذا
قارنتها۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈے کو

مسجد میں اذان وصلاۃ وتکبیر کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو دوسرے نمازیوں کی پچھلی نماز وں کے متعلق کیا کرنا چاہئیے وہ دوبارہ پڑھی جائے گی یا نہیں۔

الجواب

مؤذن عاقل بالغ صالح متقی عالم بالسنہ مواظب علی الاذان اوقات صلاۃ د کا عارف بلند آواز اس کا خیال کہ کون جماعت میں داخل نہوا اور کیوں نہو جو لوگ بے عذر جماعت کرتے ہیں اونھیں زجر کرنے والا باثر مولوی ہونا چاہئیے۔ عالمگیری میں ہے اھلیۃ الاذان تعتمد بمعرفۃ القبلۃ ویعلم

وینبغی ان یکون المؤذن اصلا عاقلا بالغا صالحا عالما بالسنۃ کذا فی النھایۃ وینبغی ان یکون

داڑھی منڈانا حرام ہے داڑھی منڈا فاسق کی اذان مکروہ مگر اذان دے تو ہو جائیگی۔ عالمگیری میں یکرہ اذان الفاسق ولا یعاد ھکذا فی الذخیرۃ اوسکی اذان واقامت کے سبب یہ نہیں کہ نماز ہی نہ ہوگی پچھلی نمازیں ہوگئیں اذان اقامت اگر بالکل نہ ہوتی جب نماز ہو جاتی اون نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں واللہ تعالیٰ

مسئلہ ۳۱ - از مولانا عبدالرؤف صاحب بنگالی طالبعلم دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگراں بریلی شریف ۲۷ رجب ۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس مسجد کے قریب ایک عیدگاہ ہے اور اس عیدگاہ میں چند قبریں بھی ہیں اور امام کے ممبر کے بالکل متصل قبر ہے اور میان قبر وممبر کوئی حائل بھی نہیں ہے اس صورت میں عیدگاہ مذکور میں نماز جائز ہوگی یا نہیں۔ (۲) اگر ممبر کا کچھ حصہ قبر ہوں یا بلکہ اکثر حصہ قبر پر ہوں تو اس صورت میں نمازیں توکوئی خرابی نہیں آئے گی۔ بینوا بالدلیل مع حوالہ کتب فقط۔

الجواب

اگر یہ عیدگاہ خاص قبرستان میں بنی ہے کہ دو چار پختہ قبریں چھوڑ دی ہوں باقی مسمار کردہ سطح برابر کردہ وہاں عیدگاہ بنائی جب تو ظاہر کہ نماز نہ ہوگی۔ اور جنھوں نے ایسا کیا وہ گنہگار حرام کار ہوئے اور فرض ہے کہ اوس جگہ کو قبرستان ہی رکھیں جبکہ وہ قبرستان وقف ہو کسی وقف کو ہیئت سے بدلنا ناجائز اور کسی کے بدلنے سے بدل نہیں سکتا وہ جگہ مقبرہ ہی ہے عیدگاہ نہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ الخ اور اگر کسی کی مملوک زمین قبریں اوسکی اجازت سے بنائی گئی تھیں تو بھی وہاں عیدگاہ نہیں ہوسکتی کہ نماز قبروں کی طرف اور قبروں کا درمیان اور قبروں پر جائز نہیں۔ اگر صورت یہ ہے کہ عیدگاہ میں قبریں بنالی ہیں یا کوئی قطعہ زمین جس میں دو چار قبریں بھی تھیں کسی نے اپنا بچا یا عیدگاہ کیلئے دیدیا تو اس

Marfat.com

صورت میں جب وہ قبریں امام کے سامنے نہیں۔ صرف ایک [illegible] منبر سے متصل ہیں امام اور ان تمام مقتدیوں کی نماز بے کراہت ہو جائیگی جن کا بین یدی وہ قبور نہیں وہاں وہ مقتدی جن کے بین یدی وہ پڑیں گی۔ اور بیچ میں کچھ حائل نہ ہوگا تو ان کی بجہت قبر ہوگی نماز اسی صورت میں مکروہ ہوگی جبکہ قبر بین یدی المصلی ہو کہ خاشعین کی سی نماز پڑھے تو اسکی نگاہ قبر پر پڑے۔ اور اگر خاشعین کی طرح نماز پڑھے تو قبر پر نگاہ نہ پڑے گی اتنی دور وہ قبور مصلی سے ہیں تو ان کی نماز بھی بلاکراہت ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ ان قبور پر ڈاٹ لگادی جائے قبریں اس کے اندر چھپ جائیں یا وقت نماز کوئی آڑ کر دیا کریں مضمرات پھر قہستانی میں ہے لا تکرہ الصلوٰۃ الی جھۃ القبر الا اذا کان بین یدیہ بحیث لو صلی صلاۃ الخاشعین وقع خانیہ پھر حاوی پھر عالمگیریہ میں ہے ان کان بینہ و بین القبر مقدار مالو کان فی الصلاۃ و یمر انسان لایکرہ۔ حاوی پھر مفید المستفید پھر خزانۃ الروایۃ میں ہے سئل ابو نصر عنہ ذلک فقال ان کان القبر وراء المصلی لا یکرہ فکذا ھھنا والحد الفاصل موضع سجودہ انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) منبر پر خطبہ ہوتا ہے نماز نہیں ہوتی جب نماز نہ قبر پر پڑھی نہ بین القبور بطرف قبر قریب کہ صلاۃ خاشعین پھر قبر پر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ ازمحلہ براہم پورہ بریلی ۱۳ رشعبان المعظم ۱۳۵۶ھ

کیا لکھتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں۔ نماز فجر کے بعد امام کو کس رخ پر بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے اور دیگر نماز ظہر و عصر و مغرب وعشا کن رخوں پر امام کو بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے اوقات نماز کی تفصیل علٰحدہ معلوم ہونا چاہئے فقط۔

الجواب

امام مخیر ہے چاہے جس طرف انصراف کرے خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ چاہے رو بمشرق ہو کر بیٹھے مگر جبکہ اگلی یا پچھلی صف میں کوئی مصلی اس کے محاذات میں ہو۔ مگر داہنے ہاتھ کا انصراف محبوب ہے یعنی رو بشمال ہو کر بیٹھے داہنے ہاتھ کو مقتدی ہوں بائیں کو قبلہ۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تیامن محبوب ہے۔ اور حضور کا انصراف یوں ہی ہوتا حدیث مسلم میں ہے کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ اور کان استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں بیان جواز کیلئے کہ کوئی اس مداومت سے یہ اعتقاد کرے کہ یہی حق یہی لازم ہے کہ یوں ہی انصراف کرے بہت بار حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا یعنی رو بجنوب بپشت بشمال ہو کر تشریف رکھنا۔ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

تعالی علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ صحیح غنیۃ شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلوۃ الامام فھو مخیر انشاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ عند الاقبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ وذلک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ والقبلۃ عن یسارہ وقیل معناہ حتی یقبل علینا بوجہ قبل من ھو عن یسارہ فیفید الانصراف عن یمینہ لانہ یجلس منحرفا بل یستقبلھم فی القعود بعد الانصراف عن یمینہ کما فی حدیث انس فی مسلم ایضا کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث ابن مسعود قال لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ لا یعارض ذلک لان فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ذلک تعلیم للجواز مع محبۃ للتیامن واعتیاد بہ وھو ای الجواز مراد ابن مسعود فانہ انما نھی عن ان یری الانصراف عن الیمین حقا لایجوز غیرہ والمراد من الانصراف الالتفات عن جھۃ الصلوۃ وھی القبلۃ اعم من ان یجلس بعدہ اولا الی قولہ وان شاء استقبل الناس بوجھہ ای وجلس لما فی الصحیحین وغیرھما عن سمرۃ بن جندب کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجھہ وھذا اذا لم یکن بحذائہ ای فی مقابلتہ عند استقبال القوم مصل حتی لوکان بحذائہ مصل لا یستقبلھم بل ینحرف یمنۃ ویسرۃ سواء کان المصلی فی الصف الاول او فی الصف الآخر اذا لم یکن بینھما حائل اھ مختصر۔ یہ کچھ نہیں ہے کہ فجر میں اس رخ پر انصراف کرے ظہر میں اس رخ پر عصر مغرب عشا میں اس رخ پر اولی یہی ہے کہ رو بشمال کرے اور کبھی کبھی رو بجنوب بھی بیٹھے اور کسی صف میں اگر کوئی مصلی نہ ہو تو پشت بقبلہ رو بمشرق بھی بیٹھ سکتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۳۳ ۔ از شہر بریلی محلہ گلاب نگر مسئولہ جناب شاکر داد خاں صاحب۔ ۱۳ ارشعبان المعظم ۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن خطیب نے خطبۂ اول کے درمیان اعلان کرکے کہا کہ یہ ایک شخص سنتیں پڑھ رہا ہے اس کو منع کردو کہ یہ سنتیں نہ پڑھے تو خطیب کو خطبہ کے درمیان بہت اعلان کرکے بات کرنا اور بولنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

خطبہ میں خطیب کو کلام کرنا ناجائز ہے مگر جو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو خطبہ ہوتے سنتیں شروع کرنا جائز نہیں اس کو روکنا خطبہ کی حالت میں جائز تھا۔ غنیہ میں ہے یکرہ للخطیب ان

یتکلم حال الخطبۃ بکلام الدنیا کما فی الاذان والاقامۃ بل اولیٰ عالمگیریہ میں ہے یکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امراً بمعروف ۔ مگر اوسے خود روکنا تھا دوسروں کو حکم کرنا کہ تم روکو نہ تھا کہ اونھیں خطبہ کے وقت سے پہلے ہی سے جب امام خطبہ کیلئے چلے پوری توجہ کے ساتھ متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے اور ہر طرح کلام ممنوع ۔ وہ اگر کسی کو امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کریں تو زبان سے نہیں کرسکتے ہاں آنکھ یا سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کرسکتے ہیں۔ عالمگیریہ میں ہے ۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام سواء کان کلام الناس او التسبیح او تشمیت العاطس او رد السلام (الیٰ ان قال) واذا لم یتکلم بلسانہ ولکنہ اشار بیدہ او برأسہ او بعینہ نحو ان رای منکراً من انسان فنھاہ بیدہ او اخبر بخبر فاشار برأسہ الصحیح انہ لاباس بہ ھکذا فی المحیط ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۳۴ ۔ از محلہ بانخانہ بریلی مسئولہ حمید اللہ خاں ۔

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید جو کہ صلوٰۃ کا منکر ہے اور دو ایک اون کے ساتھی اور بھی ہیں جو کہ منکر صلاۃ ہیں اونھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ صلاۃ نہ ہو مگر اہل محلہ نے اون کے خلاف جس طرح سے روزمرہ صلاۃ وقت مقررہ پر ہوتی ہے قائم رہی اور یہ طے کیا کہ صلاۃ بند نہ ہوگی اور بدستور ہوتی رہے گی اوس فیصلہ میں دو چار آدمیوں نے یہ بھی کہا کہ صلاۃ ایک نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو اور ہم بھی شریک ہیں یہ کلمات درود وسلام بھیجنے کے ہیں اوس پر تمام اہل محلہ نے کہا دس دس مرتبہ نہیں بلکہ جس قدر جس کو زیادہ درود وسلام بھیجنے کا موقع ہو پڑھے اور یہ بات بعد نماز عشا کے طے ہوا تھا آج زید مذکور نے یعنی منکر صلاۃ نے ظہر کی جماعت جب ختم ہوگئی اور جو آدمی باقی رہ گئے تھے نماز پڑھ رہے تھے باآواز بلند صلاۃ پکاری اس صورت سے اوس منکر صلاۃ کا صلاۃ کہنا کہاں تک درست ہے مفصل تحریر فرمادیجئے ورنہ یہاں پر خطرہ فساد کا ہے ۔ فقط

الجواب

بیشک صلاۃ وسلام عرض کرنا نیک کام ہے جب وہ نیک کام مانتے ہیں تو نیک کام سے کیوں روکتے ہیں نماز سے پہلے بھی نیک کام ہے نماز کے بعد بھی نیک کام ہے جس وقت عرض کریں نیک کام ہے نماز کے بعد اوس سے جو دوسرا مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوگا نماز سے پہلے وہ مقصد بھی حاصل ہوگا ایک بات کئی مقصد رکھ سکتی ہے مثلاً اذان سے اعلام ہی مقصود نہیں بلکہ اوس سے جیسے اعلام مقصود ہے یونہیں اعلاء کلمۃ اللہ اعلان ذکر اللہ نشر ثناء الٰہی رفعت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تذکیر جن وانس مقتدی کا نماز میں سبحان اللہ کہنا اوس سے ذکر الٰہی تسبیح بھی مقصود و اصلاح نماز بھی امام کو اوس کی غلطی پر ضمناً تنبیہ بھی ہوتی ہے بحر الرائق

Marfat.com

میں فرمایا المقصود من الاذان لم ینحصر فی الاعلام بل ھو اعلان الذکر ونشر ثناء اللہ تعالیٰ وتذکیر الجن والانس۔ یونہیں صلاۃ وسلام بعد اذان سرکار سرہر کار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھی ہے اور اوس وقت اوس سے تثویب اعلام بعد اعلام بھی حاصل۔ ع چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار۔ دیکھو ایک نماز نفل چار نیت سے ادا کی جاسکتی ہے اگر کوئی وہ دو رکعت ان چار نیتوں سے پڑھے سب باتوں کا ثواب خدا چاہے حاصل ہوگا۔ اور چاروں باتوں کا ادا کرنے والا ٹھہرےگا۔ وضو کرکے دو رکعت بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے دونوں باتیں ادا ہوجائیں گی۔ اور اگر وقت چاشت ہو اور اوس وقت کسوف بھی ہو اور ان دونوں کی بھی نیت کرلے تو چاروں ادا ہوجائیں گی۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں فرمایا یصح لو نوی نافلتین او اکثر کما لو نوی تحیۃ مسجد وسنۃ وضوء وضحیٰ وکسوف اھ اور دیکھو اگر کوئی غسل کررہا ہو غسل جنابت اور دن جمعہ کا ہو اور اوس دن عید بھی اور وہ جنابت وعید وجمعہ سب کی نیت سے غسل کرے سب ادا ہونگے۔ اور سب کا ثواب پائےگا یونہیں اگر کوئی سوتے وقت اس نیت سے وضو کرے کہ باوضو سوئےگا اور ساتھ ہی اس کی نیت بھی کرے کہ غیبت کی ہے بعد غیبت وضو مستحب ہے۔ یونہیں اونٹ کا گوشت کھایا ہے اور اس کے بعد وضو کرنا مستحب ومستحسن ہے تو ایک ہی وضو سے جو سب کی نیت سے کریگا سب باتوں کا ثواب پائےگا۔ حاشیہ علامہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے ان جمع بین عبادات الوسائل فی النیۃ صح کما لو اغتسل لجنابۃ وعید وجمعۃ اجتمعت ثواب الکل وکما لو توضأ لنوم وبعد غیبۃ واکل لحم جزور و تثویب اعلام بعد اعلام کو وہابی بھی جائز ثواب مانتا ہے۔ وہابی۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سے جلتا ہے۔ وہابی تثویب کا دراصل مخالف نہیں بلکہ اس صلاۃ وسلام کا مخالف ہے اسے شرک جانتا ہے جب تثویب مستحسن اور ہر سنی کے دل کی راحت دل کا چین ایمان کی رونق الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس کی مخالفت کے کیا معنی سوا اس کے کہ ایسے لوگ وہابیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ خدا اونھیں ہدایت فرمائے اور توفیق خیر دے راہ صواب پر چلائے کار ثواب اون سے کرائے ضد وعناد اور ہر فساد سے بچائے انھیں وہابیہ کی چھاپی کتاب دربارۂ تثویب کے صـ۲۳ پر ہے بقیہ اوقات صلوۃ کی تثویب زمانہ تابعین سے مستحسن ہوئی ہے اور اس میں وہ جملہ الفاظ درست ہیں جو دال علی الاعلام ہوں الخ اوسی میں اوسی صفحہ پر کچھ سطر آگے ہے متاخرین نے مغرب کے علاوہ جملہ نمازوں میں تثویب جائز قرار دی اور علت اس کی صرف وقت نوم وغفلت ہے اور عوام کی سستی اور کاہلی کا ظہور امور دینیہ میں کما صرح فی العنایہ شرح الہدایۃ اور یہ جملہ امور صحیح ہیں پس متاخرین نے بضرورت تہاون ناس چونکہ اوس کو جائز قرار دیا ہے الخ صـ۲۴ پر ہے تثویب کا مقصد جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے صرف یہی ہے کہ مخاطب کو نماز کیلئے متنبہ کیا جائے اور اس جملہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو فعل تثویب میں استعمال کرنا جہل مرکب او رضلال مبین ہے اور جونکہ یہ لفظ دال پر تثویب نہیں اس لئے تثویب کے ثواب سے بھی محروم رہیں گے ان عبارتوں سے ظاہر ہے روز روشن کی طرح روشن ہے کہ تثویب کو وہابی بھی جائز نہ صرف جائز مستحسن مانتا ہے ہاں اس میں درود شریف صلاۃ وسلام کا انکار کرتا ہے اور اس کے انکار میں اپنی جہالت اپنی حماقت کا طرح طرح تماشہ دکھاتا ہے۔ جو لوگ ایسی جگہ جہاں اذان واقامت کے درمیان صلوٰۃ وسلام عرض کیا جاتا اور اوس سے اعلام بعد اعلام کا فائدہ بھی لیا جاتا ہے بعد نماز باواز بلند صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں صلوٰۃ وسلام نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو ہم بھی شریک ہیں وہ از راہ چالاکی صلوٰۃ وسلام کو بند کرنا چاہتے ہیں کہ جب بعد نماز بھی صلوٰۃ ہوگی تو قبل نماز اعلام بعد اعلام کا افادہ نہ کریگی یوں لوگ درمیان اذان واقامت باواز بلند نہ کیا کریں گے کہ اوس وقت آواز بلند صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا جو ضمنی فائدہ تھا وہ اب نہ رہا اس خیال کے لوگ اذان کیلئے بھی کبھی یہی کہیں گے کہ اذان نیک کام ہے بعد نماز بھی ہوا کرے دس دس مرتبہ یا سوسو مرتبہ ہم بھی شریک ہیں جو صلوٰۃ مابین اذان واقامت جاری ہے وہ جاری رہے بعد نماز بھی اگر کچھ لوگ دس دس بار عرض کریں وہاں کے لوگ سمجھ لیں کہ بعد نماز جو صلوٰۃ وسلام دس بار یا بیس بار ہے وہ بعد نماز ہے نماز سے پہلے جو صلوٰۃ وسلام عرض کیا جاتا ہے جس سے اعلام بعد اعلام کا بھی فائدہ ہے وہ دس بیس سو پچاس بار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

مسئلہ ۳۵ ۔ از موضع بھنڈورہ ڈاکخانہ بشارت گنج ضلع بریلی مسئولہ شیر محمد خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز میں ولا الضالین کے بجائے ولا الضالین ظ کی آواز سے پڑھتا ہے لہذا ایسے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں وہ کہتا ہے کہ میں ولا الضالین کو ظ کی آواز سے پڑھوں گا بہت اصرار کرنے پر اوس نے ایک جمعہ کو ولا الضالین کو صحیح پڑھا لو اس نے یہ کہا کہ نہ میری نماز ہوئی اور نہ مقتدیوں کی۔

الجواب

جب تک وہ توبہ نہ کرے اور ض کو ض نہ پڑھے اوسوقت تک اوس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے جو شخص ض کو ض پڑھ سکتا ہے اور عمداً ظ پڑھتا ہے اسکی نماز نماز نہیں اوس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز کھونا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض جگہ اگر ض کی جگہ ظ نکل گئی یا کوئی شخص ہزار ض کو ض کے مخرج سے نکالنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ ناکام رہتا ہے تو یہاں وال نہ پڑھے اگر ظ پڑھے گا نماز ہو جائے گی کوشش ض کو صحیح نکالنے کی کرتا رہے مگر اس صورت میں اوروں کی نماز اوس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ہاں اگر بے قصد ض کی جگہ ضالین میں

Marfat.com

ظ نکل جائیگی تو اوسکی اور وہ امام ہو تو اوروں کی بھی ہو جائیگی۔ جو شخص ض کو ض پڑھ ہی نہ سکے یا جو پڑھ سکے مگر عمداً ض نہ پڑھے بجائے ض کے ظ وغیرہ پڑھے تو اوس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ اور عمداً ایسا پڑھنے والا اشد گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے۔ علماء نے اوسے کفر فرمایا یہ شخص اوس سے بھی بدتر ہے کہ ض پڑھنے کو کہا کہ نہ میری نماز ہوئی نہ مقتدیوں کی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے تجدید اسلام اور بی بی رکھتا ہو تو اس سے بھی تجدید نکاح جبتک نکرے اوسکے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھی جائے یوں ہی جب تک کہ ض کو ض نہ پڑھے جب تک تائب نہ ہو اوس سے میل جول سلام کلام اور ربط ضبط بھی موقوف کر دیا جائے جتنی نمازیں اوس کے پیچھے پڑھی ہیں سب کا اعادہ لازم وہ شخص جو ض کو ظ کی آواز ہی سے پڑھنے پر مصر ہے اور صحیح ضالین پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے ہرگز لائق امام نہیں جب تک توبہ نہ کرے اوس کے ساتھ نشست برخاست یک لخت ترک کردی جائے۔ عالمگیری میں ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبہ ذلک لم تفسد صلوتہ ان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلوتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اکثرھم لا تفسد صلوتہ ھکذا فی فتاوی قاضی خاں وکثیر من المشائخ افتوا بہ قال القاضی الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وھو اعدل الاقاویل والمختار ھکذا فی الوجیز للکردری ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجھد ولا یعذر فی ذلک الخ اھ مختصرا فتاوی قاضی خاں میں ہے ان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد اختلف المشائخ فیہ قال اکثرھم لا تفسد صلوتہ اسی میں ہے لو قرأ الامام الطر دتم بالظاء تفسد صلوتہ وکذا لو قرأ الامام اذطردتم بالذال مکان الضاد تفسد صلوتہ ولو قرأ بالتاء مع الضاد الاما اضطررتم لا تفسد صلوتہ۔ اوسی میں ہے لو قرأ غیر المغضوب بالظاء وبالذال تفسد صلوتہ ولو قرأ الضالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدالین بالدال تفسد صلوتہ۔ جامع الفصولین میں ہے یقرأ الظاء مکان الضاد ویقرؤ کیف بشاء واصحاب الجنۃ مکان اصحاب النار لم تجز امامتہ ولو تعمد کفر ملا علی قاری کی منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں کو تعمدہ کفر الاظلام فنیہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس باب میں۔ سوال بمجرد اس کے کہ مقرر کیا گیا اور قابل امام موجود ہے ملازم پیشہ کی امامت صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا العبد حاجی محمد علی

Marfat.com

الجواب

اگر کوئی شخص قابل امامت موجود ہے اور وہ بے معاوضہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے تو اوسی کے پیچھے نماز پڑھی جائے دوسرا شخص اگرچہ قابل امامت ہو اور مسجد سے بے ضرورت تنخواہ پر نہ رکھا جائے اور اگر خود لوگ چندہ کرکے تنخواہ دیں جب بھی کہ اگرچہ متاخرین کے نزدیک اجرت امامت لینا دینا جائز پھر بھی خود امامت پر عقد نہ کرنا چاہئے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی امامت سے اوسکی امامت کہیں بالا ہے جو بے معاوضہ پڑھاتا ہے یہ تو اوس صورت میں ہے کہ دوسرا بھی امامت کے لائق ہو کہ سنی صحیح العقیدہ ہو وہابی وغیرہ بدمذہب نہ ہو اور اگر وہ بدمذہب ہے جب تو اوس کے پیچھے نماز گناہ ہے اور اوس کی بدمذہبی معاذ اللہ کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آجکل کے وہابی اور قادیانی وغیرہم جب تو اوس کے پیچھے نماز ہی باطل جیسے کسی ہندو مجوسی نصرانی یہودی کے پیچھے یوہیں اگر بدمذہب تو نہیں مگر فاسق معلن ہو کہ مثلاً داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہو یا کسی اور فسق کا ارتکاب علی الاعلان کرتا ہو تو بھی اوس کی امامت جائز نہیں اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اوس کا پھیرنا واجب یوہیں اگر فاسق بھی نہ ہو مگر مسائل ضروریہ طہارت وصلوٰۃ سے ناواقف یا واقف بھی ہو مگر بہرحال اون پر عامل نہ ہو۔ قرآن عظیم صحیح نہ پڑھتا ہو حلال ملازمت رکھنے والے کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اوس کی امامت درست ہے خود امامت کی ملازمت مراد ہے تو اوس کا حکم اوپر گزر چکا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جو شخص اپنی ذاتی غرض سے ایک عالم کو برسر اجلاس فحش گالیاں حتی کہ ماں دادی بیوی وغیرہ کی دیکر کفر کا فتویٰ لگائے اور بغیر توبہ یا معافی کے پھر مسجد کا امام بن جائے اوس کے پیچھے نماز درست ہے حالانکہ خود بھی مولوی ہونے کا مدعی ہو اور کسی جائداد وغیرہ کے جھگڑے میں اپنے بزرگ مولوی کو برا کہکر کفر کا فتویٰ لگاکر مسجد کا مالک بننے کی کوشش کرکے امام بنے کیا اوسکی امامت درست ہوگی۔

الجواب

نہیں جبتک وہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۔

از قصبہ کھہر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالحامد قادری اشرفی ۱۶ ر رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید حنفی سنی کہتا ہے کہ ضالین پڑھنا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ ظالین پڑھنا جائز ہے اس دیوبندی ظالین پڑھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں حالانکہ عقائد باطلہ بھی رکھتا ہے اور وہ کس گناہ کا مرتکب ہوسکتا ہے اور ایسے عقائد والوں سے سلام کلام طعام اور بیاہ شادی کرنا کیسا ہے۔

Marfat.com

ع۲۔ بعد نماز فجر فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں۔
ع۳۔ بعد نماز وتر کے نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر۔ بینوا توجروا

الجواب

جو شخص ض کو بمشقت بھی اوس کے مخرج سے نہ نکال سکے وہ اوس کو اوس کے مخرج سے نکالنے کی کوشش کرتا رہے یہ اوس پر فرض ہے وہ معذور نہ ٹھہرایا جائے گا اگر اوس نے کوشش چھوڑی تو ملزم ہوگا اور اگر ض کی بجائے جان کر کوئی دوسرا حرف پڑھے گا نماز نہ ہوگی ہاں وہ کوشش کر کے بھی صحیح صحیح ض نہ پڑھ سکے اور اوسکی زبان سے بجائے ض کے اگر ظ ادا ہو تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی مگر اوس کے پیچھے نماز نہ ہوگی جب تک وہ صحیح نہ پڑھے گا۔ یونہی وہ شخص جو ض اور ظ میں فرق سے واقف نہیں اوسے تمیز نہیں وہ اگر بجائے ض ضالین میں ظ پڑھ دے تو اوس کی نماز ہو جائے گی۔ یونہی اگر کسی کی زبان سے بجائے ضالین نکل گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسے لوگ بجائے ض د ضالین میں پڑھ جائیں تو نماز نہ ہوگی۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ ہر جگہ ایسے لوگ اگر ض کو ظ پڑھ جائیں گے تو نماز ہو جائے گی اور کچھ اور پڑھ جائیں گے تو نہ ہوگی بلکہ مغضوب کو اگر مغظوب یا مغذوب پڑھا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔ یونہی اضطر رتم کو اگر اظطر رتم یا اذطر رتم پڑھ دیا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل وہابیوں نے جاہلوں کو بہکایا ہے کہ ض کو ظ پڑھے یہ محض اون کی تضلیل ہے ظاد تو کوئی حرف ہی نہیں وہی ض کو ظ پڑھنا بتایا اور ظ پڑھنے سے بعض صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اور عمداً ض کو ظ یا کسی حرف سے بدل کر پڑھنا اس سے نماز تو نماز ایمان ہی جاتا رہے گا کہ یہ تحریف اور قصد التحریف ہے یفسد الظاء مکان الضاد لم یجز امامتہ و لو تعمد کفر منح الروض الازہر میں ہے کون تعمدہ کفراً لا کلام فیہ عالمگیریہ میں ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد تفسد صلوتہ عند الکل و ان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد اختلف المشائخ قال اکثرھم لا تفسد صلوتہ ھکذا فی فتاوی قاضی خان و کثیر من المشائخ افتوا بہ قال القاضی الامام ابو الحسن و القاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت و ان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد و ھو اعدل الاقاویل و المختار ھکذا فی الوجیز للکردری و من لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجھد و لا یعذر فی ذلک الخ اھ مختصرا فتاوی قاضی خاں میں لو قرأ الامام اظطر بالظاء تفسد صلاتہ لو قرأ الامام اذطر رتم بالذال مکان الضاد تفسد صلوتہ و لو قرأ بالتاء مع الضاد الا ما اضطررتم لا تفسد صلوتہ۔ اسی میں ہے لو قرأ غیر المغظوب بالظاء و بالذال مکان

الضاد تفسد صلوته ولو قرأ الظالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلوته ولو قرأ الدالین بالدال تفسد صلوته۔ جو عمداً ظالین پڑھتا ہے اوس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز فاسد کرنا ہے اگرچہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہو یا واقع میں نہ ہو۔ اور اگر وہ وہابی وغیرہ بدمذہب ہو تو یوں بھی اوسکی امامت ناجائز اگر ضالین بہت صحیح وصاف پڑھتا ہو۔ بدمذہب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور اگر اوسکی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آجکل وہابی قادیانی دیوبندی رافضی وغیرہ جب تو اوسکے پیچھے نماز باطل محض جیسے کسی یہودی نصرانی ہند و مجوسی کے پیچھے۔ اوس سے سلام کلام ربط ضبط اوس کے ساتھ کھانا پینا راہ رسم رکھنا سب حرام ہے قال تعالےٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفقہائے متین مسئلہ مندرجہ میں کہ زید نے رکعت ثانی میں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْماً حَکِیْماً پر وقف کیا اور رکوع کر لیا اور اس آیت کے بعد ایک آیت پوری چھوڑ دی جو یہ ہے یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ط وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ یدخل کے یا میں تشدید ہے لہذا ملانا ضروری تھا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حکیما پر وقف کیسا ہے اور اس شخص کا کہنا کہ ملانا ضروری تھا صحیح ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔ المستفتی محمد فخر الدین مونگیری

الجواب

حکیماً پر وقف کرسکتا ہے آیت آگے کی یاد نہ تھی جب تو کوئی بات نہیں ہاں یاد تھی اور چھوڑ دی یہ برا کیا وہاں وصل ضروری نہیں وہ غلط کہتا ہے یہاں وصل بہتر ہے وقف سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہاں حکیما کے بعد یہ تین علامتیں قرآن عظیم میں مکتوب ہیں لا۔ صلی۔ ق۔ ق خود علامت قیل علیہ الوقف ہے اور صلی مخفف الوصل اولیٰ اور لا اشارہ عدم وقف ہے تو نہ ٹھہرنا اور ملانا بہتر ہے نہ یہ کہ لازم وضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین وحامیان شرع مبین اس سوال میں کہ امام کو نیت کس طرح کرنا چاہئے نیت امام کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی خاکسار منشی نیاز احمد عرف بھائی جان محلہ نئی بستی شہر کہنہ بریلی۔ ۲۲ رجادی الثانی ۱۳۵۷ھ

الجواب

امام ویسے ہی نیت کرے جیسے منفرد کرتا ہے وہ نیت امامت کرنے کا محتاج نہیں عالمگیریہ میں ہے والامام

Marfat.com

ینوی ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیۃ الامامۃ حتی لو نوی انہ لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی بہ جاز ھکذا فی فتاوی قاضیخان ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۴۱ ۔ از مقام کوسد گڑھ ضلع اجمیر شریف ۔ فیض محمد ولد محمد بخش صاحب ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں ۔

(۱) ایک شخص نے مسجد کے اندر لونڈا بازی کی مسلمانوں کو معلوم ہونے پر توبہ استغفار کرایا (۲) یہی شخص محلہ کے اندر چوری کی جسکی وجہ سے جرم قائم ہوکر کے سزا یافتہ ہوا (۳) یہی شخص غیر عورت سے زنا کیا دونوں شادی شدہ تھیں دوبارہ توبہ استغفار کرایا اور قرآن ہاتھ میں لیکر قسم کھائی کہ آئندہ زنا ہرگز نہ کرونگا۔ (۴) پھر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرتے وقت دیکھا اور ہر قوم میں ہر جگہ اس شخص کی شہرت پھیل گئی بعدہٗ محلہ کے تمام مسلمان اکھٹے ہوکر مشورہ کیا کہ یہ شخص اپنے محلہ کے اندر بار بار زنا کیا ہے اس لئے اقرار نامہ لکھا کہ آئندہ کے لیے اس شخص کو محلہ کے اندر نہ آنا چاہئے ترک موالات کرایا (۵) یہ شخص غیر محلہ کا رہنے والا ہے اور چھ سال تک ہمارے محلہ کے اندر نہ آنے پائے بعض شخص نااتفاقی کی وجہ اس شخص کو مسجد کے اندر لائے اور اس شخص کے آنے سے محلہ کے اندر فتنہ فساد پھیل گئے ہیں اس شخص کے مسجد میں آنے کی وجہ سے ہمارے محلہ کے اندر نااتفاقی پھیل کر پنج وقتہ نمازوں کی جماعت ٹوٹ گئی ۔ (۶) یہی شخص ہنود کے ساتھ خنزیر کا شکار کھیلنے کو جایا کرتا ہے اور کئی کئی روز شکار گاہ میں رہ جاتا ہے یہی شخص شرعاً مسجد و محلہ کے اندر آنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مسجد محلہ کے اندر ہے (۷) اور یہی شخص امامت کے قابل شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ اوپر لکھے ہوئے سوالوں کا جواب ساتھ دلیل کے دیکر ثواب دارین حاصل فرمائیں اندیشہ خونریزی کا ہے جواب جلد مرحمت فرمائیں ۔

الجواب

وہ شخص سخت شدید گنہگار مستحق نار ہے اوس سے میل جول ناجائز ہے اوس کے اس حال بدحال پر مطلع ہوکر جو اوس کے ساتھی ہیں وہ بھی گنہگار ہیں اوس ظالم کی رسی میں گرفتار ہیں اون پر بھی توبہ لازم یہ لوگ اگر توبہ نہ کریں تو اوس کی طرح اون کا بھی حقہ پانی بند کر دینا چاہیئے ان سے بھی میل جول موقوف کیا جائے وہ ہرگز امامت کا اہل نہیں اوسے ہرگز امام نہ بنایا جائے اوس کے پیچھے نماز مکروہ اوسے امام بنانا گناہ غنیہ تبیین الحقائق وغیرہما میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون درمختار میں ہے کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا جو نمازیں اوس کے پیچھے پڑھی ہیں اون کا اعادہ کیا جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۴۲ ۔ مرسلہ بابو شیخ رسول صاحب سیونی نیا پورہ ضلع ہوشنگ آباد مالوہ ۔

Marfat.com

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درمیان مسائل کے۔
(۱) مسجد اہلسنت وجماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آمین بالجہر کہتے ہیں اس پر اکثر اوقات حنفیوں اور وہابیوں میں فساد ہوتے ہیں کیا اس حالت میں وہابیوں کو آمین بالجہر کہنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہوگا حالانکہ وہابی بضد ہیں کہ اگر ہم یہاں حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو آمین بالجہر ضرور کہیں گے ایسی خطرناک حالت میں اگر وہابیوں کو مسجد مذکور میں آنے سے بھی روکا جائے تو کیا مسئلہ کے خلاف ہوگا۔ (۲) سوا آمین بالجہر کے جو وہ رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے کیونکہ رفع یدین پر ہر شخص کی نظریں پڑتی ہیں اور آمین بالجہر کا آواز کس وناکس کے کانوں تک پہنچتا ہے
(۳) اکثر مساجد پر وہابی لوگ اپنا قبضہ مالکانہ اسی طرح جمانا چاہتے ہیں اور حنفیوں کی مسجد میں ممبر بھی بنتے ہیں ایسی صورت میں ان کو ممبر بھی رکھا جائے یا نہیں (۴) وہابی شافعی غیر مقلدین میں کیا فرق ہے یا ان کا اصول و فروع ایک ہیں یا مختلف۔

الجواب

(۱) وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں احکامہم احکام المرتدین اونھیں مسلمانوں کی مسجد میں اس کا کوئی حق نہیں اونھیں روکا جائے اگر وہ نہ رکیں یا ممانعت پر فتنہ فساد کرنے پر اتر آئیں تو حکومت سے اونھیں رکوایا جائے مسجد سے ہر موذی کو روکنے کا حکم ہے خصوصاً ایسا موذی۔ درمختار میں ہے یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) آمین اور رفع یدین خود تو ایذا کی چیز نہیں شوافع کریں تو اون کی ممانعت نہ کی جائے وہابی خود بھی ایذا کی چیز ہے بوجہ اپنی بددینی کے اگرچہ آمین بالجہر اور رفع یدین حنفی مذہب کی ضد پر نہ بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کفار مرتدین کو مسجد سے روکنے کے بابت جب معلوم ہوگیا تو اس سوال کا جواب بھی اس سے واضح ہوگیا جب مسجد میں آنے گھسنے بھی نہ دینا چاہئے تو اونھیں مسجد کا رکن بنانا کیسے روا ہو سکتا ہے ہرگز وہ ممبر کے اہل نہیں اگر نادانستہ اوسے ممبر کیا گیا ہو تو اب اوسے ممبری سے نکال باہر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) شافعی ہمارے بھائی سنی مسلمان ہیں ہم میں اون میں کچھ فرعی اختلافات ہیں ہم امام اعظم کے مقلد ہیں وہ امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں وہ دونوں اہل حق و ہدایت ہیں دونوں باہم اصولاً متحد ہیں اور ہم اہلسنت سے وہابیوں کا اختلاف محض فرعی نہیں اصولی بھی ہے اور فرعی بھی ویسا نہیں جیسا حنفی شافعی کا مالکی حنبلی کا بلکہ اون کا اختلاف اصولی اور عناداً ہے۔ دوسرے سے تقلید ہی کو شرک جانتے ہیں وہابی دونوں طرح کا ہوتا ہے مقلد بھی جو دعوی تقلید کرتا ہے اور تقلید کو ضروری بتاتا ہے جیسے دیوبندی اور غیر مقلد بھی جو تقلید کو حرام و شرک بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳۔ اگر وہابی لوگ مسجد اہلسنت وجماعت میں حنفی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اپنی جماعت

Marfat.com

علیحدہ قائم کرکے آمین بالجہر کہیں تو کیا اون کو جماعت قائم کرنے دی جائے یا وہ اگر جماعت قائم کرکے نیت باندھ چکے ہوں اور آمین بالجہر کہہ رہے ہوں تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے کیونکہ ہر وقت ایسے واقعات سے بلوہ ہونے کا اندیشہ ہے اور وہابی لوگ آمادہ فساد ہیں از روئے شرع شریف جواب مرحمت فرمائیں

الجواب

اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے واضح ہے اونہیں مسجد ہی میں آنے کی ممانعت حکومت سے کرائی جائے واللہ تعالیٰ

مسئلہ ۴۴ ۔ از عبدالغنی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مغرب کے تین فرض امام کے ساتھ ادا کئے لیکن جس وقت امام نے سلام پھیرا اور رد سے فارغ ہوگیا تو اگلی صف کا ایک مقتدی تین آدمیوں کے آگے سے سیدھے ہاتھ کی طرف نکل گیا وہ تین آ جو اپنی نماز ادا کر چکے تھے اور اونہیں تینوں آدمیوں کے پیچھے جن کی نماز باقی تھی وہ تین آدمی دوسری صف ادا کر رہے تھے اس میں کیا حکم ہے فقط

الجواب

اس صورت میں کہ مصلی اور گزرنے والے کے درمیان کوئی حائل ہو شجر یا آدمی وغیرہ تو گزرنے میں حرج نہیں قال فی الغنیۃ لا یکرہ المرور بین یدی المصلی اذا کان من وراء الحائل اوی میں اس عبا سے اوپر ہے حائل یحول بینہ وبین المار ای العصا المرکوزۃ امامہ او الاسطوانہ او نحوھما من شجر او آدمی او دابۃ او نحو ذلک ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۴۵ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مستورات حافظہ تر کی نماز پڑھا سکتی ہیں یا نہیں یعنی ایسی جماعت جس میں صرف عورتیں ہی ہوں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

عورتوں کو جماعت کا حکم فرض میں نہیں نفل تو نفل ہے عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر کریں تو ان میں جو امام وہ اُن کے وسط میں کھڑی ہو ۔ مردوں کے امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو فرض میں بھی یونہیں تراویح میں بھی میں اون کی امام آگے کھڑی ہو کراہت دوہری ہو جائے گی اور امام دوہری گناہگار ۔ درمختار میں ہے تحریماً جماعۃ النساء ولو فی التراویح واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۶ ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی شہر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۱ عورت اگر نماز کی نیت باندھے تو انگوٹھوں کو ش

پر لگا کر باندھے یا ہتھیلی کا رخ کعبہ کی طرف کر کے نیت باندھے اور انگلیوں کے سرے کانوں کی لو تک اٹھائے جاویں یا اس سے اوپر تک۔
۲۔ سجدہ کرتے وقت انگلیوں کے سرے کان کی لو تک رہیں یا اس سے اوپر تک۔ ۳۔ رکوع کرنے میں عورت کے گھٹنے کس قدر ڈھیلے رہیں یعنی جھکنے میں کس قدر آگے کو نکلے رہیں یا بالکل کھنچے رہیں ۴۔ عورت اگر سینہ پر ہاتھ باندھے تو تینوں انگلیاں اوپر رکھے اور باقی انگوٹھے اور چھنگلیا کا حلقہ کرے۔

الجواب

۱۔ عورت کاندھوں تک ہاتھ اوٹھائے انگوٹھے شانوں سے ٹیکنے کا حکم نہیں مرد و عورت میں یہی فرق ہے کہ مرد کان کی لو تک ہاتھ اٹھائے گا عورت شانوں تک اسطرح کہ انگلیاں شانوں تک اٹھیں۔ ہتھیلیاں چھاتی کے مقابل رہیں۔ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ جانب کرنی چاہیئے اور انگلیاں پھیلالیں اور بلند رکھنی چاہیئے۔ عالمگیریہ میں ہے اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ حذاء اذنیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمتی اذنیہ برؤس الاصابع فروع اذنیہ کذا فی التبیین قال الفقیہ ابو جعفر یستقبل ببطون کفیہ القبلۃ وینشر اصابعہ ویرفعہا فاذا استقرتا فی موضع محاذات الابہامین شحمتی الاذنین یکبر۔ والمرأۃ ترفع حذاء منکبیہا ھو الصحیح کذا فی الہدایۃ والتبیین۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے المرأۃ ترفع عند التکبیر یدیہا بحیث تکون رؤس اصابعہا حذاء منکبیہا لان ذلک استر لہا وامرہا مبنی علی الستر۔

۲۔ عورت مرد کی طرح رکوع نہ کرے کہ پشت کو ایسا بچھا دے کہ اگر پیالہ پانی سے لبریز پشت پر رکھا جائے تو وہ ٹھہر جائے بلکہ تھوڑا جھکے کچھ گھٹنوں کو بھی جھکائے اور گھٹنوں پر اعتماد نہ کرے اور انگلیاں کھلی نہ رکھے بلکہ ملی ہوئی اور بازو نہ پھیلائے عالمگیری میں ہے۔ المرأۃ تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعہا ولکن تضم یدیہا وتضع علی رکبتیہا وضعا وتحنی رکبتیہا ولا تجافی عضدیہا گھٹنے کھچے تنے ہوئے نہ رکھے واللہ تعالیٰ اعلم۔ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے سامنے رہیں۔ مرد و عورت ہر ایک کے۔ اور انگلیاں قبلہ رو۔ پیٹ زانوں سے چپٹا ہوا رکوع اور سجود دونوں میں سجدہ کے بعد دونوں پاؤں پر بیٹھے۔ مرد کے سجدہ سے جتنی بات میں عورت کا حکم علٰحدہ ہے اور میں جدا نہیں کہ عبارت عالمگیری سے ظاہر یضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ ولیوجہ اصابعہ نحو القبلۃ وکذا اصابع رجلیہ ویعتمد علی راحتیہ ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ والمرأۃ لا تجافی فی رکوعہا وسجودہا وتقعد علی رجلیہا وفی السجدۃ تفترش بطنہا علی فخذیہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ - ہاں عورت اس طرح ہاتھ باندھے جیسے مرد بس اتنا فرق ہے کہ مرد زیر ناف باندھے اور عورت سینہ پر

واللہ تعالیٰ اعلم -

مسئلہ ۴۷ - مسئولہ از شہر کہنہ بریلی -

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں ۱۔ اگر امام سے قبل بعد تشہد درود شریف و دعا سے فارغ ہوگیا تو سلام پھیرنے تک زید کچھ پڑھے یا خاموش رہے شرکت جماعت ابتدائی ہو یا درمیانی دو ۲۔ جماعت کے اندر بالغوں کی صف میں بچوں کا شامل ہونا ابتدائی یا درمیان میں جماعت بالغوں کو کوئی نقصان پہنچاوے گا یا نہیں۔ ۳۔ تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک ہے۔ ۴۔ زید کم از کم کتنی نماز پانے پر جماعت پانے کا مستحق کہلا سکتا ہے۔ ۵۔ اگر رمضان المبارک میں فرض باجماعت نہیں ملے تو وتر باجماعت کا کیا حکم ہے حنفی مذہب میں مستحب کب سے کب تک ہے لہٰذا جنتری کے لحاظ سے آجکل کس وقت پڑھنا چاہئے بینوا توجروا۔

الجواب

۱۔ مقتدی اگر امام سے قبل تشہد اور درود و دعا سے فارغ ہوجائے تو تشہد کو اول سے مکرر پڑھے یا اگر کوئی دوسری دعا محفوظ یاد ہو جو مشابہ الفاظ قرآن ہو کرے یا کلمۂ شہادت کی تکرار کرے یا سکوت کرے جو چاہے اور صحیح یہ ہے کہ عجلت سے نہ پڑھے اسطرح پڑھے کہ امام کے ساتھ فارغ ہو غنیہ میں ہے اذا فرغ من التشهد قبل سلام الامام یکررہ من اوله وقیل یکرر کلمة الشهادة وقیل یسکت وقیل یأتی بالصلوٰة والدعا والصحیح انه یترسل لیفرغ من التشهد عند سلام الامام اور اگر قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد سے فارغ ہو تو تا فراغ امام خاموش ہی بیٹھے یہاں اقوال مختلفہ نہیں اسی میں ہے اذا فرغ من التشهد الاول قبل فراغ امامه فانه یسکت قولا واحدا۔ اس اشتغال یا سکوت کو تاخیر سلام سے علاقہ نہیں تاخیر تو جب ہوتی کہ جب تشہد و درود و دعا سے فارغ ہوتے ہی سلام واجب ہوتا خروج عن الصلوٰة بلفظ السلام واجب ہے نہ یہ کہ تشہد و درود و دعا پڑھتے ہی سلام معاً واجب ہے جائز ہے کہ وہ ایک دعا کے بعد اور چند اور پڑھے پھر یہاں تو ہر طرح متابعت امام میں ہے جب تک امام سلام پھیرے ہاں اگر امام قبل فراغ مقتدی از درود و دعا سلام پھیر دے تو اس لئے کہ یہ درود و دعا سنت ہے مقتدی کو چاہئے کہ متابعت امام کرے سلام امام کی متابعت میں پھیرے۔ متابعت امام فرائض و واجبات میں بے تاخیر لازم جبکہ کوئی دوسرا واجب عارض نہ ہو اور اگر کوئی واجب عارض ہو تو یہ نہ کرے کہ اس واجب کے سبب اس بالکل ترک کردے بلکہ اسے کرے اور پھر متابعت بجالائے اس لئے کہ اس واجب کو کر لینا متابعت

Marfat.com

کو بالکلیہ فوت نہیں کرتا صرف مؤخر کرتا ہے اور متابعت بے تاخیر سے وہ واجب بالکل فوت ہوتا ہے تو ایک واجب کی تاخیر ایک کے بالکل تفویت سے اولیٰ ہوئی ہاں اگر واجب کے موقع پر کوئی سنت عارض ہو تو اسے ترک کیا جائے گا کہ ترک سنت تاخیر واجب سے اولیٰ ہے۔ ھٰکذا فی الغنیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ ـ بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بچہ یا چند۔ بچے یا سب جو آئے وہ اگلی صف میں شامل ہو گئے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا۔ مگر بچوں کو اس سے روکا جائے جو بچے ۹ سال یا اس سے کم کے ہوں اونھیں زیادہ تاکید پیچھے کھڑے ہونے کی کی جائے اور جو ناسمجھ بچے نہ ہوں نماز سے پوری واقف ہوں انھیں بھی پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اگرچہ ۹ سال سے زیادہ کے ہوں اگر اگلی صف میں ایسے بچے کھڑے ہوں تو جو بالغ نہیں مگر قریب البلوغ ہوں تو ناسمجھ بچوں کی طرح برا نہیں باقی ہے یہی بہتر کہ اگلی صف مردوں کی ہو اوس کے پیچھے اون کی جو ابھی مرد نہیں اون کے پیچھے عورتوں کی اگر ہوں اون سے پیچھے لڑکیوں کی اگر ہوں کما فی العالمگیریہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالکل ناسمجھ بچے اگر بیچ صف میں ہوں گے تو یہ برا ہوگا جیسے کچھ کچھ فاصلہ سے آدمی کھڑے ہوں کہ یہ برا اور گناہ بھی ہے حدیث میں فرمایا تراصوا الصفوف و سد و االخلل اور چھوٹے بچوں کے کھڑے ہونے میں یہ بات سد خلل گویا حاصل نہ ہوگی۔ اس لئے اگر کوئی بچہ کھڑا ہو جائے تو یا او سے پیچھے کر دیا جائے یا جو آتا جائے اوسے ایک طرف ہٹا کر اوس کی جگہ خود کھڑا ہوتا جائے مگر جب کہ وہ بچہ نماز سے واقف اور ایسا ہو گویا مرد قریب البلوغ اسے نہ ہٹایا جائے کہ جو اوایں بلوغ کے قریب ہے گویا وہ بالغ ہے اور اس بارے میں وہ بالغ مرتبہ رجال ہو جانا چاہئے۔ خلاصہ میں فرمایا فی الاصل الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیا فحکمہ حکم الرجال فان کان صبیا فحکمہ حکم النساء وھو عورۃ من فرق الی قدمہ لا یحل النظر الیہ ولو حاذی الامرد رجلا لا تفسد صلاۃ الرجل فی ظاھر الروایۃ عند محمد تفسد واللہ تعالیٰ اعلم ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ ترتیب بین الرجال والصبیان سنت ہے فرض و واجب نہیں جس کے ترک پہ نماز میں فساد ہو جیسے رجال ونساء میں یہ ترتیب فرض ہے کہ اگر یہاں ترک کی گئی کہ کوئی عورت یا وہ سمجھ دار صبیہ جو نماز جانتی ہو اور مشتہاۃ ہو مرد کی ہی کھڑی ہوگئی یا مرد سے آگے بڑھ گئی تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی خنثیٰ مشکل ہو تو وہ عورتوں کی صف سے آگے بچوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ غنیہ میں ہے۔

والسنۃ ان یصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء لما مر من حدیث انس وخنثی المشکل یقوم قدام النساء ولا یقف معھن ثم الترتیب بین الرجال والصبیان سنۃ لا فرض ھو الصحیح اصلا بینھم و بین النساء ففرض عندنا حتی لو حاذت امرأۃ او صبیۃ مشتھاۃ تعقل الصلوٰۃ رجلا او تقدمت علیہ (الی ان قال) فسدت صلوۃ الرجل۔

۳۔ باجماع جماہیر علماء فضل جماعت انشاء اللہ تعالیٰ اوسے سلام سے پہلے جزء اخیر میں بھی شرکت سے ملے گا غنیہ میں فرمایا اجمع العلماء علی ان فضل الجماعۃ الموعود فی قولہ علیہ الصّلاۃ والسّلام صلوۃ الجماعۃ تفضل صلاۃ الفذ بسبع و عشرین درجۃ علی ما رویاہ فی الصحیحین یحصل بادراک اقل الصلوۃ مع الامام و لو کان ذلک اخر القعدۃ الاخیرۃ قبل السلام الاعلی قیاس قول محمد فانہ لا بد ان یکون رکعۃ بان یدرکہ قبل رفع رأسہ من رکوع الرکعۃ الاخیرۃ حتی یدرک فضیلۃ الجماعۃ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فقد ادرک الصلوۃ رواہ مسلم والجمھور علی خلافہ لقولہ علیہ الصلاۃ و السلام اذا اتیتم الصلوۃ فلا تأتوھا و انتم تسعون وأتوھا و علیکم السکینۃ فما ادرکتم فصلوھا و ما فاتکم فاتموا متفق علیہ ولفظ ما یشمل ادنی جزء ولیس فی ذلک الحدیث ان من ادرک دون الرکعۃ لم یدرک الصلوۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت والجماعت اس بارے میں کہ مسجد میں نماز پنجگانہ میں امام صاحب کے سلام پھیرتے ہی کچھ مقتدیوں کا اس قدر زور وشور سے نعرہ لگانا اور یا غوث یا غوث اسطرح چلا چلا کر کہنا کہ ان لوگوں کی بقایا نمازیں جو جماعت میں بعد کو شامل ہوتے ہیں خلل پڑے اور وہ اطمینان قلب سے نماز ادا نہ کرسکیں کیسا ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ان کا یہ فعل کیسا ہے اگر امام صاحب اس فعل کو نہ روکیں تو ان کے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا فقط۔ محمد احمد خاں مسئلہ

الجواب

اتنی آواز سے ذکر بعد نماز نہ کریں جس سے کسی مسلمان نمازی کو تشویش پریشاں خاطری ہو۔ ذکر جہر مفرط نہ کیا جائے اگرچہ یا اللہ یا اللہ کہیں اسوقت جو ذکر بھی کریں وہ ایسی آواز سے کہ اوروں کی نماز میں خلل نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد ختم نماز ذکر جہر بھی بعض میں ثابت مگر نہ یجہر مفرط جہر مفرط جائز نہیں ہاں اگر بعد نماز سے یہ مقصود ہو کہ علی الاتصال بعد ختم فرض نہیں بلکہ بعد فراغ از فرائض و سنن اہلسنت طرد اللہ زور سے نعرے لگاتے ذکر خدا ذکر رسول ذکر غوث جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں جس سے مریض القلب گھبراتے ہیں اور اس کو اس پردہ میں رکھکر اسکی آڑ لیکر کہ نماز کے بعد اتنے زور سے ذکر کرنا کیسا ہے کہ اور نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ سوال پیش کر کے جواب اپنی منشا کے موافق چاہتے ہوں تو بھی جواب یہی کہ حد سے زائد بلکہ ضرورت سے زائد افراط اگر کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ یا غوث اگر اتنی آواز سے کہیں گے کہ مسجد میں حاضر ہونے اور کسی نمازی مسلمان کی نماز میں اوس سے خلل پڑے

Marfat.com

توکچھ حرج نہیں جبکہ بعد جماعت ہو نہ کہ بعد فراغ از سنن ونوافل خالی وقت میں۔ نمازی مسلمان سے مراد وہ ہے جو درحقیقت مسلمان ہے ہر مسلمان صورت مسلمان نام رکھنے والا مراد نہیں۔ اے بسا ابلیس آدم روے ہست محض آدمی کی شکل رکھنے سے آدمی ہونا کچھ ضروری نہیں تواگر کوئی قادیانی رافضی وہابی مرتد اوس مسجد میں اس وقت حاضر ہو اور وہ صورت نماز اتار رہا ہو تو اس کی نماز نماز نہیں جس میں خلل کے اندیشہ سے ذکر جہر کو روکا جائے۔ مسلمان کی نماز میں خلل ہوگا تو روکا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص جھوٹی اور لغو بات لوگوں سے کہدے یعنی زید سے یہ کہے کہ عمرو نے تجھے گالی دی اور عمرو سے یہ کہے کہ زید نے تجھے برا کہا اور اس کا یہ کہنا صریح جھوٹ منشا یہ ہے کہ دو مسلمان کے اندر آپس میں لڑائی ہو جائے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے لہذا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور بغیر توبہ کیے ہوئے امامت کرسکتا ہے یا نہیں۔ عبدالغفار خاں موضع راٹن مونگیر۔

الجواب

ایسا شخص گنہگار ہے جھوٹ خود سخت کبیرہ ہے نہ کہ ایسا جھوٹ افترا کرنا جھوٹ بولنا دھوکا دینا فریب کرنا فتنہ اٹھانا مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا فساد کرانا یہ سب شدید گناہ ہیں۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے جو جھوٹ بولا جائے اور مسلمانوں پر افترا کیا جائے وہ اور بھی زیادہ ملعون کام ہے جھوٹ بولنا افترا کرنا ہی مسلمان کا کام نہیں نہ کہ ایسا جھوٹ ایسا قبیح وفضیح افترا قال تعالیٰ انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون وقال تعالیٰ لاتفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب۔ وقال تعالیٰ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منا من غشنا وہ شخص اگر ایسا جھوٹا مشہور ہو چکا ہو علی الاعلان جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا ہو تو فاسق معلن ہے اوسکے پیچھے نماز گناہ ہے اوسے جب تک توبہ نہ کرے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۰ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صریح جھوٹ بولا اور عام مجمع پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ جھوٹا ہے اس پر ایک شخص نے بلکہ عام مجمع نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور نام اس کاذب کا نہ لیا بلکہ مطلق کہا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسا کہنا جائز ہے یا ناجائز اور جس نے کہا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور جھوٹے کا نام لیکر اس کی اس کذب بیانی پر لعنۃ اللہ علی الکذبین کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

بینوا توجروا

Marfat.com

الجواب

لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا تو ان پر شخص خاص پر لعنت کرنے کا الزام نہیں فتاوی حدیقہ میں ہے امام ابن حوکی فرماتے ہیں لعن المسلم حرام بل لعن الکافر لغیر الحربی بل لعن الحیوان کذلک وسبب ذلک ان اللعن عبارۃ عن الطرد والابعاد عن اللہ و ذلک غیر جائز الا من اتصف بصفۃ تبعدہ عن اللہ تعالی وھو الکفر والبدعۃ والفسق فیجوز لعن المتصف بواحدۃ منھن باعتبار الوصف الاعم نحو لعنۃ اللہ علی الکفرین والمبتدعۃ والفسقۃ او الوصف الاخص نحو لعن اللہ الیھود والنصاری والخوارج والقدریۃ والروافض والزنادقۃ والظلمۃ و آکلی الربوا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۵۱۔ از مولانا نور الحق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے تراویح کی نماز دو رکعت کی نیت کی دو رکعت پڑھنے کے بعد قاعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر دو رکعت پڑھ کے سجدہ سہو کیا اسکی نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا۔

الجواب

ہوگئی اس میں سجدہ سہو کی کچھ ضرورت نہیں اگر پہلی رکعت میں قعدہ کر لیا ہو تو چاروں دو تسمیہ سے ہوگئیں اور اگر قعدہ نہ کیا ہو تو ایک تسمیہ سے چاروں ہوگئیں نہ شیخین کریمین یہی مختار ہے اس کو امام فقیہہ ابو جعفر نے اختیار فرمایا نیز امام ابوبکر محمد بن الفضل نے اسی کو امام فقیہہ النفس قاضی خاں نے صحیح فرمایا غنیہ میں ہے ان صلی اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ والحال انہ لم تقعد علی رکعتین منھا قدر التشھد تجزی الاربع عن تسلیمۃ احدۃ ای عن رکعتین عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف و ھو المختار اختارہ الفقیہ ابو جعفر و ابوبکر محمد بن الفضل قال قاضی خان و ھو الصحیح الی قولہ و لو قعد علی راس الرکعتین جازت عن تسلیمتین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۵۲۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جس وقت جمعہ یا عید الفطر و عید الضحی کا خطبہ پڑھتا ہو اور اس میں رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اسم شریف آئے تو اسوقت خطبہ سننے والوں کو پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اسم شریف سن کر بآواز بلند صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہنا یا درود شریف کا پڑھنا درست ہے یا نہیں اکثر عربی خطبوں میں آیہ کریمہ ان اللہ ...... پڑھی جاتی ہے اور اس کو سنکر درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے لہذا خطبہ میں سنکر سامعین کو اسوقت درود شریف کا پڑھنا بآواز بلند یا آہستہ درست ہے یا نہیں دیگر یہ کہ اکثر اردو نظم جس میں جمعہ کے فضائل لکھے ہوتے

Marfat.com

کیں خطبہ ثانیہ کی تین یا چار رکعتیں رہ جاتی ہیں تو پڑھا کرتے ہیں اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں مہربانی فرماکر ان مسائل کا جواب باصواب کتب واحادیث وائمہ کے اقوال کا ثبوت دیکر ارقام فرمائیں۔ دیگر جو مسائل وآداب سامعین خطبہ وقارئین خطبہ کیلئے ازبس ضروری ہوں مہربانی فرماکر اس کا بھی جواب مرحمت فرمائیں۔

نذیر احمد لکھنوی

الجواب

بحالت خطبہ جب نام پاک حضور سید لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطیب تر زبان ہو سامع دل میں درود شریف پڑھے سنت انصات ترک نہ کرے (کہ واجب ہے) عالمگیری میں ہے اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام واذا صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الناس فی انفسھم امتثالا للامر والسنۃ الانصات کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ طحطاوی میں ہے قولہ فی انفسھم .... الانصات بجمیعھا لکھتے ہیں قولہ والسنۃ الانصات۔ ھذا احد اقوال .... والمشھور الوجوب۔ باواز بلند کیسا زبان نہ ہلائے کہ انصات لازم ہے آیہ کریمہ سنکر بھی ایسے وقت درود شریف دل میں پڑھے اسوقت زبان نہ ہلائے جیسے نماز میں اگر امام اوس آیہ کریمہ کی تلاوت کرے خطبہ میں سوائے عربی اور زبان کا خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے کما حققہ مزید علیہ فاضل لکھنوی مولوی عبدالحئی صاحب نے بھی اپنے فتاوی میں غالباً متعدد جگہ یہی تحقیق کیا ان کا فتاوی مطبوعہ ہے جو چاہے دیکھ لے اسوقت نقل عبارت کی مہلت نہیں خطبہ جمعہ کا قبل صلاۃ بعد زوال ہونا فرض ہے اور اس میں ذکر اللہ ہونا بھی وہ بھی بقصد خطبہ خطیب تنہا پڑھے یا محض عورتوں کے سامنے نہیں دو ایک مرد کا حضور ضرور ہے ورنہ صحیح یہی ہے کہ جائز نہ ہوگا۔ اس لئے سنن سے ہے کہ باطہارت ہو بے طہارت نہ ہو کہ مکروہ ہے۔ نیز خطیب قیام کرے دونوں خطبوں کے درمیان تین آیت کی مقدار بیٹھے اس جلوس کا ترک اساءت ہے خطبہ سے قبل ممبر پر بیٹھے۔ منبر پر جاتے ہی کھڑا نہ ہو خطیب اہل امامت صلوٰۃ جمعہ ہو۔ تعوذ دل میں قبل خطبہ حمد الہی سے شروع کرنا خطبہ میں ثناء الہی ہونا دونوں شہادتوں کا ہونا حضور پر درود کا ہونا نصیحت وعظ وتذکیر تین آیات قصار یا ایک آیت طویل کے قدر تلاوت قرآن دوسرے خطبہ میں حمد وثناء الہی کا اعادہ نیز درود شریف دعا تمام مسلمان مرد وزن کے لئے۔ دونوں خطبوں کا بقدر طوال مفصل ہونا تطویل مکروہ ہے اوس کے آداب سے ہے کہ آواز بلند ہو پہلے خطبہ سے دوسرے خطبہ میں آواز ہلکی ہو خطبہ میں ذکر خلفاء راشدین وعمین کریمین مستحسن ہے بحال خطبہ خطیب سواء امر بالمعروف بکلام دنیا تکلم نہ کرے جو خطیب ہو وہ نماز پڑھائے سامعین پر انصات لازم اسی وقت سے جب امام خطبہ کیلئے منبر کیطرف

Marfat.com

چلے قریب وبعید انصات میں برابر ہیں خطبہ میں ہر بات حرام ہے جو نماز میں حرام ہے خطیب کی جانب متوجہ ہوکر بیٹھنا مستحب ہے جو امام سے داہنے بائیں طرف ہو وہ بھی جانب امام انحراف کرے استماع خطبہ کیلئے تیار ہوکر بیٹھیں اول سے آخر تک خطبہ کا سننا سامعین پر فرض لازم امام سے قریب ہونا افضل مگر جب امام خطبہ شروع کردے اسوقت آنے والا جہاں مسجد میں آئے وہیں بیٹھ جائے کہ اسوقت چلنا بحالت خطبہ نہ چاہئے ناجائز عمل ہے بحال خطبہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں یہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳۔ مسئولہ جناب منشی خلیل صاحب سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین محلہ پورہ چندن ڈاکخانہ کوپاگنج ضلع اعظم گڈھ۔ ۱۰ ذی القعدہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ امسال عید الفطر کی نماز کے موقع پر عیدگاہ میں بالغوں کی صفوں میں نابالغ بچے بھی تھے حضرت مولانا محمد وصی اللہ صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو صف میں پیچھے کیا جائے اس حکم کو سن کر چند لوگوں نے بچوں کو صفوں سے پیچھے ہٹانا شروع کردیا لیکن حاجی سلیمان صاحب نے اپنے لڑکے کے متعلق کہا کہ یہ لڑکا نہیں ہٹے گا اور اوس بچے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کس کی مجال ہے کہ اوس کو ہٹادے چند لوگوں نے اون کو سمجھایا کہ حاجی صاحب یہ شرع کا حکم ہے آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں تو اونھوں نے کہا کہ یہ تین دن سے آتے ہیں پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ لڑکا نہیں ہٹ سکتا ایسے ایسے مولویوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے اور تاڑی بازوں کو بھی تو میرا کام ہے۔ مزید توضیح کیلئے دو گواہوں کا بیان اور ایک رپورٹ منجانب اصلاح المسلمین کوپاگنج منسلک ہے۔ (۱) مندرجہ بالا مضمون سے شرع کے حکم کی مخالفت اور توہین علماء ہوتی ہے یا نہیں (۲) ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے (۳) عام مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ امید کہ مدلل جواب جلد عنایت فرمائینگے۔

الجواب

نابالغ کو بالغین کی صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہئے جنھوں نے بچوں کو صف سے جدا کرکے پیچھے کھڑا ہونے کو کہا اونھوں نے صحیح کہا جس نے ضد کی اوس نے بیجا نار واہٹ کی ناحق مسلمانوں سے لڑنے کیلئے آمادہ ہوا اور اونھیں اپنی بیہودہ گوئی سے ایذا دی اوسے توبہ اور جنھیں اپنے قول وفعل سے ایذا دی اون سے معافی چاہئے حدیث میں ہے عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلاۃ ویقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلنی منکم اولو الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم حضرت شیخ محقق مطلق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں روایت است از ابی مسعود انصاری کہ از مشاہیر صحابہ است گفت بود آنحضرت کہ مسح میکرد کتفہائے

مارا در نماز و بدست برابر و ہموار ساخت آنہارا و تسویہ میکرد صف نماز را دیعول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم برابر شوید موافق باشید و اختلاف نکنید پس مختلف گردد دلہائے شما۔ میان ترتیب صفوف میکند دی نزدیک باید کہ متصل شوند مرا در صف اول بالستند خداوندان بلوغ و عقل ثم الذین یلونہم پیشتر آں کسانیکہ قریب اند بایشاں در رتبہ چنانکہ صبیان و آنہانکہ قریب بلوغ اند کہ ایشاں را مراہق خوانند ثم الذین یلونہم پس تر آں کسانیکہ نزدیک و متصل اند بایشاں چنانکہ خنثیٰ کہ علامت مردی و زنی ہر دو دارند و متعین است کہ بعد از وے صف نسا خواہد بود فقال گفت ابو مسعود فانتم الیوم اشد اختلافا۔ پس شما امروز سخت تر ید از روئے اختلاف در کلمہ و توع فتن و ایں بسبب ترک تسویہ صفوف و عدم امتثال امر شارع است رواہ مسلم انتہی۔ نیز اس سے اگلی حدیث کے تحت فرماتے ہیں مراتب صفوف چہار خواہد بود در حدیث سابق مرتبہ نسا ذکر نہ کردہ از جہت تعین آں و ذکر کردہ است در ہدایہ کہ صف اول برائے مردان است بعد از وے صبیان بعد از وے نسا و ذکر نہ کرد صاحب ہدایہ خنثیٰ را و شیخ ابن الہمام گفتہ است کہ صف خنثیٰ میان صبیان و نسا راست و ہمچنیں است در وقایہ و مذہب شافعیہ نیز ہمین ست چنانچہ در شرح شیخ مذکور است۔ وہ شخص توبہ کرے کہ اوس نے حدیث کی مخالفت کی شرع کی نافرمانی کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴ ۔ از شہجورہ ڈاکخانہ گرنجش گنج ضلع رائے بریلی سائل شیخ چھدا تمباکو فروش۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سورج یا چاند میں گرہن جب لگتے ہیں تو نماز پڑھنے کیلئے کیا حکم ہے یعنی سورج یا چاند گرہن کی نماز کی نیت اور گرہن کے شروع ہونے پر پڑھے یا ختم گرہن پر اور جماعت سے پڑھے یا اکیلے قرأت کے ساتھ بلند آواز سے یا آہستہ پڑھے اور اگر گرہن کے وقت فرض نماز کا وقت آجائے تو اوس کو ادا کرنا چاہئے یا نہ ادا کرنا چاہئے جیسا حکم شرع شریف ہو۔

الجواب

کسوف شمس سورج گرہن کی نماز سنت ہے سنت کی نیت کریں گرہن کیوقت پڑھی جائے گرہن سے چھٹنے پر نہ پڑھی جائے گی۔ اگر چاہیں شروع گرہن پر پڑھیں یا دیر میں اگر گرہن سے چھٹنے پر کچھ چھٹا کچھ باقی ہو پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے ایسے اوقات میں جن میں نماز پڑھنا ممنوع نہیں۔ اگر ایسے وقت کسوف ہو جس میں نماز پڑھنی نہ چاہئے ایسے وقت میں نہ پڑھیں دو رکعتیں بجماعت پڑھی جائیں ہر رکعت ایک رکوع و سجدہ سے جیسے اور نماز میں ہر دو رکعت میں بعد الحمد جو سورت چاہیں پڑھیں بہتر ہے کہ قرأت ہر دو رکعت میں طویل کریں بقدر سورۂ بقر بعد نماز دعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا گہن سے چھوٹ جائے قرأت طویل کریں دعا میں تخفیف کریں یا قرأت میں تخفیف کریں دعا طویل کریں یہ بھی جائز ہے ایک میں اگر تخفیف ہو تو دوسری

طویل ہو ہر کوئی اس نماز کی امامت نہیں کر سکتا امام جمعہ وعیدین سلطان اسلام یا اوس کا ماذون یعنی جیسا امام جمعہ وعیدین کیلئے درکار ہے وہی اس میں امامت کرے اگر امام اعظم موجود نہ ہو تو اپنی مساجد میں تنہا تنہا پڑھیں ہاں اگر امام اعظم نے لوگوں کو حکم دیدیا ہو امر فرما دیا ہو تو اس صورت میں جو امام محلہ ہے اوس کے ساتھ بجماعت نماز ادا کریں۔ اس نماز میں قرأت میں جہر نہ کریں اس کے بعد یا پہلے خطبہ نہیں۔ یہ نماز مسجد جامع میں یا شہر سے باہر میدان عیدگاہ میں پڑھیں تو بہتر۔ اگر اکیلے اکیلے اپنے گھروں میں پڑھیں یہ بھی جائز ہے گرہن کے وقت وقتیہ نماز کی ممانعت نہیں اگر وقت طویل ہے تو چاہے پہلے گرہن کی نماز سے فارغ ہولیں پھر وقتیہ پڑھیں چاہے وقتیہ پڑھکر گرہن کی پڑھیں اگر کسوف کی نماز پڑھیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ وقتیہ نماز وقت میں نہ ہوگی تو وقتیہ پڑھیں کہ سنت کیلئے فرض فوت کرنا ناجائز ہے نیز یہ کہ اوس کا وقت ہے نماز کسوف کا کوئی وقت خاص نہیں تو جس کا وقت ہے اوسے فوت کردینا اور اوس میں مشغول ہونا جسکو بعد میں پڑھ سکتے ہیں خلاف شرع ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے۔ اگر یہ صورت بھی ہو کہ وقتیہ نماز پڑھتے پڑھتے گرہن سے پورا چھٹ جائے گا کہ اب وقت صلاۃ کسوف کا نہ رہے گا اور وقتیہ کا وقت اتنا تنگ ہے کہ کسوف کی پڑھیں تو اس کا وقت جاتا رہے گا جب بھی شرع وعقل کے یہ خلاف ہے کہ فرض فوت کریں اور کسوف کی نماز میں مشغول ہوں۔ وقت طویل بھی ہو مگر وقتی نماز کا وقت مقرر ہو جیسا کہ بعض مساجد میں ہوتا ہے تو اس صورت میں وقتی نماز اپنے وقت مقررہ پر پڑھی جائے پھر کسوف کی پڑھیں کہ جیسے بعد نماز وقتی کسوف کی نماز میں شرکت کسی عذر سے نہ کرنی ہو کہیں جانا یا کوئی اور کام ہو وہ جائے وقتی نماز سے وقت پر فارغ ہو کر اپنے کام میں لگے۔ نماز جنازہ نماز کسوف پر مقدم کی جائے ذخیرہ میں ہے ھی سنۃ محیط پھر عالمگیریہ میں ہے اجمعوا علی انھا تودی بجماعۃ واختلفوا فی صفۃ ادائھا قال علماؤنا یصلی رکعتین کل رکعۃ برکوع وسجدتین کسائر الصلوات یقرأ فیھما ما احب ہندیہ میں کافی سے ہے الافضل ان یطول القرأۃ فیھما سراج وہاج پھر عالمگیری میں ہے یدعو بعد الصلوۃ حتی تنجلی الشمس لکمال الانجلاء جوہرنیرہ میں ہے یجوز تطویل القرأۃ وتخفیف الدعاء وتطویل الدعاء وتخفیف القرأۃ فاذا خفف احدھما طول الاخر محیط پھر فتاویٰ ہند یہ میں ہے لایصلی ھذہ الصلوۃ بجماعۃ الا الامام الذی یصلی الجمعۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی فان عدم الامام الذی یصلی الجمعۃ والعیدین فانھم یصلون وحدانا فی مساجدھم الا اذا کان الامام الذی یصلی الجمعۃ والعیدین امرھم بذلک فحینئذ یجوز ان یصلوا بجماعۃ ۔ ؤمھم فیھا امام حیھم فی مسجدھم ولا یجھر بالقرأۃ فی صلوۃ الجماعۃ فی کسوف الشمس فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اوسی میں مضمرات سے ہے والصحیح قولہ اوسی میں محیط سے ہے لیس فی ھذہ الصلوۃ خطبۃ وھذا

مع ذہینا خزانۃ المفتین سے فتاوی عالمگیریہ میں ہے الموضع الذی یصلی فیہ الجبانۃ اذا المسجد الجامع ولو صلوا فی منزل آخر جاز والاول افضل ولو صلوا وحدانا فی منازلھم جاز ولو اجتمعوا ودعوا من غیر ان یصلوا اجزاھم جوہرہ نیرہ پھر ہندیہ میں فرمایا ان لم یصل حتی انجلت لم یصل بعد ذلک وان انجلی بعضھا جاز ان یبتدئ الصلوٰۃ وان اجتمع الکسوف والجنازۃ بدأ بالجنازۃ وان کسفت فی الاوقات المنھی عن الصلوٰۃ فیھا لم یصل خسوف قمر چاندگرہن میں اکیلے اکیلے دو رکعتیں پڑھی جائیں محیط سرخسی پھر عالمگیریہ میں فرمایا یصلون رکعتین فی خسوف القمر وحدانا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۔ از باغ احمد علی خاں بریلی مسئولہ احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۵۸ھ

امام کو بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا چاہئے یا نہیں اگر نہیں پڑھے کیا حرج زید کہتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہئے مکرر سہ کرر اور کون قول صحیح ہے کہ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

الجواب

امام صرف تسمیع پر اکتفا کرے اگرچہ امام اعظم سے ایک روایت میں اور صاحبین کے نزدیک یہ ہے کہ تسمیع و تحمید دونوں کرے مگر ظاہر الروایۃ میں امام اعظم سے یہی ہے کہ امام تسمیع پر اکتفا، مقتدی تحمید کرے منیہ اور اوسکی شرح غنیہ میں ہے ثم یرفع رأسہ ویقول الامام حال الرفع سمع اللہ لمن حمدہ وان کان المصلی مقتدیا فانہ یأتی بالتحمید۔ ولا یأتی المقتدی بالتسمیع وان کان منفردا یأتی بھما۔ اما الامام فیاتی بعد التسمیع بالتحمید ایضا علی قولھما وفی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وفی ظاھر الروایۃ عنہ انہ یأتی بالتسمیع لا بالتحمید لما مر من قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد فانہ قسم والقسمۃ تنافی الشرکۃ ولا یرد انہ علیہ السلام قسم فی قولہ واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین مع ان الامام یقولھا لانہ ورد فی بعض روایاتہ فان الامام یقولھا ولم یرد ھھنا مثلہ علی ان ھھنا مانعا لیس ھناک وھو ان المسنون فی ھذہ الاذکار ابتداؤھا عند ابتداء الانتقال وانتھاؤھا عند انتھائہ ومقتضاہ انتھاء تسمیع الامام عند انتھاء الرفع وکذا انتھاء تحمید المقتدی فلو حمد الامام بعد ذلک لوقع تحمیدہ بعد تحمید المقتدی وھو خلاف وضع الامامۃ الخ۔ مقتدی و منفرد تحمید یوں کریں اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ یا یہ نہیں اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ہر پہلا پچھلے سے افضل ہے تو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ سے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ افضل ہے غنیہ میں کافی سے اسی ترتیب کیساتھ افضلیت کا حکم نقل فرمایا غنیہ میں ہے وافضلیتھا علی ترتیبھا کذا فی الکافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

مسئلہ ۵۶ ۔ از وزیر آباد پنجاب مولانا مولوی عبدالغفور رضا ہزاروی خطیب جامع مسجد ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سر منبر یہ کہتا ہے کہ احتیاط الظہر بعد الجمعہ حدیث و قرآن کی رو سے فرض ہے اور حدیث شریف میں موجود ہے اور قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ احتیاط الظہر فرض ہے اور عمر کہتا ہے کہ یہ افترا ہے نہ قرآن میں احتیاط الظہر صراحۃ مذکور اور نہ حدیث شریف میں مذکور ہے بلکہ فقہائے کرام کے اقوال سے ثبوت ملتا ہے جیسا شامی، فتح القدیر، نہر الفائق وغیرہ میں موجود ہے اس کا پڑھنا موجب ثواب ہے خواص کیلئے ہے عوام کو نہ کہا جائے تاکہ ان کو فرضیت جمعہ میں شک نہ پڑ جائے ایسا شخص جو کہ سر منبر افترا باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قابل امامت نہیں جبتک توبہ نہ کرے کیا ان میں کون شخص حق پر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید بے قید نہایت جری ہے قرآن و حدیث پر مفتری ہے احتیاط الظہر کی فرضیت اوس کی تراشیدہ ہے اپنے دل سے گڑھی ہے ما انزل اللہ بہا من سلطان نہ قرآن میں اوس کی فرضیت کا بیان نہ کہیں کسی حدیث میں اس کا نشان ما قال بہ احد ولا محمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الی ابد الآباد۔ جمع بین الفرضین کب جائز ہے تفسیر احمدی میں سیدی علامہ زمن ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں۔ لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اھل الاسلام جمعہ فرض ہے تو ظہر فرض نہیں جہاں ظہر فرض ہے وہاں جمعہ فرض نہیں بر بنائے اختلاف در تعریف مصر اور سلطان یا اوس کے نائب کا حضور شرط ہے یا اذن ہی کافی ہے اس اختلاف کی بنا پر ہندوستان میں بعض نے جمعہ ترک کیا کہ یہاں اسکی فرضیت کے قائل نہ رہے کہ سلطان اسلام یا اس کا نائب موجود نہیں بعض بوجہ اختلاف در تعریف مصر بعض مواضع میں جہاں ان کی مختار تعریف

احکام مسجد

مسئلہ ۱ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کی بابت جو زمانۂ عرس میں مسجد کی چار دیواری سے ایک دیوار پر دونوں جانب دو نوبتیں مع نفیری بجوائے کیا یہ گناہ نہیں اگر ہے تو ایسے شخص کی بابت کیا حکم ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

مسجد کی دیوار کو اپنے استعمال میں لانا حرام ہے نہ کہ اوس پر یہ کچھ نجاست ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسئلہ ۲ ۔ ماتولکم رحمکم اللہ دریں مسئلہ کہ یہاں لوگوں نے یہ دستور کر لیا ہے کہ قبل ہر نماز اور بعد نماز صحن مسجد میں بیٹھکر یا ٹہل کر باتیں کرتے ہیں کچھ لوگ فحش وغیبت اور کچھ لوگ اپنے کارنامے فحش ولغویات اور خلاف شرع حرکات سے بھرے ہوئے فخریہ بیان کرتے ہیں اکثر کو اس سے روکا گیا لوگوں نے عمل بھی کیا اور صحن مسجد کو چھوڑ کر خارج مسجد میں بیٹھنا شروع کیا مگر اکثر لوگ ابتک بدستور سابق عمل پیرا ہیں ۔ یہاں اکثر مسجد میں باتوں ہی باتوں میں لڑائی پر نوبت آجاتی ہے یہ قصے قضیے بند نہیں کئے جاتے ۔

۲ ۔ یہاں مسجد میں چھوٹے چھوٹے بچے ہر وقت پھرتے رہتے ہیں کبھی صحن مسجد میں کبھی حوض میں کنکر پتھر ڈالتے ہیں اور کبھی مسجد کے نل کو مسجد میں جمع رہتی ہیں اکثر لوگ اپنے اپنے بچوں کو خود ہمراہ لاتے ہیں اکثر نماز ہوتی ہے اور یہ لوگ شور مچاتے ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص ان کے والدین سے کہتا یا بچوں کو ڈانٹتا ہے تو وہ لوگ لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ۔ ان احکام کو ذرا تفصیل سے بحوالہ کتب بیان فرمائیے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

مسجد میں باتیں کرنا

۱ ۔ مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنا تو ناجائز ہے فحش وغیبت کا کیا پوچھنا جو خود حرام ہیں اور مسجد میں سخت تر حرام دنیوی مباح باتیں مسجد میں کرنا حسنات کو ایسا کھاتا ہے جیسے چوپایہ گھاس ۔ پھر لغو کہانی قصّے اور فحش وغیبت کا کیا کہنا ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم غنیہ میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں یجب ان تصان عن حدیث الدنیا اھ مختصراً ۔ واجب ہے کہ مساجد کی دنیوی باتوں سے صیانت کی جائے اوسی میں ہے والکلام المباح فیہ مکروہ ویاکل الحسنات کما تاکل البھیمۃ الحشیش یعنی کلام مباح مسجد میں مکروہ ہے اور وہ حسنات کو اسطرح کھالیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو یہ مضمون خود حدیث

Marfat.com

شریف میں موجود ہے یہی علامہ اسی غنیہ میں فرماتے ہیں کذا ذکرہ حدیثا صاحب الکشاف یہاں تک کہ مسجد میں اپنی گمی چیز کا دریافت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالة فلیقل لا ردها الله علیك فان المساجد لم تبن لهذا اون لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جو لوگ مساجد میں اپنے بچوں کو لاتے یا اون کے بچے جاتے ہیں اور وہ اونھیں نہیں روکتے روکنے والوں سے لڑتے ہیں گنہگار ہیں اس ارشاد حدیث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی ومخالفت کرتے ہیں حدیث شریف میں فرمایا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشرائکم وبیعکم و خصوماتکم ورفع اصواتکم واقامة حدودکم وسل سیوفکم الحدیث غنیہ میں فرمایا یجب ان تصان عن ادخال المجانین والصبیان لغیر الصلوٰة واجب ہے کہ مساجد مجنون اور بچوں کو علاوہ نماز کے داخل کرنے سے بچائی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید بہ نیت حسنات دیوار الف میں سوراخ کرکے کڑیاں ڈال کر ب میں ایک حجرہ بنانا چاہتا ہے جس وجہ سے ت کا کچھ حصہ توڑنا پڑیگا۔ آیا یہ اس کا جائز ہوگا یا نہیں۔ ج زینہ نماپست احاطہ ہے اور مصرف نماز سے خارج زید اسکو مسدود کرکے اور ن میں سوراخ بنا کر اور کڑیاں ڈال کر د کا پورا حصہ دوکانی صورت میں تبدیل کرکے کرایہ پر جاری کرسکتا ہے یا نہیں۔ اس کے کرایہ سے مسجد کے اخراجات میں سہولت حاصل ہوں گی۔ واقف بقید حیات نہیں ہے۔ ملازمان محکمہ آبکاری سے چندہ لیکر مسافر خانہ اندر احاطہ مسجد۔ حجرہ مسجد خواہ مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں نقشہ مسجد برائے معائنہ منسلک ہے

المستفتی شاہ محمد یٰسین کا یسٹ کلکٹری

الجواب

بوذنام مسجدیت دیوار مسجد کو کسی کام میں نہیں لاسکتے اگرچہ مسجد کے مصالح کیلئے جو اوقاف ہوں ان میں نہ اوس کے آثار پر کوئی دیوار اٹھا سکیں نہ اس پر کڑیاں رکھ سکیں۔ تاتارخانیہ درمختار میں ہے لو بنی فوقه بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدیة ثم اراد البناء منع ولو قال عینت ذلك لم یصدق اس میں اس کے بعد بزازیہ سے ہے فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغیره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد ولا یجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا ولا سکنی بحر الرائق پھر ردالمحتار میں ہے لا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافه۔ الف کہ دیوار مسجد ہے اس میں سوراخ کرکے حجرہ کی کڑیاں رکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

(۲) یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ ذبحی دیوار مسجد ہے اور اس میں کڑیاں رکھنا ناجائز پھر فنا مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا حکم ہے فنا مسجد میں بھی بعد تمام مسجدیت دوکانیں نہیں بنائی جاسکتیں مبسوط امام سرخسی پھر عالمگیری میں ہے قیم یرید ان یبنی حوانیت فی فناء المسجد لایجوز له ذلك لانه یسقط حرمة المسجد لان فناء المسجد له حکم المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ملازمان آبکاری کو تنخواہ اگر خاص اوس زرحرام سے ملتی ہے اور اون کے پاس اوسکے سوا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تو وہ زرحرام نہ ان سے لینا جائز نہ اونھیں دینا نہ اس کا ثواب فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب ہاں اگر وہ قرض لیکر دیں تو اس کا اخذ جائز ہوگا۔ اور وہ اس پر ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ مسافر خانہ اگر خلاف شرط واقف بنایا جائے گا تو یہ حرام ہوگا احاطۂ مسجد میں مسجد کے خارج مصالح کیلئے جو عمارت جائز بنے وہ ثواب کا کام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص کی آراضی کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت سے آراضی کو مسجد کے تصرف میں کرسکتا ہے۔ یا نہیں اور اگر اوس کی بغیر اجازت کے کچھ حصہ جبراً مسجد کے تصرف میں لایا گیا تو آیا یہ حصہ مسجد کا ہوگیا یا نہیں اور اون کا یہ فعل کیسا ہے جو حکم ہو مطابق شریعت صادر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

غیر کی مملوک زمین بے اوسکی اجازت کے زبردستی بغیر معاوضہ دیئے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مسجد کو اوس کی حاجت نہ ہو مسجد کی وسعت کی ضرورت نہ ہو۔ وہ مسجد وہاں کے لوگوں کو کافی ہو۔ ہاں جب مسجد وسیع کرنے کی ضرورت ہو کہنا کافی ہو تو معاوضہ دیکر زمین داخل کی جاسکتی ہے یوں اگر وہ شخص راضی نہ ہو اوسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اسعاف وغیرہ میں ہے لوضاق المسجد علی الناس وبجنبه ارض ملك الرجل لواخذ منه بالقیمة کرهاً نفعاً للضرر العام وبجبراً الخاص باخذ القیمة جو زمین غصب کر کے مسجد میں داخل کی گئی اوتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں۔ جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم غاصب مستحق نار حق اللہ او حق العبد دونوں میں گرفتار ہیں۔ اون پر تو یہ لازم ہے مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً اوتنی زمین اوس سے خارج کردی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اوسکا معاوضہ دیا جائے۔ اگر صورت وہ ہو کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی زمین ہی لینا چاہتا ہو۔ معاوضہ لیکر زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ ہو تو زمین واپس کی جائیگی۔

Marfat.com

اور اوس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے پرائی زمین مسجد میں ڈال لی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵ ۔ از بمبئی لال باغ ۱۱ مسئولہ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مرسلہ مولوی نذیر احمد صاحب ۸ ار شوال المکرم ۱۳۵۱ھ

حضرات علمائے کرام ومفتیان عظام اس صورت میں کیا فرماتے ہیں۔ ایک مسجد اس طرح واقع ہے کہ اس کا دروازہ صحن مسجد سے جدا اور سطح مسجد سے بالا حصہ میں ہے دروازہ سے متصل ایک مندر ہے بلدیہ کا محکمہ تعمیرات اس طرف ایک سڑک بنا رہا ہے وہ چاہتا ہے مسجد کی اس خارج از مسجد زمین میں سے جہاں صرف دروازہ واقع ہے ایک حصہ سڑک کیلئے دیدیا جائے اور اس کے بدلے کی زمین اسی کے متصل ایسی لے لی جائے جس میں صدر دروازہ شاندار تعمیر ہونے کے علاوہ اس کے ہر دو جانب کچھ دوکانیں بھی تعمیر ہوسکیں گی۔ اس جدید دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر محکمۂ مذکور کے ذمہ ہوگی۔ جبکہ مسجد کی ملحقہ وہ زمین جو صحن مسجد سے جدا گانہ صرف دروازہ کی صورت میں ہے۔ محکمہ مذکور کو دینے سے دو فوائد مترتب ہوں گے (۱) اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ مندر بالکلیہ سڑک میں آجائے گا۔ اور ہمیشہ کیلئے بت پرستی کی جڑ بنیاد قرب مسجد سے نیست نابود ہو جائے گی جس کی موجودگی سے اس نازک زمانہ میں ہر وقت فساد وفتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ (۲) دوکانوں کے بن جانے سے مسجد کی آمدنی کا ایک سامان ہو جائے گا تو سوال یہ ہے کہ ان دو اہم فوائد کو مدنظر رکھکر بالخصوص بنیاد شرک مٹ جانے کی نیت سے اس حصہ زمین کا محکمۂ تعمیرات بلدیہ کو بالمعاوضہ دیدینا جائز ہے یا نہیں۔ تدبر سے جواب دیجئے اور اجر حاصل کیجئے۔

الجواب

ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی وقف کی ہیئت کا بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ لایجوز تغیر الوقف عن ہیأتہ عامہ کتب معتبرہ میں موجود ہے بعض متون کی اس عبارت سے کوئی دھوکا نہ کھائے مثلاً تنویر الابصار میں فرمایا جعل شیٔ من الطریق مسجد اجاز کعکسہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجدیت باطل کر کے گزرگاہ بنادی جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مسجد کے کسی جز کو بحالہ رکھ کر وقت حاجت فقط ممر انسان غیر محدث بحدث اکبر ٹھہرالیا جائے درمختار میں فرمایا (کعکسہ) ای کجواز عکسہ وھو ما اذا جعل فی المسجد ممر لتعارف اھل الامصار فی الجوامع وجاز لکل احد ان یمر فیہ حتی الکافر الا الجنب والحائض والدواب پھر یہ جواز بھی مختلف فیہ ہے اور وہ بھی بہر حال نہیں بلکہ وقت ضرورت وعند الحاجت رد المحتار میں فرمایا قولہ کعکسہ فیہ خلاف کما یاتی تحریرہ وھذا عند الاحتیاج کما قیدہ فی الفتح رد المحتار میں تتارخانیہ اس میں فتاویٰ ابو اللیث سے تو اس کا عدم جواز نقل کیا اور اسی کو تتارخانیہ میں صحیح فرمایا اور فتاوی عتابیہ اوس

Marfat.com

میں خواہرزادہ سے یہ نقل فرمایا کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد وسیع زائد از حاجت تو راستہ میں مسجد سے زیادت جائز ہے اور چونکہ اسی پر متون کا اطباق تھا تو اسی کو معتمد بتایا عبارت یہ ہے فی التتارخانیۃ عن فتاوی ابی اللیث وان اراد اھل المحلۃ ان یجعلوا شیئا من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لھم ذلک وانہ صحیح ثم نقل عن العتابیۃ عن خواھرزادہ اذا کان الطریق ضیقا والمسجد واسعا لایحتاجون الی بعضہ تجوز الزیادۃ فی الطریق من المسجد لان کلھا للعامۃ اھ والمتون علی الثانی فکان ھو المعتمد۔ اس میں غیر جنب و حائض و نفسا مسلمان اور کافر ذمی کے مرور کی حرمت بوجہ ضرورت ساقط ہو گی۔ جمیع احکام مسجد اوس سے ساقط نہ ہوں گے۔ اوسی میں ہے تسقط حرمۃ المرور فیہ للضرورۃ لکن لا تسقط عنہ جمیع احکام المسجد فلذا لم یجز المرور فیہ لجنب ونحوہ کما فی جدالممتار میں فرمایا۔ تخذ فی المسجد ممرا ای تمر فیہ المارۃ مع بقاء المسجدیۃ وحفظ الآداب فلا یحل دخول جنب ولا حائض ولا نفساء وادخال دابۃ کما فی شرح خاص علیہ فی التبیین والبحر وغیرھما مسجد کی مسجدیت کسی مصلحت کیلئے باطل نہیں ہو سکتی جو زمین مسجد ہو چکی بجمیع اجزائہ ابدا مسجد رہے گی رد المحتار میں فرمایا المسجد لایخرج عن المسجدیۃ ابدا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶ ۔ ازگورکھپور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب مذکور

سوال۔ کیا حکم ہے شریعت غرا ملت بیضاء کا صور مسئولہ میں۔

(۱) دروازہ احاطۂ مسجد کی بام نما توسیع بلا ضرورت سخت مع انہدام کوٹھری کرایہ مسجد بزر یہ کثیر موقوفہ مسجد جائز ہے یا نہیں۔

۲۔ دروازہ احاطۂ مسجد کی تحویل و توسیع میں ہے جبکہ تحویل میں مسجد کی آمدنی کا اضافہ ہو اسطرح پر کہ اسکی جگہ پر ایک اور کوٹھری بنادی جائے اور توسیع میں جبکہ نقصان ہو اس طرح پر کہ بجائے تعمیر انہدام کوٹھری لازم آتا ہے مگر اس کی مکافات دروازہ پر کوٹھری بناکر کی جاوے بظاہر مع عدم مکافات کرایہ توسیع عمل کیا جاوے۔

الجواب

بے ضرورت و حاجت و مصلحت اپنے روپے کا صرف کرنا بھی نہ چاہئے نہ کہ وقف کا مال۔ اگر تحویل باب میں نفع ہو یا مصلحت و ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں۔ یونہیں اگر توسیع کی حاجت ہو تو توسیع بھی کی جا سکتی ہے۔ جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ وقف کے روپیہ سے بھی کر سکتے ہیں جبکہ وہ روپیہ تعمیر کیلئے ہو اور اگر تعمیر کیلئے نہ ہو تو شرط واقف کے خلاف صرف نہیں کر سکتے کہ شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہے مسجد کا اگر کوئی

Marfat.com

متولی ہے تو وہ کریگا ورنہ اہل محلہ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے لوحول اھل المحلۃ باب المسجد من موضع الی موضع اخر جاز عامہ کتب فقہ میں ہے شرط الواقف کنص الشارع مگر سوال ۱ میں جبکہ بلا ضرورت کا لفظ ہے نیز یہ کہ بجائے نفع کے مسجد کا نقصان ہے پھر یہ کہ شرط واقف کا خلاف بھی ہے وقف کو اوسکی ہیئت سے بدلنا بھی ہے توکسی طرح یہ توسیع ہرگز جائز نہیں کتب معتبرہ میں ہے لایجوز تغییر الوقف من ھیأتہ فلا یجعل الدکان خانا الخ جو ایسا کرینگے وہ زر مسجد کے بھی ذمہ دار ہوں گے اور اون کے ذمہ لازم ہوگا کہ جیسی دوکان پہلی تھی ویسی ہی کر دیں۔ یہاں تو دوکان سرے سے اوڑا ہی دی وقف کی تغیر ہیئت تو جائز ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا اگرچہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہو جیسے دوکان سے بھی مقصود کرایہ ہے تو یہ جائز نہیں کہ دوکان کو حمام کر دیا جائے لان شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ نہ کہ خلاف مقصود اور وہ بھی بالکل بے سود نہ صرف بے سود بلکہ بجائے نفع نقصان موجود۔ یہ اوس صورت میں ہے جبکہ وہ دوکان مسجد پر وقف ہو مسجد کی دوکان ہونا اور بات ہے اور مسجد پر اوس کا وقف ہونا اور بات ہے اور اگر وہ مسجد پر وقف نہیں تو توسیع کر سکتے ہیں جبکہ اوس کی حاجت ہو اور جبکہ وقف کا روپیہ تعمیر کیلئے ہو اور اگر وہ تعمیر کیلئے نہ تھا اور مصرف کا تھا جب تو بہر حال اوس روپے کی ذمہ داری صرف کرنے والوں پر ہے یعنی اگرچہ جس صورت سے توسیع جائز ہو اوسی صورت میں اوس روپیہ کو توسیع میں صرف کیا ہو۔

۲۔ جائز ہے جبکہ نفع ہو اور دروازہ جس کے بجائے دوکان ہوئی فنائے مسجد سے خارج ہو فنائے مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا جیسے مسجد کا کوئی حصہ دوکان وغیرہ نہیں کیا جا سکتا یوں ہی فنائے مسجد کا بھی۔ اور اس توسیع کا حکم اوپر معلوم ہو گیا جس صورت میں جائز نہیں۔ اگرچہ اس کے بجائے دس کوٹھریاں بنا کر مکافات کی جائے۔ اگرچہ وہ دسوں کرایہ کی ہوں۔ ہرگز جائز نہیں۔ اسعاف میں فرمایا لواراد قیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حدود المسجد وفنائہ۔ قال الفقیہ ابو اللیث لایجوز لہ ان یجعل شیئا من المسجد مسکنا ومستغلا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از بریلی شہر کہنہ مسئولہ ۲۶ جمادی الآخر ۵۲ھ

عمرو نے دو درخت مسجد کے آرام کے واسطے لگائے اگر اس میں کچھ لکڑی کسی وجہ سے کٹوائی گئی تو مسجد کے اندر صرف ہونا چاہئے یا بجائے عمرو کے زید اپنے صرف میں لا سکتا ہے اپنی ملکیت بنا کر۔

الجواب

جو درخت مسجد میں لگائے ہیں وہ مسجد کے ہیں مسجد کے درخت کی لکڑی اپنے کام میں نہ عمرو لا سکتا ہے نہ زید نہ کوئی اور مسجد ہی میں صرف کی جائے گی۔ خود یا فروخت کر کے اوس کی قیمت اسعاف فی احکام الاوقاف

Marfat.com

میں ہے لو غرس فی المسجد تکون للمسجد لانہ لا یغرس فیہ لیکون ملکا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۸ ۔ از ڈلہ رنگون مرسلہ مولوی علی احمد صاحب امام مسجد ۔ ۸ ذی القعدہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اذان کی جگہ چھوڑ کر مسجد کے اندر اذان دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو فقہا کے اقوال مسطورات الذیل کے مطلوب کیا چنانچہ فتاوی قاضی خاں فتاوی خلاصہ خزانۃ المفتین فتاوی عالمگیریہ بحر الرائق شرح نقایہ برجندی فتح القدیر ان تمام کتابوں میں مندرج ہے کہ لایؤذن فی المسجد اور غنیہ فی شرح المنیہ میں ہے الاذان انما یکون فی المؤذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ فتح القدیر کے باب الجمعہ میں ہے ھو (ای الاذان) ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مرقوم ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم عمدۃ الرعایہ فی شرح الوقایہ میں ہے قول بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون ھو الثانی اور اگر جائز نہ ہو تو مقرری مؤذن ہوتے ہوئے اسکے بغیر اذن وحکم وسعت وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا شخص استہزائً سوء ادبی اذان کرتے ہوئے قہقہہ مار کے ہنستے ہوئے مسجد کے اندر کھڑے ہوکر اذان دیدیئے اور مؤذن مقرر اعادہ کرلیوے تو کیا ہے مدلل مفصل مع حوالہ کتب معتبرہ تنقیح وتوضیح فرماکر ممنون فرمائیں۔

الجواب

مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں اذان خلاف سنت ومکروہ تحریمی ہے قاطبۃً ائمہ اکرام علماء اعلام فقہاء عظام جہابذہ فخام اس کی ممانعت فرماتے آئے کتب فقہ اس سے مالامال ہیں سائل نے جو چند کتب معتمدہ کی عبارات سوال میں لکھیں اون کا صریح مطلب یہی ہے کہ مسجد میں اذان نہ کہی جائے اذان مئذنہ میں ہو یا خارج مسجد اور اقامت داخل مسجد ہو اذان حدود مسجد میں ہو کہ داخل مسجد اذان مکروہ ہے مکروہ ہے کہ اذان مسجد میں دی جائے خارج مسجد ہی اذان ہونا مسنون ہے نیز امام فخر الملۃ والدین زیلعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں فرمایا السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد سنت ہے کہ اذان منارہ پر ہو اور اقامۃ مسجد میں جو مؤذن مقرر ہے اس کے ہوتے ہوئے بے اوسکی اجازت دوسرے کو اذان کہنا گویا اوس کی حق تلفی کرنا ہے ایسا نہ چاہئے خصوصاً اس طرح کہ اوس کے ساتھ اس سے استہزاء مقصود ہو اوس کی ایذا منظور ہو ایسا شخص یقیناً گنہگار اور مؤذن کے حق میں گرفتار ہے اوس مسخرہ پر اس مسخرہ کا بار ہے اوس کے سر ناحق ایذاء مسلم اور مسجد میں قہقہہ کی کا الزام سوار ہے حدیث میں ناحق ایذاء مسلم کو ایذاء اللہ وایذاء رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمایا ہے

Marfat.com

والعیاذ باللہ تعالیٰ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ اذان کے ساتھ استہزاء تو کفر ہے اوس نے یہ استہزاء مؤذن کیساتھ کیا یہاں اذان کے ساتھ استہزا کا تو کوئی محل سمجھ میں نہیں آتا مؤذن کو اوسی اذان کا اعادہ ہی چاہئیے تھا جو خلاف سنت مسجد کے اندر کہی گئی کہ مسجد کے اندر کی اذان سے غالبًا یا تو بالکل ہی اعلام حاصل نہ ہوگا یا بروجہ کافی اور اذان نہیں مگر برائے اعلام اسی لئے اگر کوئی آہستہ آہستہ اذان کہے جس سے اعلام حاصل نہ ہو اوس اذان کا اعادہ کرنا ہوگا تو جیسے اوس اذان کا اعادہ چاہئیے یونہیں اس کا بھی اذان کے سنن سے ہی یہ ہے کہ ایسی جگہ کہی جائے جو اسمع للجیران ہو مبسوط امام سرخسی میں فرمایا یؤذن المؤذن حیث یکون اسمع للجیران لان المقصود اعلامھم ویرفع صوتہ لان الاعلام لا یحصل الا بہ اور اگر اذان مسجد کے باہر صحن میں کہی تو اگرچہ اس صورت میں اعلام میں کوئی نمایاں کمی نہ ہوگی مگر خلاف سنت و مکروہ ہے لہذا اعادہ چاہئیے۔ اوس شخص پر لازم ہے کہ مؤذن سے جس کے ساتھ تمسخر کیا ناحق ایذا پہنچائی معافی مانگے اور مولیٰ عزوجل کی جناب میں توبہ کرے کہ تمسخر حرام ہے اوس میں حق اللہ و حق العبد دونوں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹ مرسلہ نذیر احمد منظفر پوری ڈاکخانہ بیدیہ بائی ضلع ہگلی بشرف ملاحظہ حضرت قبلہ مفتی اعظم جناب مولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب دامت برکاتہم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) ایک مسجد بہت پرانی ہے نئے سرے سے بنوانے کی تجویز پر شہید کی گئی اب چند لوگوں کی رائے ہے کہ ایک درجہ مسجد کا پیچھے یعنی پچھم کی طرف چھوڑ دیا جائے حجرہ یا حوض یا غسلخانہ وغیرہ بنانے کے خیال سے اور پورب کی طرف ہٹ کر مسجد بنائی جائے آیا اصل مسجد کی جگہ جماعت خانہ کی چھوڑ کر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں اور اس جگہ کو کسی اور کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں اور اگر مسجد مسجد ہی رہے گی دوسرے مصرف میں اس کی جگہ نہیں لا سکتے تو جو لوگ کسی اور کام میں مسجد کی جگہ لانے پر اڑے ہوئے ہیں اور پورب میں ہٹ کر نئی مسجد بنانے پر تلے ہوئے ہیں تو اس صورت میں عامہ مسلمین کو حق بامن و امان روکنے کا شرعًا حاصل ہے یا نہیں نیز اس پر اصرار کہ مسجد اپنی اصل ہی جگہ پر بنے اس کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب

جو جگہ مسجد بمعنی موضع صلاۃ وقف ہو چکی اوسے کسی دوسرے کام میں لانا حرام اشد حرام ہے وہ ابدا نماز و ذکر خدا ہی کیلئے ہے وہاں حجرہ یا حوض و غسلخانہ بنانا خانۂ خدا کی توہین اور اس کی ویرانی ہے جو لوگ اس پر اڑے ہیں وہ بیت اللہ کی توہین کرنے کرانے پر اڑے ہیں اونھیں ہر ممکن مگر جائز طور پر اس

Marfat.com

شنیع کام سے روکا جائے ہر مسلمان پر اونھیں اس خبیث حرکت سے باز رکھنے کی سعی فرض ہے دالان وہیں بنے یا پورب کی طرف ہٹ کر بنے مگر یہ ہر جگہ ہرگز کسی دوسرے کام کیلئے نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ کام ایسا ہی ہو جس میں توہم توہین و تلویث بھی نہ ہو غسلخانہ تو غسلخانہ ہے یوں ہی حوض و حجرۂ مسجد تو مسجد کسی وقف کو اوس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں شرط واقف کا اتباع مثل اتباع نص شارع واجب ہے کتب معتمدہ معتبرہ میں تصریح ہے شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب الاتباع والعمل ونیز تصریح ہے لایجوز تغییر الواقف عن هيئته فلا يجعل الدكان خانا الخ مسجد کا تو ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس میں توہم اہانت و تلویث ہو نہ کہ اوسے حوض و غسلخانہ کر دینا۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ناجائز یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی گمی چیز وہاں دریافت کرے تو اون سے بجائے بتانے کے یہ کہا جائے لا ردھا اللہ علیك خدا تیری گمی چیز تجھے نہ ملائے۔ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ اوسے موضع صلاۃ و ذکر جس کیلئے وہ بنی تھی اوس سے نکال کر اوس کی یہ حرمت باطل کر کے جو بات حرام تھی اوس کے لئے کر دینا وہ لوگ جو اس شنیع ارادہ و نیت پر اڑے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں اگر خود واقف بعد تمام مسجدیت ایسا کرنا چاہتا ہے ہرگز نہ کر سکتا متولی ہوتا تو اوس کی تولیت توڑ دی جاتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰ ۔ از ہٹیہ مدنپورہ بنارس مرسلہ عبدالرحمن صاحب معرفت عبدالجبار عبدالغنی صاحبان ۳ محرم الحرام ۵۲ھ

مکرمی قبلہ از خادم عبدالجبار دست بستہ آداب خادمانہ قبول ہو اس استفتا کے جواب کی اشد ضرورت ہے جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد تحریر کریں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد سے ملحق ایک چبوترہ افتادہ ہے جسے اکثر حضرات زید کا جانتے ہیں مگر متولی مسجد نے چبوترہ پر وضو کیلئے ایک حوض بنوا دیا اور پانی کا ٹانکا بھی رکھ دیا اب نمازی لوگ اسی چبوترہ کو فرش مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں تو زید راضی نہیں ہے اور کہتا ہے کہ زمین ہماری ہے لیکن لوگ دلیل میں رشید احمد گنگوہی کے فتاوی ج ۳ صفحہ ۹۶ کی یہ عبارت کہ در حالت تنگی و ضرورت جبراً جگہ لیکر مسجد میں بڑھانا درست ہے پیش کرتے ہوئے جبریہ اوس چبوترہ کو مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ضروری سوالات دریافت طلب مندرجہ ذیل ہیں۔

اول یہ کہ چبوترہ مذکورہ جبریہ مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسجد سے ملی ہوئی زمین جو کہ دوکان کیلئے موجود ہے اسے نہ شامل کیا جائے اور جبریہ زید کا چبوترہ لے لیا جائے تو اس مسجد میں کسی کی نماز ہوگی۔ اور یہ کہ چبوترہ مذکورۂ بالا پر بغیر رضامندی زید وضو کرنا درست ہے یا نہیں اگر نادرست ہے تو ایسے وضو سے نماز درست ہوتی ہے فقط بینوا توجروا۔

Marfat.com

موقع کی حالت سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہے

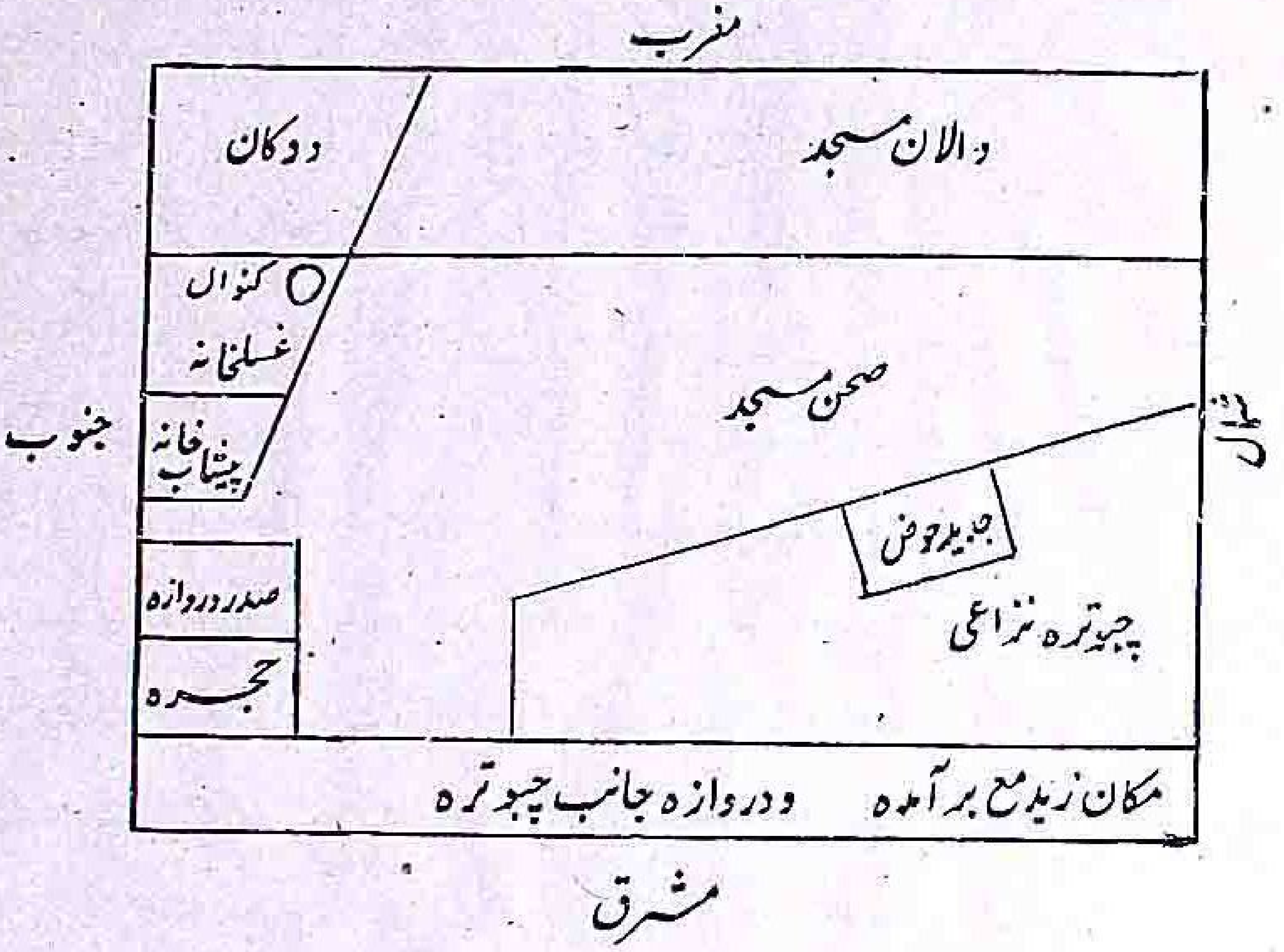

الجواب

جبکہ وہ چبوترہ مسجد کا نہیں۔ زید کا مملوک ہے تو اوس میں بلا اجازت زید حوض بنانا متولی پر حرام تھا اوس نے ظلم کیا۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ زمین مسجد کی نہیں ملک غیر ہے اور وہ اس سے راضی نہیں کہ وہاں وضو کیا جائے اونہیں وہاں وضو کرنا حلال نہیں۔ اگرچہ یہ وضو ہو جائے گا مگر بے اجازت مالک اوس کی زمین میں وضو کرنے کا الزام ان کے سر ضرور ہوگا۔ متولی پر لازم ہے کہ حوض وہاں سے ہٹائے پانی کی ٹنکی وہاں سے اٹھائے۔ جو لوگ چبوترہ کو زبردستی مسجد میں جبرًا شامل کرنا چاہتے ہیں بحالیکہ مسجد کو ضرورت نہیں۔ یا اوسکی ضرورت اوس کی اپنی زمین پوری کرسکتی ہے جسے ان لوگوں نے دوکان بنانے کیلئے رکھ چھوڑا ہے تو وہ لوگ ظالم جفا کار ستمگر زیاں کار ہیں حق اللہ و حق العبد میں گرفتاری کو طیار ہیں۔ یہ حکم کہ دوسرے کی زمین کرایہ لی جاسکتی ہے اوسی وقت ہے جب اسکی حاجت ہو بے حاجت وضرورت ہرگز یہ حکم نہیں۔ گنگوہی نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو بہرحال پرائی زمین دباکر مسجد میں شامل کردو اوس کے لفظ بھی یہ ہیں درحالت تنگی وضرورت۔ ہاں اگر واقعی مسجد کی وسعت کی ضرورت ہے اور جتنی وسعت کی حاجت ہے وہ اوس کو شامل کرنے پر بھی حاصل نہیں ہوسکتی جس میں دوکان چاہی جاتی ہے۔ یا وہ کلی کی زمین برائے دوکان ہی واقف نے رکھی ہے۔ دوکان کی شرط کرلی ہے۔ تو اس صورت میں قدر ضرورت وحاجت بازار بھاؤ سے اوس زمین کی قیمت دے کر مسجد میں شامل کرسکتے ہیں خواہ زمین والا خوش خاطر بیچے یا ناگواری کے ساتھ لینے کے یہ معنی نہ سمجھ لئے جائیں کہ وہ دے یا نہ دے زبردستی اوسکی زمین جبرًا اوس سے

چھین کر مسجد میں شامل کر دو بلکہ یہ معنی ہیں کہ اوسکی قیمت اوسے دی جائے اور وہ زمین مسجد میں داخل کرلی جائے۔ بیچے وہ بخوشی یا باکراہ۔ ناگواری کے ساتھ اکثر کتب معتبرہ معتمدہ فقہیہ میں یہ مسئلہ مصرحہ ہے مثلاً مجمع الانہر میں ہے لوضاق المسجد علی المصلین وبجنبہ ارض لرجل یوخذ ارضہ بالقیمۃ ولوکرھا جس صورت میں اوس چبوترہ کا مسجد میں بے اجازت زید داخل کرنا ناجائز ہے اوس صورت میں اوتنے حصہ میں نماز مکروہ ہوگی کہ وہ زمین مغصوب ہوگی باقی مسجد تو مسجد ہے اوس میں اس سبب سے کہ ایک حصہ غصباً داخل کیا گیا ہے کیوں مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد کالوپور پانچ پٹی بالی باڑی مسجد گجرات مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک مسجد کے صحن میں مسجد کی زمین میں ایک قبر تھی اس صحن کو مسجد اونچی کرنے کیلئے اونچا کیا گیا اوس کے ساتھ قبر بھی اونچی کی گئی پھر مسجد کو اونچی کرنے کی ضرورت پڑی اس مرتبہ اس قبر کے چاروں طرف اینٹ کی دیوار قبر سے کچھ اونچی چن لی گئی اور اوپر سے بند کر دی گئی۔ اور قبر اندر سے محفوظ ہوگئی اور اوپر سے تمام صحن برابر کر دیا گیا اب عرض یہ ہے کہ (۱) اس جگہ پر جس کے نیچے قبر ہے پتھر کا تعویذ رکھنا اور اس کے آس پاس کٹھرا بنانا جائز ہے یا نہیں (۲) صحن کی اس جگہ میں جسکے نیچے قبر ہے چلنا پھرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

مسجد کی زمین میں قبر کا اگر یہ مطلب ہے کہ نفس مسجد میں وہ قبر بنائی گئی تو یہ حرام کام ہوا۔ جن لوگوں نے ایسا کیا وہ سخت گنہگار ہوئے اور اگر یہ مطلب ہے کہ قبل مسجدیت اوس زمین میں کوئی قبر تھی پھر اوس قطعہ کو مسجد بنایا گیا تو جتنی زمین میں قبر ہے وہ مسجد سے مستثنیٰ وہ مسجد نہیں صحن بلند کیا گیا اور سطح برابر کرنے کیلئے قبر کے اردگرد قبر سے کچھ اونچی دیوار چن کر اوپر سے پاٹ کر قبر اندر کر دی اس میں کوئی حرج نہیں اچھا کیا۔ اوس جگہ جس کے نیچے قبر چھپ گئی ہے نماز میں کچھ حرج نہیں جبکہ پٹاؤ قبر سے ملاصق نہ ہو قبر سے جدا ہو۔ وہاں آنا جانا کھڑا ہونا نماز پڑھنا سب جائز ہے کہ وہ قبر نہیں قبر اوس کے نیچے ہے۔ وہاں کٹھرا نہ لگایا جائے کہ اس سے مقصد فوت ہوگا۔ یہ عمل تو اسی لئے کیا گیا کہ صحن مسجد کی سطح مستوی ہو اور صفوف متصل ہوں بیچ بوجہ قبر قطع صف نہ ہو کٹھرا لگایا جائے گا تو یہ سارا کیا دھرا ملیا میٹ ہو جائے گا یوں ہی نشان ہرگز نہ بنایا جائے اوس جگہ نشان قبر اگر رکھنا ہو کہ لوگ جان سکیں کہ یہاں قبر ہے فاتحہ ایصال ثواب کر سکیں تو کوئی ایسا نشان بنائیں جو سطح سے بلند نہ ہو کہ قطع صف کرے یا ٹھوکر ہو سکے۔ نہ ایسا ہو کہ لوگ اس چھت ہی کو قبر سمجھ لیں اور وہاں نماز پڑھنے آنے جانے کھڑے ہونے سے رکیں اوتنی جگہ کو رنگ سے ممتاز کر دیں۔ سارے صحن کا ایک رنگ ہو اوتنی جگہ کا دوسرا رنگ

Marfat.com

اور ایک تختی لٹکا دی جائے کہ یہاں ایک قبر ہے جو پٹاؤ کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۔ از شاہ پور مسئولہ عبدالحسین خاں صاحب معرفت حاجی غلام حسین صاحب ساکن ملوک پور بریلی۔
۱۶ رجمادی الاولیٰ ۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ یہاں چند گھر مسلمان حلال خور (بھنگی) ہیں بعض کی صرف عورتیں پائخانہ کماتی ہیں اور بعض مرد وعورت دونوں یہ پیشہ کرتے ہیں لیکن یہ لوگ پابند صوم وصلوۃ بھی ہیں اور پاک وصاف ہوکر مسجدوں میں فریضہ نماز باجماعت ادا کرنے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ مذہب کا خون کرنے پر تل گئے ہیں یعنی یہ کہ ان مسلم حلال خوروں کو جمعہ وجماعت اور عیدین کے لئے مسجدوں میں نہیں جانے دیتے لہٰذا ازروئے شریعت مطہرہ بیان فرمائیے کہ کیا واقعی شریعت کا یہ حکم ہے کہ مسلم حلال خوروں کو داخلۂ مسجد سے روکا جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو روکنے والوں کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جو مسلمان باطہارت ونظافت مسجد میں آئے اوسے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ کسی قوم کا ہو۔ مذہب اسلام چھوت نہیں رکھتا۔ یہ ہندوؤں کا مذہب ہے جب وہ بھنگی پاک کپڑوں پاک جسم سے مسجد میں آتے ہیں تو جو لوگ اونھیں روکتے ہیں محض اس لئے کہ وہ پیشہ خبیث کرتے ہیں خود مجرم اور ظالم ہیں ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا سے ڈریں توبہ کریں۔ اون بھنگیوں کو حلال خور ع سوال میں لکھا حالانکہ وہ حلال خور نہیں اونھیں حرام خور کہیں تو بجا ہے وہ کسب خبیث حرام ہے اور اس کی اجرت غیر طیب اون پر فرض ہے کہ وہ اس خبیث پیشہ کو ترک کریں جب تک وہ اسے ترک نہ کریں مسلمان اون سے میل جول رکھیں ملیں جلیں نہیں۔ یہ چھوت کیلئے نہیں۔ بلکہ سزا مگر مسجد سے روکنے کا اونھیں کوئی استحقاق نہیں جبکہ وہ پاک کپڑوں پاک جسم سے آتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۔ از سرائے خام مدرسہ اشاعت العلوم مرسلہ علی حسین بریلی مؤرخہ ۲۷ ربیع الثانی ۵۴ھ

علمائے اسلام اور دیانت وتقویٰ شعار اہل علم کی توجہ ذیل کے معاملہ کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے امید ہے کہ احکام شرعی صادر فرمائے جاوینگے۔

لاہور میں مسجد شہید گنج کی تحریک نے اب ایک پیچیدہ صورت اختیار کی ہے کیونکہ بعض مسلمانوں نے اس سے اختلاف کرنا شروع کیا ہے جن کو عام مسلمان لاہور غدار وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں

ع حلال خور غالباً انھیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ مردار خور نہیں ہوں گے۔

Marfat.com

اس تحریک کو بیکار قرار دیتے ہیں جس کی بنا پر عام مسلمانوں میں یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔

ع۱۔ آیا مسجد شہید گنج کو شرعاً مسجد قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں اور جب اوس کو سکھوں نے گورنمنٹ پنجاب کی اعانت وحفاظت میں گرایا ہے تو کیا اس زمین کو اب مسجد کا حکم حاصل ہے یا نہیں۔

ع۲۔ اس کی حفاظت کے جذبہ میں سرشار ہو کر جن مسلمانوں نے اس کے گرانے کو اپنے مذہب پر اور اسکے ضمن میں اپنی مذہبی عزت پر ایک شدید حملہ سمجھا اور بہ حیثیت مسلمان اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے مسجد شہید گنج میں جانا چاہا اور بصورت ممانعت بطور احتجاج راستہ پر بیٹھ گئے اور محض اس جرم کی پاداش میں کہ مسجد اور اپنی عزت کی حفاظت کی غرض سے وہ راستہ پر سے نہ ہٹتے تھے ان پر آتش باری کی گئی جس سے ان پر امن نہتوں کی جانیں تلف ہو گئیں آیا وہ شرعاً شہید ہیں یا نہیں۔

ع۳۔ مسجد مذکور کو موجودہ قانون مسلمانوں کے حوالہ کرانے میں اپنے آپ کو عاجز بتاتا ہے اس لئے عدالت اس امر میں مسلمانوں کی مدد نہیں کر تی لیکن مسلمانوں میں یہ مقدرت ضرور ہے کہ وہ اس کارروائی کے خلاف زبانی احتجاج کریں پر امن مظاہرے کر کے مخالفین کو مجبور کریں کہ وہ توہین مسجد سے باز آجائیں ان کی یہ کارروائی ان کے لئے باعث ہلاکت نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کوئی تکلیف جرمانہ یا قید کی اس کے مقابلہ میں ان کو پہنچے گی بھی تو وہ قابل برداشت ہو گی اس لئے اس بارے میں پر امن احتجاج اور مظاہرے کرنا مسلمانوں کیلئے من حیث المذہب ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

لاہور کی مسجد شہید گنج ہو یا کہیں کی کوئی مسجد جو مسجد ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مسجد ہے اوس کی مسجدیت کبھی کسی وقت نہیں جا سکتی مسجد کے شہید کر دینے سے اوسکی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی سکھوں نے شہید کی ہو یا کسی نے وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی عیاذاً باللہ کافروں کے قبضہ میں مسجد آجانے سے کسی کے نزدیک اوس کی مسجدیت نہیں جاتی کعبہ برسہا برس قبضہ کفار میں رہا جس کے گرداگرد مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہر دن ایک نئے بت کی پوجا کرتے اس قبضہ سے کعبہ غیر کعبہ نہیں ہو گیا وہاں بتوں کے نصب کرنے اور پوجا ہونے سے قبلہ بت خانہ نہیں بن گیا وہ جیسا خالصاً للہ تعالیٰ برائے قربت وطاعت الٰہی پہلے تھا یوں ہی جب رہا یوں ہی اب ہے یوں ہی ابد الآباد تک رہے گا۔ اسی طرح مسجد کا وہ بقعہ طاہرہ جو خالصاً للہ تعالیٰ برائے طاعت وقربت وقف کیا گیا وہ جب مسلمانوں کے قبضہ میں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی سکھوں کے قبضہ میں چلے جانے کے بعد رہا۔ ویسا ہی مسجد کی عمارت شہید ہو جانے کے بعد اب ہے اصل مسجد تو وہ موضع صلوٰۃ ہے عمارت ہو یا

Marfat.com

نہ ہو جگہ مسجد ہوگئی مسجد ہی رہے گی الا عند محمد فی بعض الصور و ھذہ لیست منتھا عنایہ
میں فرمایا فی زمان الفترۃ قد کان حول الکعبۃ عبدۃ الاصنام ثم لم یخرج موضع الکعبۃ بہ ان
یکون موضعاً للطاعۃ و القربۃ خالصاً للہ تعالیٰ فکذلک فی سائر المساجد۔ مسجد کی ابدیت ان بعض
کتب معتمدہ کی ان عبارات سے روشن حاوی قدسی و تنویر الابصار و درمختار میں ہے ولو خرب ما حولہ
و استغنی عنہ یبقی مسجداً عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعۃ و بہ یفتی رد المحتار میں ہے۔
قولہ ولو خرب ما حولہ الخ ای ولو مع بقائہ عامرا و کذا لو خرب ولیس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی
الناس عنہ لبناء مسجد اخر اوسی میں بحر و فتح و مجتبیٰ و حاوی سے تائیدیں لیتے ہوئے فرمایا قولہ عند
الامام و الثانی فلا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد اخر سواء کانوا یصلون فیہ
اولا و ھو الفتوی حاوی القدسی و اکثر المشائخ علیہ مجتبی و ھو الاوجہ فتح اھ بحر اذا خرب المسجد
وفی الفتاوی اذا خربت القریۃ التی فیھا المسجد وجعلت مزارع و خرب المسجد ولا یصلی فیہ
احد فلا بأس بان یأخذہ صاحبہ و یبیعہ و ھو قول محمد و عن ابی یوسف لا یعود الی ملک البانی
ولا الی ملک ورثتہ و ھو مسجد ابداً البحر الرائق پھر شامی میں ہے علم ان الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد
وعلی قول ابی یوسف فی تأبید المسجد۔ رد المحتار میں ہے ان الفتوی علی ان المسجد لا یعود میراثا ولا یجوز
نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر حاشیہ علامہ سیدی ابن عابدین علی الدر میں ہے ای قولہ ینصرف مفرع علی
قول الامام و ابی یوسف ان المسجد اذا خرب یبقی مسجدا ابدا۔ اوسی میں ہے علمت ان المفتی بہ قول
ابی یوسف انہ لا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد اخر کما مر عن الحاوی فتاوی حجہ پھر مضمرات پھر ہندیہ میں فرمایا
لو صار احد المسجدین قدیما و تداعی الی الخراب فاراد اھل السکۃ بیع القدیم و صرفہ فی المسجد الجدید
فانہ لا یجوز اما علی قول ابی یوسف فلان المسجد وان خرب واستغنی عنہ اھلہ لا یعود الی ملک البانی
و اما علی قول محمد و ان عاد بعد الاستغناء ولکن الی ملک البانی و ورثتہ فلا یکون لاھل المسجد علی
کلا القولین ولایۃ البیع و الفتوی علی قول ابی یوسف انہ لا یعود الی ملک مالک ابدا۔ ان عبارات
سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و آشکارا ہوا کہ مسجد شہید گنج مسجد ہی ہے بستی کے مسلمان او سے و
تو وہ ہے کسی ایسی مسجد کو جو بوجہ قدامت بوسیدہ وخراب ہو چکی ہوتی جس سے استغنا ہو گیا ہوتا غیر آباد
ہوگئی ہوتی ویرانہ میں پڑ گئی ہوتی ایسی مسجد کو بھی فروخت نہیں کر سکتے مسجد شہید گنج کو مسلمان سکھوں یا
کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تو بھی وہ بیع نہ ہو سکتی۔ وہ ہزار بار اگر فروخت کی جائے تو بھی وقف ہی
ہے۔ ع۔ ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں۔ مسلمانوں کی شامت اعمال کہ ہر معاملہ میں کچھ نہ کچھ لوگ کسی نہ ک

Marfat.com

وجہ اپنی ذاتی غرض و منفعت یا محض خوشامد میں اختلاف کا علم اوٹھا لیتے ہیں یہ بات بھی کوئی اختلاف کی تھی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اپنی جہالت سے اسلام و مسلمین کو نقصان پہنچاتے علیہ کفر و کافرین کا موجب ہوتے ہیں کفار کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

گورنمنٹ کا قانون کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کرے گی کبھی دست انداز نہ ہوگی۔ مگر ایسے ہی لوگ ہیں جو حکومت کو اپنے بدعمل سے فریب دیتے ہیں اور اوس معاہدہ کی خلاف ورزی کرکے گورنمنٹ کو بدنام کراتے ہیں۔ رعایا میں بداعتمادی پھیلاتے ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ گورنمنٹ اوس قانون معاہدہ کے ہوتے ہوئے مسجد کو مسجد جانتے ہوئے کیونکر مسلمانوں کو اوس سے روکتی اور مسلمانوں کی عبادت گاہ سکھوں کو شہید کرنے دیتی اور سکھوں کی حفاظت کرکے جو مسجد کو شہید کرتے ہیں اون کی امداد و اعانت کرتی۔ جب تک او سے ایسے ہی لوگوں نے کوئی سخت خطرناک فریب نہیں دیا۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے کو گورنمنٹ نے یہی باور کرایا ہو کہ اب وہ مسجد نہ رہی ایک فریب اور بھی مسموع ہوا ہے کہ جسے مسجد شہید گنج کہا جاتا ہے یہ درحقیقت مسجد نہیں۔ مسجد نما ایک عمارت ہے جو کسی قاضی کی کچہری تھی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان دشمنان عقل و خرد کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان کوئی عمارت مسجد نما نہیں بناتے کیا کوئی اور عمارت ایسی دکھائی جا سکتی ہے جو مسجد نما ہو مسجد نہ ہو کی کچہری کی بھی ایک ہی ہوئی۔ ان جہلا کو کیا معلوم کہ پہلے مقدمات و مجالس نکاح وغیرہ امور مساجد ہی میں کرتے خود زمان برکت نشان حضور سید الانس والجان میں یہی تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کیا اس سے وہ مسجدیں مسجدیں نہ رہیں۔ قاضیوں کی کچہریاں ہوگئیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مساجد بیوت اللہ ہیں اللہ کے دین کا شعار عظیم ہیں اور کسی شعار دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ ہتک ہرگز مسلمان برداشت نہیں کر سکتے بیشک بیشک شعار دین پر حملہ دین پر حملہ ہے مسلمانوں کی ذاتی ہی عزت پر حملہ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی دینی عزت پر بھی جس پر مسلمان اپنی عزت و آبرو اپنی جان و مال تن من دھن سب کچھ قربان کردینے کا سچا جذبہ رکھتے ہیں اور جو بن پڑنے اور جس کی اون کا دین و مذہب اجازت دے وہ سب کچھ کر گزرنے کو تیار رہتے ہیں۔ مسجد شہید گنج یقیناً شعار دین ہے مسجد کی حفاظت و صیانت فرض مبین ہے جہاں تک جس جائز طریقہ سے ہو کرنا نا گزیر ہے کلیجہ اوس مسلمان کہلانے والے کا دیکھو جو اون مسلمانوں کو جنھوں نے مسجد کی حفاظت و صیانت چاہی گورنمنٹ کے خلاف ہاتھ اوٹھانا کیسا لب تک نہ ہلا یا اور مسجد کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کرکے وہ شعار دین پر اپنی قربانیاں چڑھا دیں اللہ کے راستہ میں اپنی جانیں نثار کیں انھیں حرام موت مرنے والا کہے۔ حدیث تو ارشاد فرمائے من قتل دون

مالہ فھو شہید و من قتل دون دمہ فھو شہید و من قتل دون دینہ فھو شہید و من قتل دون اھلہ فھو شہید اور یہ برخلاف حکم حدیث کہے نہیں نہیں جو مسجد کی حفاظت وصیانت میں مارے گئے وہ شہید نہ ہوئے۔ حدیث فرماتی ہے اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے گھر والی یا کسی قرابت والے کی حرام سے حفاظت میں بلکہ اپنے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ شہید ہے دین کی حفاظت تو دین کی حفاظت ہے تیسیر شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح میں علامہ مناوی قدس سرہٗ یوں فرماتے ہیں من قتل دون مالہ ای عند دفعہ من یرید اخذہ ظلماً فھو شہید ای فی حکم الاخرۃ لا الدنیا ومن قتل دون دمہ ای فی الدفع عن نفسہ فھو شہید و من قتل دون دینہ ای فی نصرۃ دین اللہ والذب عنہ فھو شہید و من قتل دون اھلہ ای فی الدفع عن بضع حلیلتہ او قریبتہ فھو شہید فی حکم الاخرۃ لا الدنیا لان المؤمن محترم ذاتاً و دماً و اھلاً و مالاً فاذا ارید منہ شیٔ من ذلک جازلہ الدفع عنہ فاذا قتل بسببہ فھو شہید۔ جو ان لوگوں کو حرام موت مرنے والا بتاتا ہے اوس کے طور پر یہی نہیں بلکہ جو مسلمان اوان پر یا قربانی گاؤ پر شہید ہوتے رہے وہ سب بھی حرام موت مرے اور یہی نہیں بلکہ تیرہ سو برس کے اندر جتنے لوگ اپنا فرض ادا کرتے ہوئے مارے گئے وہ سب معاذ اللہ ایسی ہی حرام موت مرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قرامطہ ملعون نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا ہزارہا حجاج کو قتل کیا جن میں بڑے بڑے حضرات علما بھی تھے اولیاء تھے وہ قتل ہوتے رہے اور گاجر مولی کی طرح کٹتے رہے مثلاً حضرت شیخ علی بابویہ صوفی اعلام الاعلام میں ہے لم یقطع طوافہ علی بابویہ وجعل یقول ؎ تری المحبین صرعیٰ فی دیارھم کفتیۃ الکھف لایدرون کم لبثو والسیوف تقفوہ الی ان سقط میتاً رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آنجناب نے طواف جاری رکھا تلواریں پڑ رہی ہیں اور وہ طواف قطع نہیں فرماتے وہاں سے بھاگنا کیسا طواف جاری رکھتے ہوئے یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا تری المحبین الخ تو محبوں کو ان دیار میں مدہوش پائیگا جیسے اصحاب کہف کہ انھیں خبر نہیں کہ وہ کہف میں کتنا رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے وہ صحابہ کرام جو انواع انواع آلام دیئے گئے اور سخت ایذاؤں کیساتھ قتل کئے گئے کہ اپنا فرض چھوڑ دیں اونھوں نے ساری ایذائیں تکلیفیں آلام خوشی سے برداشت کئے قتل ہونا منظور کیا مگر جسے اپنا فرض جانتے تھے نہ چھوڑا۔ یہ سب معاذ اللہ شہید نہ ہوئے بلکہ ....

.... ازالہ منکر فرض ہے اوس کے تین مرتبے حدیث میں ارشاد ہوئے کہ فرمایا من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان جو تم میں کوئی منکر دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اسکی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اسکی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ اضعف ایمان ہے مسجد جو شعار

Marfat.com

وین ہے اس کا گرانا یا کسی طرح اہانت کرنا بھی ضرور منکر اعظم ہے اور ضرور اس کا ازالہ جس طرح ہو سکے مگر جائز طور پر وہ لازم ہے مسلمانوں میں یہاں اسکی استطاعت نہ تھی کہ وہ مسجد ڈھانے والوں کو بقوت روکتے ان پر جہاد کرتے حملہ آور ہوتے تو انھوں نے ایسا نہ کیا کہ یہ اس حالت میں اسکی انھیں اجازت نہ تھی آ دوسری صورت یہ تھی کہ زبان سے احتجاج کریں اپنی حق بات کا خوب روشن طریقہ پر اثبات کریں غیروں کے باطل دعویٰ کا واضح طور پر ابطال کریں مسجدیں اور مسجد کے راستوں میں بیٹھ جائیں کہ پہلے مسجد والوں کو ختم کر دو پھر مسجد کو ہاتھ لگاؤ۔ اتنا ہجوم ایک ساتھ ایک بات بالحاح کہے شاید ان پر اثر انداز ہو۔ انھوں نے اپنا فرض ادا کرنا چاہا مضطر ہو کر شہید گنج کیطرف چلے بدنام کنندگاں حکومت نے اونھیں روکا وہ رک گئے پھر جذبہ حفاظت وصیانت سے متاثر ہو کر بڑھے پھر روکے گئے بار بار یہی ہوا آخر کار ان نہتوں پر جن سے کسی طرح کسی خطرناک کارروائی کا اندیشہ صحیح نہیں تھا حکومت نے آتشبازی کی اور اللہ جانے کتنے مجروح ہوئے کتنے شہید کتنی بیبیاں بیوہ ہوئیں اور کتنے بچے یتیم کتنے گھر بے چراغ ہوئے اور کتنے مکانات ماتم کدہ بن گئے۔

امر بالمعروف اور ازالہ منکر میں اگر کوئی ضرر لاحق ہو تو ترک حلال ہے لازم نہیں بلکہ کرنا افضل ہے۔ جو مسلمان اسے سنکہ کے ازالہ میں مارے گئے وہ خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح یوں ہے من رأی ای علم منکم معشر المسلمین المکلفین القادرین منکرا ای شیئا قبحہ الشرع فعلا او قولا فلیغیرہ بیدہ وجوبا شرعا او عقلا فان لم یستطع الانکار بیدہ بان ظن لحوق ضرر بہ فبلسانہ ای بالقول کاستغاثۃ او توبیخ او اغلاظ بشرطہ فان لم یستطع ذلک بلسانہ لوجود مانع کخوف فتنۃ او خوف علی نفس او عضو او مال فبقلبہ ینکرہ وجوبا بان یکرھہ ویعزم انہ لو قدر فعل وذلک ای الانکار بالقلب اضعف الایمان۔ فتاوی خلاصہ میں فتاوی صغریٰ سے ہے الامر بالمعروف یحل وان کان یلحقہ الضرر غالبا او یعلم یقینا وفی فتاوی القاضی الامام اذا رأی الرجل منکرا من قوم وھو یعلم انہ لو نھاھم عنہ قبلوا منہ فانہ لا یسعہ ان یسکت ویترک وان کان یعلم لو نھاھم لا یسمعون وسعہ ان یترک والنھی افضل وان علم انھم یضربونہ او یشتمونہ لو نھاھم وسعہ ان یترکہ۔ مسلمان اگر مجبور تھے تو اس سے کہ شہید کرنے والوں کو اپنے زور بازو سے روکیں۔ اون پر حملہ آور ہوں جہاد کریں زبانی منع کرنے اس پر فرداً فرداً احتجاج کرنے کھک کر الحاح کرنے اور دوسرے جائز طریقوں سے روکنے سے تو مجبور نہ تھے جو کر سکتے تھے اس کا کرنا تو ان کے ذمہ میں لازم و فرض تھا یا قانوناً یہ بھی منع تھا پھر جب مسلمانوں نے اپنا فرض ادا کیا اور وہ فرض ادا کرتے ہوئے حکومت کو بدنام کرنے والوں کے گڑھے ہوئے اندیشہ کی بنا پر گولیوں سے ظلماً شہید ہوئے وہ کیوں

Marfat.com

شہید نہ ہوئے اور کیوں حرام موت مرے کسی کے گھر پر کوئی ظالم قوم چڑھ آئے اور اپنی چلتی جائز طریقوں سے اپنے گھر کی حفاظت چاہے اور گھر کو ڈھانے سے باز رکھنے کی کوشش کرے اس پر انھیں ظالمین میں کی وہ جنکا تعلق حکومت سے ہو زبردستی اس مظلوم کو حکومت کا مجرم فسادی امن عامہ کو برباد کرنے والا ٹھہرا کر حکومت کو اس سے اندیشہ اور خطرہ بتا کر قتل کرلیں وہ مظلوم مرے تو حرام موت مرے کیا انصاف ہے جب اپنے گھر کی اپنے مال کی حفاظت میں جو قتل کیا جائے بحکم حدیث وہ شہید ہے۔ تو یہ تو خدا کے گھر کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ہم حکومت کو ملزم نہیں کہہ سکتے اس نے جو کچھ کیا غلط یا صحیح اندیشہ فساد کی بنا پر کیا اگر حکومت پر اس الزام کا جواب ہمارے خیال میں نہیں تو اس نے جیسے اندیشہ فساد کی بنا پر مسلمانوں کو روکا تھا یوں ہی سکھوں کو مسجد کے شہید کرنے سے کم از کم اسوقت ہی روک دیتے اور نہ اس الزام کا ہماری سمجھ میں کوئی معقول جواب ہے کہ حکومت کے ایسے لوگ جو خطرناک کارروائیاں کرگزرتے ہیں۔ حکومت ان کی تحقیقات کر کے انھیں سزا کیوں نہیں دیتی۔ اس کا ایسا اعتبار کیوں کرتی ہے کہ انھیں آئے دن ایسی غلط اور پرخطر کارروائیاں کرنے کی جرأت ہوتی ہے ہاں ایک ہی صورت ہے جس سے گورنمنٹ مسلمانوں کی اشک شوئی کرسکتی ہے وہ یہ کہ جو کچھ عمال حکومت نے دانستہ یا نادانستہ غلطی کی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچایا کافی تحقیقات کے بعد اس کا اون سے انتقام مسلمانوں کی جانب سے لے۔ اور مسجد شہید گنج مسلمانوں کے حوالہ کرے سید حبیب اور جن ناکردہ خطا لوگوں کو عمال حکومت نے بے وجہ گرفتار کیا ہے اونھیں آزاد کرے۔ دو آنکھیں خدا نے اسی مصلحت سے دی ہیں کہ دونوں جانب نظر کی جائے۔ حکام کی حمایت ضرور حکومت پر لازم ہے کہ اگر حکام کی حمایت نہ کیجائے تو حکام کام نہ کرسکیں رعایا سے اون پر اندیشہ زیادتی ہو مگر رعا کی رعایت بھی حکومت کا فرض ہے اگر وہ ادھر نظر التفات نہ کرے گی تو وہی نتیجہ ادھر ہوگا کہ حکام رعا پر ظلم توڑ دینگے اور راوں پر زیادتی کرینگے۔ جو حاکم غلطی کا ارتکاب کرے اوسے سرزنش کرنا لازم اور جیسی غلطی ہو ویسی سزا ضرور۔ گورنمنٹ جیسے اپنے معاملات میں خطا پر فوری سزا دیتی ہے اور جیسی تحقیقات کرتی ہے ویسی ہی تحقیقات ویسی ہی سزا اس خطا پر کی جائے۔ ماننا نہ ماننا اوس کے اختیار ہے ؎ مانو نہ مانو اس کا تمھیں اختیار ہے ٭ ہم نیک و بد سے آپ کو آگاہ کرچکے ٭ تقریر بالا سے روشن ہوگیا کہ مسلمانوں پر مسجد کی حفاظت و صیانت لازم ہے وہ ان کا فرض ہے جائز طریقوں سے تا حد امکان اس میں سعی کریں جو امر جائز اور مفید ہو اسے کریں اور ناجائز نامفید سے بچیں۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہو پر امن احتجاج اور مظاہرہ اگر مفید ہوں اور کرسکتے ہوں تو بے شک کریں اپنا فرض کسی کی کراہت کی وجہ سے

Marfat.com

اور کسی کی خوشنودی سے ہرگز ترک نہیں کیا جاسکتا مگر جبکہ اوس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو۔ جب قانون اس سے مانع نہیں تو کوئی اندیشہ نہیں ایسا قانون ہو بھی نہیں سکتا۔ آخر عام اضطراب اور بے چینی کا اظہار اور کس طرح ہو سکتا ہے اور حکومت کو اس کا علم اور کیسے کرایا جاسکتا ہے اگر ایسا قانون ہو تو کیا اس کے یہ معنی نہ ہونگے کہ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔ الخ ہرگز کوئی قانون ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو جائے تو جب بھی اتنا ہی ہوگا کہ لزوم نہ ہوگا دبس۔ قیودِ دین ومذہب سے آزادوں نے احرار اسلام اپنا نام رکھا ہے۔ ما علے مثلہ بعد الخطاء اون کی دینی آزادی جس موقع پر اونھیں جیسا چلاتی ہے ویسا چلتے ہیں۔ کشمیر جتھے بھیجنا لازم تھا وہاں مسلمانوں کو قید وبند کی مصیبتوں میں ڈالنا اون کا فرض تھا دشمنان دین کے ہاتھوں مسلمانوں کے اپنے گلے کٹوانے کیلئے طیار کرنا ضرور تھا اپنا یہ فرض ادا کر رہے تھے اس لئے یہ غدار نہ تھے دین کے دوستدار تھے دشمن نہ تھے غدار اور دشمن دین وہ تھا جو انھیں ایسا کرانے کو منع کرتا اب شہید گنج کے معاملہ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ حرام موت مرے کہ یہ کام انھوں نے ان کی سرپرستی میں رہکر انجام نہ دیا فرض تو جب ادا ہوتا جب ان سے پوچھ کر کرتے ان کی مجلس سے باضابطہ اجازت لیتے جب انھوں نے ان سے نہ پوچھا تو حرام کیا اور حرام موت مرے۔ سید حبیب وغیرہ نے انھیں نہ پوچھا اور اون حرام کاروں کی حمایت نہ کی ان کی مجلس سے اجازت نہ لی اس سے بڑھ کر غداری اور دین سے عداوت ان کے نزدیک اور کیا ہو سکتی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۴ ۔ از بنگال فرید پور مسئولہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی۔ جمادی الاولی ۵۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر اذان ثانی دینا جائز ہے یا نہیں مع الدلائل حوالۂ کتب بینوا توجروا۔

الجواب

مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی اذان دینا مکروہ ہے۔ یہ امر روز روشن سے زائد روشن کر کے دکھا دیا گیا ہٹ دھرمی کا کسی کے پاس علاج نہیں رسائل اہل حق ملاحظہ کیجئے۔ اوس میں حدیث وفقہ واقوال ائمۂ حدیث سے ہے۔ اس کی کراہت اور اذان کے باہر ہونے کی سنیت کے بے شمار ثبوت ملینگے دوچار عبارتیں اسوقت پیش کی جاتی ہیں۔ عالمگیری میں ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالی میں بھی یہی ہے۔ عالمگیری میں اوسی سے لیا ہے بعینہ یوں ہی خلاصۃ الفتاوی میں ہے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق

Marfat.com

میں امام فخر الدین زیلعی فرماتے ہیں السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد فقہا ارشاد فرمائیں اذان خارج مسجد ہونا سنت ہے فقہا کہیں کہ اذان منذنہ پر ہو یا خارج مسجد فقہا ممانعت فرمائیں کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے مسجد میں اذان مکروہ ہے مگر ہٹ دھرم ایک نہیں سنتے اپنے ائمہ کی نہیں سنتے تو حال کے مولوی عبدالحی صاحب کی کون سنے گا جنھوں نے حاشیہ شرح وقایہ میں تشریح کی کہ خارج مسجد اذان ہونا مسنون والمسنون ھو الثانی شاید مولوی صاحب کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ کے تلامذہ اون کا یہ قول دیکھکر اپنی ہٹ سے باز آئیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۱۵ ۔ ازناسک علاقہ بمبئی مرسلہ قاضی چراغ دین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائرڈ مؤرخہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسائل میں۔

(۱) شہر گلشن آباد عرف ناسک (احاطہ بمبئی) کی تمام مسجدوں میں اذان ثانی جمعہ (جو دراصل پہلی اور ایک ہی اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم کے زمانہ مبارک میں تھی) بالکل منبر کے متصل آہستہ دی جانے کا خلاف سنت رواج پڑ گیا تھا اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو وخلاف سنت متوارثہ پڑھا جاتا تھا اس فقیر نے تحقیق وتدقیق کے بعد شہر کی جامع مسجد میں اذان خطبہ خارج از محل صلوۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے سامنے دی جانے کا اور خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھے جانے کا رواج بہ نیت احیاء سنت متروکہ جاری کیا دو سال تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا آخر ماہ صفر ۱۳۵۴ھ عبد... نامی مولوی سورتی گجراتی ناسک تشریف لائے اون میں شہر خطیب کے رشتہ داروں میں سے شیخن صاحب بڑے صاحب خطیب اور مصلیوں میں سے مسمی چاند خاں ابن حاجی ولی خاں ومراد خاں وشیخ حنیف الدین وغیرہ کے شامل ہوکر مولوی صاحب موصوف کو بہ بہانہ وعظ تاریخ ۲۹ صفر ۱۳۵۳ھ روز جمعہ مسجد جامع میں لائے اور اذان خطبہ جو بالکل مطابق سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام خارج از محل صلوۃ دیجاتی تھی موقوف کراکے منبر کے قریب خطیب کے روبرو بالکل آہستہ سے دلوائی اور شیخن صاحب خطیب نے خلاف سنت متوارثہ خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا بعد از نماز مولوی صاحب نے وعظ فرمایا لیکن اذان وخطبہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں فرمایا وعظ کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے گئے اوسوقت مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ پر خطیب کے روبرو دیا جانا سنت ہی اور زمانہ حال میں چونکہ مصلی عربی نہیں جانتے اون کے وعظ ونصیحت کیلئے خطبہ بزبان اردو پڑھنا بہت افضل ہے سامعین میں مولوی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب برکاتی نقشبندی رئیس ستانہ ضلع ناسک نے فرمایا کہ اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجدد مأتہ حاضرہ نے کئی رسالہ وفتوی اذان

Marfat.com

وخطبے کے متعلق شائع فرمائے اور بدلائل ثابت کیا کہ اذان خطبہ جمعہ خارج از محل صلوۃ دینا ہی سنت ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب اذان دینے سے یہ اذان جو کہ اصل اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اذان ہی نہیں رہتی مولوی صاحب کچھ جواب ہی دینے کو تھے کہ سلسلۂ بحث شیخ حنیف الدین نے اس طرح منقطع کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنادیا اور ان کے صاحبزادے نے ایک کافر کو مسلمان کیا تو کیا ہوا (یہ اشارہ طعنہ تھا اعلیحضرت کے وہابیوں کے خلاف فتویٰ شائع کرنے کی طرف) سلسلۂ بحث ٹوٹ گیا۔ اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ خطیب کے روبرو بین یدیہ وعلی باب المسجد دینا ہی سنت ہے لیکن یہ سنت مردہ ہوگئی تھی۔ اس فقیر نے محض احیاء سنت کی وہ اسپر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں جیسی کہ دروازہ پر دی جاتی تھی دلوانی شروع کی دو سال تک کسی نے کسی طرح کی مزاحمت نہ کی دو سال تک جاری ہوئی سنت کو جبرا موقوف کرا دینے والے اور اس فعل کو خلاف سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی اور کس گناہ کے مرتکب ہوئے۔

(۲) اذان خطبہ خارج از محل صلوۃ دینا احناف کے نزدیک سنت ہے ترک سنت سے اذان مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے ترک سنت پر اصرار اور خلاف سنت فعل کو عین سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی ہے۔

(۳) ترک سنت کی عادت واصرار پر جو اذان دی جائے اسی اذان سے خطبہ ونماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۴) اور جو مسلمان ترک سنت پر ہٹ دھرمی کرے ان کے حق میں کیا وعید آئی ہے۔

(۵) اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو یا اور کوئی زبان میں پڑھے اور مخلوط زبان میں خطبہ پڑھنے پر اصرار کرے اور عادت ڈال لیوے اور مصلی بھی مخلوط خطبہ پڑھے جانے پر اصرار کرے تو ان کا خطبہ ونماز ہو جائے گی یا نہیں۔

(۶) جو امام یا خطیب اذان خطبہ محل صلوۃ میں خطیب یا امام کے روبرو دیئے جانے پر اصرار کرے اور اسے عین سنت سمجھے اور مصلیوں کی خاطر مخلوط زبان میں خطبہ خلاف سنت متوارثہ پڑھا کرے اور ایسے فعل کو افضل جانے کہ مضمون خطبہ مصلیوں کی سمجھ میں آتا ہے اور انھیں وعظ ونصیحت کا کام دیتا ہے جو خطبہ کی غرض ہے ایسے خطیب یا امام کی امامت درست ہے یا نہیں اور ایسے امام کی اقتدا کی جائے یا نہیں

(۷) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۱۹۰ میں فرماتے ہیں بدعت بردو نوع سنت حسنہ وسیئہ حسنہ آں عمل نیک راگویند کہ بعد از زمان آں سرور

وخلفائے راشدین علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام اتمہا وبن التحیات اکملہا پیدا شدہ باشد ورفع سنت نہ نماید و سیئہ آنکہ رافع سنت باشد۔ اذان خطبہ جمعہ جو حضور اقدس وخلفاء راشدین علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلوۃ دی جاتی تھی اوسے منبر کے قریب محل صلوۃ میں دلانا اور اسی موافق حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم کے مبارک زمانہ میں خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھا جاتا تھا اوسے مخلوط زبان میں پڑھنا بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ یہ دونوں فعل رافع سنت اصلی ہے۔

(۸) ان دونوں فعلوں کو جائز وافضل سمجھ کر کرنے والوں کا بدعتیوں میں شمار لگا یا نہیں اور جو امام یا خطیب یہ دونوں فعل خود کرے اور روا رکھے اسکی امامت جائز ہے یا نہیں اور ایسے امام یا خطیب کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

(۹) اذان خطبہ جمعہ کے وقت قاضی شرع جو مسجد میں نماز کیلئے حاضر تھا اوس نے اذان جمعہ کے متعلق مسئلہ بیان کیا فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں مثلاً غنیہ شرح وقایہ۔ بہار شریعت۔ فتاوی رضویہ وفتوی مبارکہ بریلی وغیرہ میں اذان ثانی جمعہ خارج از محل صلوۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے روبرو دی جاتی سنت ہے اور اوس نے (قاضی نے) جو جگہ اس اذان کیلئے مقرر کی ہے وہ حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک کی سنت کے مطابق ہے مسجد کے اندر منبر کے متصل آہستہ اذان دینا خلاف سنت ومکروہ تحریمی ہے اس پر مصلیوں میں سے ایک شخص قاضی کو ڈانٹ کر کہتا ہے ہم تمہارے دل میں سے کالا ہوا حکم نہیں مانتے کسی شہر میں بھی یہ رواج نہیں ہے تمام دنیا کی مسجدوں میں یہ اذان منبر کے متصل دی جاتی ہے ہم ہرگز یہ اذان دروازہ مسجد پر نہیں ہونے دیں گے۔ خطیب صاحب منبر پر بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں اونھوں نے زبان تک نہیں ہلائی بلکہ خاموشی علامت رضا است کے مطابق مؤذن کو مسجد کے اندر منبر کے بالکل متصل خود کے روبرو آہستہ سے اذان دلوائی اور خطبہ بھی مخلوط زبان اردو پڑھ دیا۔ مصلیوں میں سے ایک شخص مسمی کھڑے رہ کر فرماتے ہیں صحیح بخاری شریف میں فلاں نمبر کی حدیث میں یوں لکھا ہے کہ اذان خطیب نے سننا چاہئے اور جواب دینا چاہئے حدیث کی اصل عبارت اس شخص نے تلاوت نہیں کی خطیب صاحب وصاحبان موصوف اور جو مصلی اون کے اس فعل میں شریک ہونگے وہ آیت شریفہ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے تحت قاضی شرع کی جو کہ اولی الامر میں شمار ہوتا ہے نافرمانی وہتک کے علاوہ اور کن کن گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں پہلا شخص جو قاضی شرع کے مستند فقہ کی کتابوں میں سے بیان کئے ہوئے شرعی مسائل کو ایسی بے قدری و

Marfat.com

حقارت سے تعبیر کرے اور ان کے نہیں جاننے پر اصرار کرے وہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں دوسرا شخص پہلے کی تائید میں احکام فقہی کے خلاف جو حدیث کا مکمل ترجمہ سنائے اور خطیب صاحب جو دل سے قاضی شرع کے بتائے فقہی مسائل کو جھوٹ جانے اور ان مسائل کے خلاف عمل کرے وہ کن کن گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں گو اسلامی حکومت نہ ہو تاہم مذہبی امورات میں قاضی شرع اولی الامر کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں اگر رکھتا ہے تو ایسی ہستیوں پر شرعاً کیا حد مقرر ہے اسلامی حکومت نہ ہونے سے قاضی شرع گو شرعی حد جاری کرنے پر مجبور ہے تاہم عام مسلمانوں کو یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ **ایسے لوگ** شرعاً کس سزا کے مستحق ہیں آیۃ شریفہ کا دوسرا جہ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول. کے متعلق اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ اذان خطبہ جمعہ مسجد کی سیڑھیوں پر دلوانے کا اور خطبہ جمعہ خالص زبان عربی میں پڑھا جانے کا دو سال کا طویل زمانہ گزر گیا خطیب صاحب جب کبھی نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد میں شریک رہے اذان ثانی مسجد کی سیڑھیوں پر جہاں قاضی نے اذان دلوانا ٹھہرایا تھا دیئے جانے پر مزاحمت نہیں فرمائی گو خطبہ مخلوط بزبان اردو خطیب صاحب پڑھ دیا کرتے خطیب صاحب نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد میں مہینوں شریک نہیں رہتے اور ان کی عدم حاضری میں قاضی شرع خطبہ و نماز پڑھا دیا کرتا صاحبان موصوف کو یا خطیب صاحب کو اذان یا خطبہ کے متعلق کسی قسم کا شک نہیں گزرا دونوں صاحبان موصوف اور ان کے ساتھی کا کوئی جمعہ قضا نہیں ہوا دو سال کے عرصہ میں قریب ۱۰۲ جمعہ کی نمازیں اس طرح ادا کیں اور ہمیشہ قاضی شرع کی تعریف کرتے رہے کہ قاضی صاحب جب سے وطن کو پنشن لیکر آئے جامع مسجد میں نماز جمعہ مطابق شرع شریف سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام و فقہ حنفی کے مطابق ادا ہوتی ہے مولوی عبد اللہ کے آجانے سے دفعۃً انھیں احساس ہوا کہ اذان ثانی مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلوٰۃ دی جانا خلاف سنت ہے بالفرض اگر یہ بھی مانا جائے کہ مولوی عبد اللہ نے یہ مسئلہ انھیں بتلایا تو اس کا فرض تھا کہ قاضی شرع سے دریافت کرتے کہ مولوی عبد اللہ اذان و خطبہ کے متعلق ایسا مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے نزدیک کیا دلائل ہیں کوئی تین ہفتہ مولوی عبد اللہ کا قیام ناسک رہا بلکہ مولوی صاحب موصوف کو قاضی شرع نے بلا کر ان مسئلوں میں دریافت کیا تو ہنسنے لگے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم ایک ضعیف حدیث پر عمل کرانا چاہتے تھے اب وہ فوت ہو گئے حال کے مفتی کفایت اللہ صاحب جید عالم مفتی ہیں اون سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے میں بیمار ہوں. بیماری کی وجہ سے کل جمعہ کے دن وعظ کو بھی نہیں جا سکوں گا میں ان جھگڑوں میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن جبکہ اگر مصلیوں کی خواہش ہے کہ اذان منبر کے قریب مسجد (محل صلوۃ) میں دی جائے اور خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا جائے تو آپ خواہ مخواہ کیوں منع کرتے ہو احمد رضا خاں صاحب نے ہر جگہ

ایسے فساد برپا کر دیئے ہیں دفع شر کیلئے بہتر ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل نہ کیا جائے مولوی عبد اللہ دیوبندی عالم ہیں دیوبندی عالموں کے معتقد نظر آتے ہیں دیوبندی علما مثلاً رشید احمد اشرف علی عبد الشکور وغیرہ کی فقہ کی کتابوں پر مولوی عبد اللہ کا دار ومدار تھا سنن ابو داؤد شریف کی حدیث کو بے ساختہ ضعیف فرما دیئے اور آخر میں صاف کہہ بھی دیا کہ مفتی کفایت اللہ کے فتوی منگوا کر ان پر عمل کیا جائے دیوبندی عقائد کے مولوی صاحب ہونے کی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی عبد اللہ مکہ شریف میں حکومت کی طرف سے عرب کے بچوں کو اردو سکھانے پر مقرر رہیں۔ اور ان کا ایک لڑکا امینیہ مدرسہ میں پڑھتا ہے اوسے مکہ شریف لیجانے ہندوستان آئے تھے اور دہلی جاتے جاتے ماڑواڑ گئے خود کے قول وقرار پاسداری کا لحاظ اتنا نہ تھا کہ ہماری کیوجہ سے وعظ کیلئے جانا نہیں ہوگا نہ میں وعظ کہوں گا نہ آپ کے کاموں میں دخل دوں گا۔ ایسا وعدہ کر کے بھی آپ نے وعدہ خلافی کی مسجد جامع میں تشریف لے گئے وعظ بھی کہا اور خلاف سنت اذان وخطبہ ہونے دیئے خیر مصلیوں کو یا خطیب صاحب کو اگر حقیقت میں تحقیق مسئلہ کی ضرورت ہوتی تو قاضی شرع کی جس جمعہ کے دن مخالفت کی اور اس کے بتائے ہوئے مسائل کو ٹھکرا دیا (غالباً یہ واقعہ تاریخ ۱۰ ربیع الثانی کا ہے) اوس کے بعد آج تک مصلیوں میں سے کسی نے یا خطیب نے جھوٹ بھی ان مسائل کی تحقیق کیلئے قاضی کے گھر جانے کی تکلیف گوارہ نہ کی حالانکہ قاضی نے انھیں ۱۲ ربیع الثانی بروز اتوار تحقیق مسائل کیلئے گھر پر آنے اور کتابیں دیکھنے بلایا بھی تھا۔

قاضی شہر تو حسب فرمان آقائے نامدار سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) من احیے سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (۲) من احیے سنۃ من سنتی قد امتیت فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا (۳) من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ اجر وثواب کا مستحق ہوگیا لیکن جن جن سنیوں نے جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کرا دیا اور اپنے اس فعل پر اصرار بھی کرتے ہیں تو وہ کس وعید کے مستحق ہوتے ہیں۔ ترک سنت پر تو یہ وعید آئی ہے کہ من ترک سنتی لم ینل شفاعتی۔ فقط ترک سنت پر یہ وعید ہے تو جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کرانے کا گناہ تو ترک سنت سے بہت زیادہ ہونا چاہئے۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ مولوی عبد اللہ کے بہکانے سے خطیب صاحب اور اون کے ساتھی دیوبندی مثلاً رشید احمد واشرف علی وغیرہ جن پر حرمین شریفین سے کفر کا فتوی جاری کیا گیا ان کے بتلائے ہوئے فتووں پر عمل کیا گیا تو ان صاحبوں کا شمار دیوبندی علماؤں کے مقلدین میں ہوگا یا نہیں۔ ناظرین خود فیصلہ کریں۔

الجواب بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اللھم انی اعوذبک من ترک العنن وانتہاکہا۔ اذان خطبہ ہی وہ اذان

Marfat.com

ہے جو عہد کریم حضور نبی رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں پیش خطیب خارج مسجد دی جاتی تھی اور زمانہ خلافت
شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بھی ایک اذان اسی طرح دی جاتی رہی جب زمانہ حضرت ذی النورین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی زائد ہوگئی تو حضرت نے ایک اذان اذان خطبہ سے قبل مقام زوراء
میں اور اضافہ فرمائی اور اذان خطبہ بدستور خارج مسجد رکھا ہشام کے زمانہ میں وہ زوراء والی اذان بھی
مسجد کی طرف منتقل ہوآئی اسی لئے ہمارے تمام علماء کرام ائمہ فخام قاطبۃً اپنی تصنیفات عالیات میں برابر
کھلی کھلی تصریحات فرماتے آئے کہ خارج مسجد اذان مسنون ہے مسجد یعنی موضع صلاۃ میں اذان مکروہ
ہے داخل مسجد اذان نہ دی جائے علامہ ابراہیم حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں الاذان انما یکون فی المئذنۃ
او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں قہستانی اور وہ نظم سے
ناقل یکرہ ان یؤذن فی المسجد اور اسی میں فتح القدیر سے ہے فان لم یکن ثمہ مکان مرتفع للاذان
یؤذن فی فناء المسجد قہستانی میں ہے لایؤذن فی المسجد فانہ مکروہ آلخ عامہ کتب میں ہے لایؤذن فی
المسجد نیز یکرہ الاذان فی المسجد فتح القدیر امام ابن الہمام فرماتے ہیں قولہ والمکان فی مسئلتنا
مختلف یقید کون المعہود اختلاف مکانہما وکذلک شرعًا والاقامۃ فی المسجد ولا بد اما الاذان
فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد امام اتقانی غایۃ البیان
اور امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فتح القدیر میں خاص باب الجمعہ میں فرماتے ہیں ھو
(ای الاذان) ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ اھ فقہائے کرام کے
باب الاذان میں یہ ارشادات کہ یکرہ الاذان فی المسجد اور لایؤذن فی المسجد ہر سمجھ والے کے نزدیک
عام ہیں کہ ہر ایک اذان کو شامل ہیں مگر بعض ہٹ دھرم زبردستی یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ اذان پنجگانہ کیلئے ہے
اذان خطبہ اس سے مستثنیٰ ہے مگر ان دونوں جلیل اماموں نے خاص باب الجمعہ میں یہ فرماکر ان معاندوں کی دہن
دوزی فرمادی اور اس ہٹ دھرمی کی پوری خبر گیری رسائل اہل حق میں کافی طور پر کی گئی جس کے اعادہ کی
یہاں حاجت نہیں ہے مسجد میں اذان یقیناً مکروہ خلاف سنت ہے مدخل امام محمد ابن الحاج میں نہی عن الاذان
فی المسجد کی خاص ایک فصل قائم فرماتے ہیں فصل فی النہی عن الاذان فی المسجد وقد تقدم ان
ان للاذان ثلثۃ مواضع المنار وعلی سطح المسجد وعلی بابہ واذا کان ذلک کذلک فیمنع من الاذان
فی جوف المسجد بوجوہ احدھا انہ لم یکن من فعل من مضی الثانی ان الاذان انما ھو نداء للناس
لیاتوا الی المسجد ومن کان فیہ فلا فائدۃ لندائہ لان ذلک تحصیل حاصل ومن کان فی بیتہ فانہ
لا یسمع من المسجد غالبا واذا کان الاذان فی المسجد علی ھذہ الصفۃ فلا فائدۃ لہ ومالیس فیہ

Marfat.com

فائدۃ یمنع الثالث ان الاذان فی المسجد فیہ تشویش علی من ھو فیہ یتنفل او یذکر او یفعل غیر ذلک من العبادات التی بنی المسجد لاجلہا وما کان بھذہ المثابۃ فیمنع لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لاضرر ولا ضرار اھ مختصرا۔ اذان اعلام غائبین کیلئے ہے اذان خطبہ اعلام غائبین کیلئے نہ ماننا اعلام حاضرین کی جاننا نری ہٹ دھرمی اور تغییر سنت ہے اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ عہد رسالت سے اول عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہی ایک اذان تھی تو یقینا اعلام غائبین ہی کیلئے تھی ایک اذان مزید اعلام کے لئے اضافہ ہوئی اس نے اوس اذان خطبہ کا مقصود نہ بدل دیا مسجد میں اذان سے اعلام غائبین نہ ہوگا اور شئی اپنے مقصود سے خالی ہونے سے باطل ہوجاتی ہے مسجد کے اندر کی اذان اذان ہی نہیں ابھی مدخل امام ابن الحاج سے گزرا اذا کان الاذان فی المسجد علی ھذہ الصفۃ فلا فائدۃ لہ وما لیس فیہ فائدۃ یمنع۔ نیز علماء فرماتے ہیں اذا خلا الشئی عن المقصود بطل جو لوگ مسجد کے اندر اذان دلواتے ہیں وہ یہی نہیں خلاف سنت اور مکروہ کام کرتے ہیں بلکہ ایک اذان ہی کو باطل کردیتے ہیں جو لوگ ترک سنت کرتے ہیں یقینا معاتب ہیں اس وعید سے ڈریں من ترک سنتی لم ینل شفاعتی اون کا یہ عذر مسموع نہ ہوگا کہ ہم خارج مسجد اذان کو سنت نہیں جانتے داخل مسجد اذان کو سنت مانتے ہیں خصوصا اس صورت میں کہ حدیث وفقہ کے ارشادات سے اونھیں بتا بھی دیا گیا جہل عذر نہیں بلکہ وہ خود دوسرا وبال ہے اور جہالت کرنا اور شدید الزام جس نے حمایت سنت کی ہو اوسے سو شہید کے اجر کا حدیث مژدہ دیتی ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید رواہ البیہقی فی الزھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارج مسجد اذان ہونا حدیث سے ثابت داخل مسجد اذان کی کراہت وممانعت فقہائے کرام کے ارشادات سے واضح برخلاف حدیث وفقہ یہ کہنا کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ سے دی جانا ہی سنت ہے۔ کیسا کھلا عناد اور سخت ہٹ دھرمی اور شدید جہالت ہے اللہ عزوجل محفوظ رکھے کیا اس کے قائل میں دم ہے کہ وہ کسی ایک ہی معتبر معتمد عالم سے اپنے کسی ایک دعویٰ کی تائید پیش کرسکے اوس نے یہ دعویٰ کیا ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ سے۔ خطبہ خالص عربی زبان ہی میں ہونا مسنون ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہ پر یہ گندا افترار ہے کہ اونھوں نے معاذ اللہ کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا یہ اون لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے واضح کفریات کی بنا پر علماء عرب وعجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں یہ شخص جس نے اعلیحضرت قدس سرہ کی نسبت یہ کہا یا تو خود اون میں کا ایک ہے یا اون کا دام افتادہ اون کا فریب خوردہ یہ سب ملکر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ فلاں شخص کو اعلیحضرت قدس سرہ العزیز نے کافر بنایا ہے ہزار تو درکنار۔ اعلیحضرت قدس سرہ نے ان

Marfat.com

لوگوں کی تکفیر کی ہے جنھوں نے جنت و دوزخ کا انکار کیا فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا۔ نماز روزہ کا انکار کیا اور وہ جنھوں نے اللہ و رسول کی کھلی کھلی توہین کیں اوس سبوح قدوس جل مجدہ کو عیبی جانا جھوٹ جیسے عیب کو اوس سے واقع مانا چوری شراب خوری جہل ظلم جیسے عیوب کا اوس پاک ذات پر دھبہ لگایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا شیطان کیلئے علم غیب نص سے ثابت مانا اور حضور کیلئے ماننے کو شرک بتایا۔ یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا یا اپنے مونھ شیطان کیلئے علم غیب مان کر مشرک ہوا اور شرک کو نص سے ثابت جانا اور وہ جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا کہ ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی اور قرآن پر بے ربطی کی لم لگائی حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھے اور جو معنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اوسے خیال عوام ٹھہرایا اور اوسے صحیح نہ جانا اور وہ جنھوں نے اپنی نبوت کا ادعا کیا اور جو ان جھوٹے مدعیوں کو نبی مانتے یا مجدد جانتے یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کی ہیں یا اون کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری واعظ اور ایک مصلح جانا ہے۔ اور وہ جنھوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا یا خدا کو اون میں رما ہوا ٹھہرایا یا حضرات اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل جانا جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو غلط کار اور خائن ٹھہرایا یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھیجی تو اللہ نے مولیٰ علی کو تھی اور جبرئیل غلطی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دے گئے اور وہ جنھوں نے اس قرآن کو دخل بشری سے محفوظ نہ جانا بیاض عثمانی ٹھہرایا یا ناقص بتایا جنھوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دیکر پچھتاتا ہے وغیرہ وغیرہ کفریات اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھنونے کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اڑے جنھوں نے کھلے کھلے الفاظ کفریہ بکے اور افعال کفریہ کئے یوہیں اعلیٰحضرت قدس سرہ نے ہر اوس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو۔ ان کے سوا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کسے کافر کہا ہے کیا لوگ محض نام اسلام رکھ کر اور گائے کا گوشت کھا کر مسلمان کہے جاسکتے ہیں کہ ان کی تکفیر پر یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ دیوبندی لوگوں کا پروپیگنڈا ہے محض اس لئے کہ اون کی حق تکفیر لوگوں کی نظر میں

Marfat.com

بے اعتبار ہو جائے ان لوگوں کے نزدیک کفر کرنا عیب نہیں کافر کو کافر کہنا عیب ہے قاتلھم اللہ انی یوفکون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہم ابھی آگے چل کر ثابت کرینگے کہ یہ جھوٹے مفتری دیوبندی جو اعلیحضرت قدس سرہ پر تکفیر مسلمین کا جھوٹا افترا کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں یونہیں اون لوگوں کی بھی جو ضروریات دین کے منکر ہوں تو یہ تکفیر کا رونا رونے والے اپنے طور پر کئی لاکھ یا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ چکے ہیں۔ وہابی کی بناء مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور مشرک گری ہے اون کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے جس سے کوئی موجود خالی نہیں اون کے شرک کی بوچھاریں یہی نہیں کہ تمام زندہ مردہ مسلمانوں ہی پر پڑی ہیں اور ان کا شرک عالمگیر شرک ہے بلکہ معاذ اللہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کا حکم شرک جاری ہے اس کی بحث جمیل اور اس کے ثبوت جلیل دیکھنے ہوں تو رسالہ مبارکہ اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ دیکھیں۔ یہاں مختصراً صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں وہابی مذہب کا امام اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان جس کے متعلق دیوبندی کے امام گنگوہی کی تصریح ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے اور رد شرک بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ میں ایک حدیث کا یہ ترجمہ کرکے بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سے جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا رائی کے دانہ بھر ایمان اوس پر یہ فائدہ جڑ دیا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا دیوبندیو اپنے گریبان میں مونھ ڈالو دیکھو تمہاری وہ کتاب جس کا رکھنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہے یعنی جہاں وہ نہ ہو وہاں اسلام ہی نہیں وہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے تو کیا تم روئے زمین سے کہیں علیحدہ کسی گوہ کے بھٹے میں آباد ہو پھر تم کیسے مسلمان تمہاری کتاب کے طور پر جہان بھر کے مسلمان ہوئے ہی تم خود بھی کافر ہوئے یا نہیں کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ہ اعلیحضرت قدس سرہ پر جھوٹا افترا کرنے والو اعلیحضرت نے کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر بنایا یا تم نے جہاں بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا ڈالا اور اس تکفیر جمیع مسلمین کو عین اسلام مانا واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) مسجد کے اندر اذان مسجد کی بے ادبی اور بدعت ہے بدعت کو سنت سمجھنا اور سنت کو بدعت سخت وبال عظیم ہے اور سنت کو ہٹانا اور اس کے معارض فعل کرنا سنت سیئہ ہے اور حدیث میں فرمایا من سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا و وزر من عمل بھا الی یوم القیامۃ اور ایسے شخص کو جو سنت

Marfat.com

مٹانے کے درپے ہوا وہ سے حدیث میں من ترک سنتی لم ینل شفاعتی سے ڈرنا چاہئے اوپر معلوم ہوچکا کہ جہل عذر نہیں حدیث میں ہے من جادل فی خصومة بغیر علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع تیسیر میں اس حدیث کے نیچے فرمایا من جادل فی خصومة ای استعمل التعصب والمراء حتی ینزع ای ترک ذلک ویتوب منہ توبة صحیحة حدیث میں ہے من کانت فطرته الی سنتی فقد اھتدی ومن کانت فطرته الی غیر ذلک فقد ھلک رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر وابن حبان والحاکم باسنادھم کما فی الحدیقة الندیہ شرح الطریقة المحمدیة اور حدیث میں ہے ما من امة ابتدعت بعد نبیھا فی دینھا الا اضاعت مثلھا من السنة روی الطبرانی باسنادہ عن غضیف ابن الحارث رضی اللہ تعالی عنہ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواہ الطبرانی باسنادہ عن انس رضی اللہ تعالی عنہ اور حدیث میں ہے ابی اللہ تعالی ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواہ ابن ماجہ باسنادہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما واللہ تعالی اعلم۔

(۳) اذان مسنون صحت خطبہ وصلوۃ کی شرط نہیں لہذا اذان کے خلاف سنت ہونے سے خطبہ وصلاۃ کی صحت میں خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۴) اس کا جواب اوپر ہوچکا۔

(۵) خطبہ اگر تمام تر اردو میں پڑھے گا یا مخلوط پڑھے گا تو خطبہ ہوجائے گا مگر یہ فعل خلاف سنت ہوگا لوگ اگر اصرار کرینگے کہ نماز بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی لہذا اردو میں یا کسی اور ایسی زبان میں جو ہم سمجھ سکیں پڑھائی جائے تو اون کے لحاظ سے نماز میں بھی ایسا خطیب پڑھا کریگا۔ عہد صحابہ کرام میں بہت کثیر فتوحات عجم کی ہوئیں اور جوامع بنائی گئیں مگر کبھی کسی صحابی سے یا بعد صحابہ کسی سے ثابت نہیں کہ وہاں کی زبان میں خطبہ پڑھا ہو ہمیشہ خطبہ خالص عربی میں ہوتا رہا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۶) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح ہے وعظ وتذکیر خطبہ سے پہلے اہل شہر کی زبان میں کرسکتا ہے یا بعد نماز اس کے لئے سنت کی تغییر کا وبال کیوں لے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۷) خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط یقیناً اساءت ہے اور اذان مسجد کے اندر بدعت رافع سنت ہے۔ مدخل میں اوسی فصل نہی عن الاذان فی المسجد میں فرمایا انظر رحمنا اللہ تعالی وایاک الی ھذہ البدعة کیف جرت الی بدع اخر الخ اوپر معلوم ہوچکا کہ مسجد کے اندر کی اذان اذان ہی نہیں کہ اوس سے غالباً اعلام غائبین نہیں ہوتا تو اندر اذان کہلوانا سنت کی مخالفت اور اس کا رفع ہے اور اذان کو بے معنی کردینا۔ مدخل میں ہے۔ الاذان انما ھو نداء الی الصلوۃ ومن ھو فی المسجد لا معنی لندائه اذ ھو حاضر و

Marfat.com

من ھو خارج المسجد لا یسمع النداء اذا کان النداء فی المسجد۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سنت متروک ہوگئی اور اسکی جگہ یہ بدعت عادت ہوگئی آنکھ کھولکر اپنے گردو پیش جو یہ بدعت جاری دیکھی تو اب لاکھ کہو کہ یہ بدعت ہے اسے چھوڑ دو اور حدیث و فقہ سے ثابت کرو کہ یہ سنت ہے اسے اختیار کرو مگر کون سنتا ہے بدعت سے استیناس سنت سے وحشت اس عادت نے قلب حقیقت کر دیا سنت کو بدعت کر ڈالا بدعت کو سنت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں۔ انما ھی عوائد وقع الاستیناس بھا فصار المنکر بھا کانہ یاتی ببدعۃ علی زعمھم فانا للہ وانا الیہ راجعون علی قلب الحقائق لانھم یعتقدون ان ماھم علیہ ھو الصواب الافضل ولو فعلوا ذلک مع اعتقادھم انہ بدعۃ لکان اخف ان یرجی لاحدھم ان یتوب الی اللہ تعالیٰ۔

(۵) اس کا جواب اوپر کے حوالوں سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۶) ہرگز یہ حکم کہ اذان خطبہ خطیب کے روبرو خارج مسجد ہو داخل مسجد خلاف سنت بیجے قاضی کا من گڑھت حکم نہیں جیسے اوس شخص نے یوں رد کیا کہ ہم تمہاری بغل سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے وہ حکم شریعت ہے حدیث و فقہ سے خارج مسجد اذان کا ہونا ثابت ہے اور داخل مسجد کراہت وممانعت ہے اوس نے حکم شریعت کو رد کیا خدا اوسے توبہ کی توفیق دے اور یہ جھوٹ بکا کہ تمام دنیا میں اذان منبر سے متصل دیجاتی ہے اوس نے اپنے گردو پیش کا نام ساری دنیا رکھ لیا ہے ساری دنیا تو ساری دنیا ہندوستان میں بھی سب جگہ یہ بدعت نہیں بہت جگہ خارج مسجد موافق سنت اذان ہوتی ہے رسائل اہل حق میں بعض ممالک کا بھی ذکر ہے جہاں اذان خارج مسجد مطابق سنت دی جاتی ہے اوس نے جھوٹ بولا وہ بھی مسجد میں اور وہ بھی حکم شریعت کے رد کو۔ خطیب نے جو سکوت کیا اور پھر اذان خلاف سنت مسجد کے اندر دلوائی اس کا وہ ملزم نہ ہوا قاضی شرع ضرور اولی الامر میں سے ہے شرعی سزا پوچھنا کس لئے ہے یہاں کون شرعی سزا دے سکا ہے اسلامی حکومت ہوتی تو قاضی حسب رائے ایسے معاندین کو تعزیر کرتا مولوی عبداللہ نے جو اوس حدیث کو ضعیف کہا محض جھوٹ اور غلط کہا وہ حدیث حسن ہے اور اگر عند المحدثین ضعیف بھی ہوتی تو جب ہمارے ائمہ نے اوسے قبول کیا اور اوسی سے بین یدی کا سنت ہونا بھی ثابت کیا تو ضعیف سند ایسی صورت میں کوئی چیز نہیں تلقی علماء بالقبول اعلیٰ درجہ کی قوت ہے سنت کے جاری کرنے کو اور مردہ سنت کے احیاء کو اور بدعت کے مٹانے کو فساد کہنا بڑے مفسد جاہل کا کام ہے اعلیحضرت قدس سرہ پر فساد برپا کر دینے کا بہتان اٹھانے والا حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہے مستحق نار ہے جب مردہ سنت زندہ کی جائے گی اور اوسکی جگہ جو بدعت جاری ہوگئی ہے اوس کے مٹانے کی کوشش کی جائیگی تو جاہل مفسد اوسے فسادی کہیں گے حدیث میں ایسے شخص کیلئے تو سو شہیدوں کے ثواب کا مژدہ دیا گیا ہے ایسے کو جسے حدیث اپنا عظیم مژدہ دے مفسد کہنے والے خود مفسد ہیں الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون حدیث میں شہید کا لفظ غالباً یوں ہی ہے کہ شہید ایک بار قتل کی تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور احیائے سنت وشکایت بدعت کرنے والا ہمیشہ رہا طعن اور سنان لسان سے زخمی ہوتا رہتا ہے نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد موت بھی مولوی عبداللہ اور دوسرے لوگ جو پیشوا یان وہابیہ گنگوہی تھانوی نانوتوی وغیرہم اور اون کے متبعین مولوی کہلانیوالوں کے اقوال واحوال پر مطلع ہو کر اونہیں اپنا مقتدا پیشوا جانتے ہیں وہ سب وہابی ہیں اہلسنت کو اون سے مجالست اون سے ربط ضبط رکھنا اون سے سلام کلام حرام ہے۔ قال تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالحسیب جونپوری تحریر نمود

Marfat.com

الکلام الاوضح

تصنیف لطیف حضرت رضا مفتی نقی علی خاں صاحب والد ماجد امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ
مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز

سورۂ الم نشرح کی بے نظیر تفسیر ہے۔ ایسی جامع اور مدلل تفسیر اردو زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی
اس کتاب میں ۱۰۰ کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

صفحات ۲۲۸۔ قیمت 12-50

ملنے کے پتے:
مکتبہ رضا ایوان عرفان، بیسلپور، ضلع پیلی بھیت
مکتبہ قادری۔ مسجد نو محلہ۔ بریلی ——— جامعہ حبیبیہ ۱۳۰، اترسوئیا، الہ آباد
مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ محلہ سوداگران۔ بریلی

Shabbir Ali Noori
RAZA BOOK DEPOT
BAREILLY

Marfat.com